قرآن اور توحید

قرآنی لفظ کُل پر مشتمل آیات کی تشریح

محمد رمضان گوہر

Marfat.com

قرآن اور توحید

لفظِ "کُلّ" پر مشتمل آیاتِ قرآنی کی تشریح

محمد رمضان گوہر

Marfat.com

جملہ حقوق بحقِ مصنف محفوظ

نام کتاب ---------- قرآن اور توحید

مصنف ---------- محمد رمضان گوہر

سال طباعت -------- اگست ۲۰۱۶ء

کمپوز ---------- دار المعرفہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

قیمت ---------- ۲۲۵/ روپے

موبائل ---------- 0321-6341431

ایڈریس

پنجاب گورنمنٹ ایمپلائز کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی فیز II مکان نمبر E/267

کالج روڈ، پی او گرین ٹاؤن، لاہور

Marfat.com

لفظِ کُل پر مشتمل آیاتِ قرآنی کی فہرست اور کیفیت

نمبر شمار	سورۃ نمبر	پارہ نمبر	آیت نمبر	کیفیت
۱	البقرۃ	۱	۲۰	اللہ کی قدرت کاملہ کا اظہار
۲	......	......	۲۹	خالقِ ارض وسما
۳	......	......	۱۰۶	آیت کی تنسیخ کے بارے میں
۴	......	......	۱۰۹	رسول کریم ﷺ کو اہل کتاب کے حسد وبغض سے درگزر اور معافی کی ہدایت
۵	......	......	۱۱۶	اللہ اولاد سے پاک ہے
۶	......	۲	۱۴۸	نیکیوں کی تلقین
۷	......	......	۱۶۴	کائنات میں قدرت الٰہی کی نشانیاں
۸	......	......	۲۳۱	مردوں کو طلاق اور عدت کے بارے میں ہدایات
۹	......	۳	۲۵۹	خدا کی مردوں کو زندہ کرنے کی قدرتِ کاملہ
۱۰	......	......	۲۸۱	روزِ قیامت اور اعمال
۱۱	......	......	۲۸۲	معاملاتِ قرض پر تعلیم ربانی
۱۲	......	......	۲۸۴	کائنات ملکیت خدا بخشنے اور سزا دینے پر قادر
۱۳	آل عمران	......	۲۵	یوم قیامت کے بارے میں
۱۴	......	......	۲۶	جہانوں کی ملکیت، بادشاہی، عزت اور ذلت اُسی کے قبضۂ قدرت میں ہے
۱۵	......	......	۲۹	آسمانوں اور زمین کا ہر راز جاننے پر قادر
۱۶	......	......	۳۰	یوم حشر اور اعمال اللہ تعالیٰ کی کرم فرمائی بندوں پر

Marfat.com

نمبر شمار	سورۃ نمبر	پارہ نمبر	آیت نمبر	کیفیت
۱۷	......	۴	۱۶۵	غزوۂ احد میں مسلمانوں کا جانی نقصان، حکم رسولؐ کی نافرمانی، اللہ تعالیٰ کی قضا وقدر، ہر امر پر قدرتِ کاملہ
۱۸	......	......	۱۸۵	ہر جان فانی ہے، قیامت اور اعمالِ انسانی، حیاتِ دنیا دھوکہ ہے۔
۱۹	......	......	۱۸۹	اللہ تعالیٰ ہی آسمانوں اور زمین کا مالک حقیقی
۲۰	النساء	......	۳۲	عورتوں اور مردوں کا وظیفۂ حیات، اللہ تعالیٰ علیم وقدیر ہے۔
۲۱	......	۵	۴۱	روزِ قیامت اور لوگوں پر شہادتِ رسولؐ
۲۲	......	......	۷۸	موت یقینی ہے، سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔
۲۳	......	......	۸۵	بھلائی اور برائی میں سفارشی حصہ دار، قدرتِ خدا مسلّم ہے۔
۲۴	......	......	۸۶	سلام کا جواب واجب ہے۔
۲۵	......	......	۱۷۶	کلالہ کے بارے میں فرمانِ خداوندی
۲۶	المائدۃ	۶	۱۷	مسیح بن مریم خدا نہیں
۲۷	......	......	۱۹	اہلِ کتاب سے خدا کا ارشاد بعثتِ رسولؐ کے بارے میں
۲۸	......	......	۴۰	اللہ تعالیٰ ہی زمین اور آسمانوں کا شاہِ حقیقی ہے۔
۲۹	......	......	۴۸	قرآن ہی آخری اور سچی کتاب ہے۔ اگلی کتابوں کی مصدق اور محافظ ہے۔ اسی کا حکم چلے گا۔

Marfat.com

نمبر شمار	سورۃ نمبر	پارہ نمبر	آیت نمبر	کیفیت
۳۰	......	۷	۹۷	کعبہ ادب کا مکان اور عزت کی جگہ ہے۔
۳۱	......	......	۱۱۷	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بیان جو قیامت کو اللہ کے سامنے دیں گے۔
۳۲	......	......	۱۲۵	زمین اور آسمانوں کے درمیان ہر چیز پر قدرت کاملہ رکھتا ہے۔
۳۳	الانعام	......	۱۷	نفع ونقصان اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔
۳۴	......	......	۴۴	نافرمان قوموں کی غفلت اور مواخذۂ خداوندی۔
۳۵	......	......	۸۰	ابراہیم علیہ السلام کی قوم کا ان سے بحث ومباحثہ۔
۳۶	......	......	۸۴	حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عطائے اولاد کی بشارت
۳۷	......	......	۹۹	زمین سے پھل، پھول، سبزہ، درخت، اناج، میوہ اور چارہ وغیرہ اگانا خالقِ کائنات کا کمال ہے۔
۳۸	......	......	۱۰۱	اللہ تعالیٰ اولاد سے پاک ہے۔
۳۹	......	......	۱۰۲	اللہ تعالیٰ ہی معبودِ حقیقی ہے اور وہی کارساز ہے۔
۴۰	......	......	۱۰۸	کافروں کے خداؤں کو گالی نہ دو کہیں وہ اللہ تعالیٰ کو برا نہ کہیں۔
۴۱	......	۸	۱۱۱	کافر ہر طرح کے مشاہدات اور ثبوتوں کے باوجود بھی ایمان لانے والے نہیں۔
۴۲	......	......	۱۱۲	انبیاء کے بھی دشمن ہیں۔
۴۳	......	......	۱۲۳	عاقبت سے بے خبر لوگ اپنے آپ کو بگاڑتے ہیں۔
۴۴	......	......	۱۳۲	ہر ایک کا درجہ اعمال کے مطابق ہوگا۔

Marfat.com

نمبر شمار	سورۃ نمبر	پارہ نمبر	آیت نمبر	کیفیت
۴۵	......	......	۱۵۴	حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہونے والی کتاب میں توراۃ کا ذکر ہے۔
۴۶	......	......	۱۶۴	صفات کبریائی کا ذکر ہے۔ زبانِ رسالتؐ سے۔
۴۷	الاعراف	۸	۳۴	ہر گروہ کو عمل کرنے کی مہلت ملتی ہے۔
۴۸	......	......	۵۷	حکم ربی سے بارش ہوتی ہے اور زمین ہر قسم کے پھل اور سبزہ واناج نکالتی ہے۔ مردے اسی طرح زندہ ہوں گے۔
۴۹	......	......	۸۹	توحید کی بنا پر حضرت شعیب علیہ السلام سے ان کی قوم کا بحث ومباحثہ۔
۵۰	......	......	۱۴۵	تورات میں درج احکامِ خداوندی پر حضرت موسیٰ کو عمل کرانے کی ہدایت۔
۵۱	......	......	۱۴۶	منکرین کو تنبیہ کی گئی ہے۔
۵۲	......	......	۱۵۶	اللہ سے ڈرنے والوں، زکوۃ دینے اور ایمان لانے والوں کو خوش خبری۔
۵۳	الانفال	۱۰	۴۱	مال غنیمت کے بارے میں احکام
۵۴		......	۷۵	وراثتی حصہ داروں میں ردّ و بدل، اخوت کی بنیاد سے ہٹ کر نسبی اور سسرالی رشتوں سے منسلک
۵۵	التوبہ	......	۳۹	جنگ تبوک کے موقع پر مجاہدین اسلام سے ارشادِ خداوندی
۵۶	......	۱۱	۱۱۵	فوت شدہ مشرکین رشتہ داروں کی دعائے مغفرت کے بارے میں

Marfat.com

نمبر شمار	سورت نمبر	پارہ نمبر	آیت نمبر	کیفیت
۵۷	......	......	۱۲۲	دینی تعلیم و تربیت کے بارے میں
۵۸	یونس	......	۳۰	روز قیامت اور احتسابِ اعمال
۵۹	......	......	۴۷	ہر امت کا ایک رسول ہے جو قیامت کو بطور گواہ پیش ہوگا۔
۶۰	......	......	۵۴	قیامت کے دن مشرک کسی قیمت پر بھی جان نہیں بچا سکیں گے۔
۶۱	ہود	......	۴	اللہ تعالیٰ ہر شے پر قدرت کاملہ رکھتا ہے۔
۶۲	......	۱۲	۶	زمین کے جانوروں کا رازق اور ان کے دیگر کوائف کا جاننے والا فقط اللہ ہے۔
۶۳	......	......	۱۲	کافروں کی باتوں کے خلاف اللہ کی جانب سے دلجوئی رسول ﷺ
۶۴	......	......	۵۷	حضرت ہود علیہ السلام کا اپنی قوم سے خطاب
۶۵	......	......	۵۹	قومِ عاد کی سرکشی
۶۶	......	......	۱۱۱	روزِ قیامت اللہ کے روبرو لوگوں کے اعمال کا حساب
۶۷	......	......	۱۲۳	کائنات کے جملہ غائب اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے، وہی شاہِ حقیقی اور معبود حقیقی ہے۔
۶۸	یوسف	۱۳	۱۱۱	قصص یوسف علیہ السلام، صفاتِ قرآن۔
۶۹	الرعد	......	۷	کافروں کا معجزہ دیکھنے کا تقاضا
۷۰	......	......	۸	اللہ مادہ کے شکم کی ہر حالت کو جانتا ہے۔
۷۱	......	......	۱۶	صفاتِ توحید

Marfat.com

نمبر شمار	سورت نمبر	پارہ نمبر	آیت نمبر	کیفیت
۷۲	......	......	۳۳	خدا کے شریکوں کے بارے میں
۷۳	......	......	۳۸	رسولوں کی عیال داری
۷۴	......	......	۴۲	کافروں کو تنبیہ
۷۵	ابراہیم	......	۱۵	انبیاء کی خدا سے دعا کرنا
۷۶	......	......	۵۱	اللہ ہر ایک کو اس کے اعمال کا بدلہ دے گا۔
۷۷	الحجر	۱۴	۱۷	آسمانوں کو ہر شیطان رجیم سے محفوظ رکھا۔
۷۸	......	......	۱۹	زمین کی ماہیت کے بارے میں۔
۷۹	النحل	......	۷۷	قیامت آنکھ جھپکنے سے پہلے بھی آسکتی ہے۔
۸۰	......	......	۸۴	روزِ قیامت کافروں سے سلوک
۸۱	......	......	۸۹	یوم محشر کا سماں برکاتِ قرآن
۸۲	......	......	۱۱۱	قیامت کے دن اعمال کا پورا بدلہ ملے گا۔
۸۳	بنی اسرائیل	۱۵	۱۲	رات اور دن اللہ تعالیٰ کی نشانیاں
۸۴	......	......	۱۳	انسانی اعمال نامہ اور یوم محشر
۸۵	......	......	۷۱	روزِ محشر اور اعمال نامہ
۸۶	......	......	۸۹	قرآنی مثالیں اور انکارِ منکرین
۸۷	الکہف	......	۴۵	دنیوی زندگی کی مثال
۸۸	......	......	۵۴	قرآن میں ہر طرح کی مثال
۸۹	......	......	۸۴	انسان بڑا سرکش اور نافرمان واقع ہوا ہے۔
۹۰	مریم	۱۶	۶۹	روزِ محشر بڑے سرکشوں کو اکٹھا کر کے جہنم میں پھینکا جائے گا۔

Marfat.com

نمبر شمار	سورت نمبر	پارہ نمبر	آیت نمبر	کیفیت
۹۱	......	......	۹۳	آسمان وزمین میں سب اس کے غلام ہیں۔
۹۲	......	......	۹۵	ہر شخص اکیلا ہی روز محشر خدا کے سامنے حاضر ہوگا۔
۹۳	طٰہٰ	......	۱۵	قیامت آنے والی ہے۔
۹۴	......	......	۵۰	صفاتِ ربانی
۹۵	......	......	۹۸	اللہ تعالیٰ ہی معبود حقیقی ہے۔
۹۶	......	......	۱۳۵	کفر اور اسلام کی بات، اسلام غالب رہے گا۔
۹۷	الانبیاء	۱۷	۳۰	کافر کائنات پر غور کریں۔
۹۸	......	......	۳۳	رات، دن، چاند اور سورج کا اللہ ہی خالق ہے۔
۹۹	......	......	۳۵	ہر جاندار موت کا مزہ چکھنے والا ہے۔
۱۰۰	......	......	۸۱	خدا کا تیز ہواؤں کو حضرت سلیمان علیہ السلام کے تابع کرنا
۱۰۱	......	......	۹۳	لوگ فرقوں اور گروہوں میں بٹ گئے۔
۱۰۲	......	......	۹۹	جھوٹے عابد و معبود ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔
۱۰۳	الحج	......	۲	وقوعِ قیامت کی دہشت۔
۱۰۴	......	......	۵	انسانوں کی زندگی اور موت کی حقیقت
۱۰۵	......	......	۶	اللہ تعالیٰ ہی حق اور ہر چیز پر قادر ہے۔
۱۰۶	......	......	۱۷	اللہ روزِ قیامت تمام گروہوں میں فیصلہ کردے گا، وہ قدیرِ کل ہے۔
۱۰۷	......	......	۳۴	قربانی اللہ کے نام پر، کہ وہی معبودِ برحق ہے۔
۱۰۸	......	......	۶۷	ہدایت کے لیے عبادت کا طریقہ مقرر ہے۔

Marfat.com

نمبر شمار	سورت نمبر	پارہ نمبر	آیت نمبر	کیفیت
۱۰۹	المومنون	۱۸	۸۸	اللہ ہی اختیارِ کلی کا مالک ہے۔ پناہ اُسی کے ہاتھ میں ہے۔
۱۱۰	النور	......	۳۵	اللہ زمینوں اور آسمانوں کا نور ہے۔
۱۱۱	......	......	۴۱	آسمانوں اور زمین کی کل مخلوق اور پرندے اللہ کی تسبیح میں مشغول ہیں۔
۱۱۲	......	......	۴۵	تمام چلنے پھرنے والے جانوروں کو اللہ تعالیٰ نے پانی سے پیدا کیا، وہ ہر چیز پر قادر ہے۔
۱۱۳	......	......	۶۴	کائنات کا مالکِ حقیقی وہی ہے، انسانوں کی روش کا مکمل علم رکھتا ہے، وہ علیم کل ہے۔
۱۱۴	الفرقان	......	۲	اللہ ہی زمین و آسمان کا شاہِ حقیقی ہے، اولاد سے بے نیاز ہے، خالق کل اور لاشریک ہے۔
۱۱۵	......	۱۹	۳۱	ہم نے ہر نبی کے دشمن بعض گناہ گاروں کو بنا دیا، اے رسول تیرا رب ہی ہادی اور نصیر ہے۔
۱۱۶	......	......	۳۹	ہم نے اتمام حجت کے بعد قوموں کو ہلاک کر دیا۔
۱۱۷	......	......	۵۱	اے رسولؐ! ہم اگر چاہتے تو ہر بستی میں نذیر بھیج دیتے۔ مگر ہم نے آپ کو تمام انسانوں کے لیے نذیر بنا کر بھیجا ہے۔
۱۱۸	الشعراء	......	۷	ہم نے ہر صنف اور ہر نوع کے جوڑے بنائے۔
۱۱۹	......	......	۶۳	حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ، لاٹھی مارنے سے سمندر پھٹ گیا۔

Marfat.com

نمبر شمار	سورت نمبر	پارہ نمبر	آیت نمبر	کیفیت
۱۲۰	النمل	......	۱۶	حضرت سلیمان علیہ السلام کو نبوت اور بادشاہت کی وراثت ملی، ان پر اللہ کا خاص انعام ہوا۔
۱۲۱	......	۲۰	۸۳	منکرین خدا و رسول کے الگ الگ جتھے کیے جائیں گے، انہیں جانوروں کی طرح ہانک کر خدا کے حضور پیش کیا جائے گا اور پھر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔
۱۲۲	......	......	۹۱	رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب ہے، حرمتِ کعبہ کے حوالے سے
۱۲۳	القصص	......	۵۷	کفار مکہ نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لانے کا عذر پیش کیا۔
۱۲۴	......	......	۷۵	روزِ محشر خدا تعالیٰ کفار سے پیغمبروں کی دعوت توحید نہ ماننے اور خدا کے شریک ٹھہرانے پر کہیں گے کہ اس کی دلیل پیش کرو۔
۱۲۵	......	......	۸۸	صفات خداوندی، معبودِ حقیقی، ہمیشہ رہنے والا، شاہ حقیقی
۱۲۶	العنکبوت	......	۲۰	اللہ تعالیٰ ہی زمین کا خالق ہے اور قدیر ہے۔
۱۲۷	......	۲۱	۶۲	اللہ ہر طرح کی روزی دینے والا اور علیم ہے۔
۱۲۸	الروم	......	۲۶	زمین و آسمان کی ہر چیز کا مالک ہر چیز اسی کی تابع فرمان، وہ لاشریک ہے۔
۱۲۹	......	......	۵۰	اللہ بارانِ رحمت سے مردہ زمین زندہ کر دیتا ہے۔
۱۳۰	......	......	۵۸	کفار قرآن کی مثالیں اور نشانیاں نہیں مانتے۔

Marfat.com

نمبر شمار	سورت نمبر	پارہ نمبر	آیت نمبر	کیفیت
۱۳۱	لقمان	......	۱۰	اللہ تعالیٰ ہی آسمان وزمین کا پیدا کرنے والا ہے اور کائنات کی دیگر چیزوں کو۔
۱۳۲	......	......	۲۹	اللہ ہی رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے۔ سورج، چاند اسی کے تابع ہیں وہ ہر چیز سے باخبر ہے۔
۱۳۳	......	......	۳۱	دریا میں کشتیاں اسی کے فضل سے چلتی ہیں۔
۱۳۴	الم السجدۃ	......	۷	اللہ نے ہر چیز کو حسین ترین رعنائیوں سے پیدا کیا، انسان کو مٹی سے بنایا۔
۱۳۵	......	......	۱۳	جبری ہدایت نہیں، حق و باطل بنا دیا گیا، کفر و ایمان واضح کر دیا گیا، انسان کو آزادی ہے۔ جو راستہ اختیار کرے گا وہ ذمہ دار ہوگا۔
۱۳۶	الاحزاب	......	۲۷	غزوہ بنی قریظہ کا ذکر ہے، انہی شکست ہوئی، مال واسباب مسلمانوں کو مل گیا۔
۱۳۷	......	۲۲	۴۰	رسول کریمؐ کے خاتم الانبیاء ہونے کا اعلان۔
۱۳۸	......	......	۵۲	رسول اکرمؐ کی ازواج مطہرات کا ذکر ہے۔
۱۳۹	......	......	۵۴	اللہ تعالیٰ ہر ظاہر اور مخفی چیز کو جانتا ہے۔
۱۴۰	......	......	۵۵	عورتوں کے پردہ کا ذکر ہے۔
۱۴۱	سبا	......	۹	اللہ تعالیٰ آسمانی یا زمینی عذاب کی نشانیوں سے ڈراتا ہے۔
۱۴۲	......	......	۲۱	اہل سبا نے شیطان کی پیروی شروع کر دی اور گمراہ ہو گئے۔

Marfat.com

نمبر شمار	سورت نمبر	پارہ نمبر	آیت نمبر	کیفیت
۱۴۳	......	......	۴۷	اللہ کا اپنے رسول ﷺ سے خطاب۔
۱۴۴	فاطر	......	۱	اللہ تعالیٰ ہی خالق زمین و آسمان اور ہر چیز پر قادر ہے۔
۱۴۵	......	......	۱۳	اللہ کی توحیدی صفات کا ذکر ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔
۱۴۶	یٰسین	......	۱۲	روزِ قیامت مردوں کو اللہ ہی زندہ کرے گا، تمام اعمال لکھے جا رہے ہیں، جزا کا حساب و کتاب قیامت کے دن ہوگا۔
۱۴۷	......	۲۳	۳۲	یوم قیامت سب ہمارے حضور لائے جائیں گے۔
۱۴۸	......	......	۴۰	آفتاب و ماہتاب رات اور دن اللہ تعالیٰ کے حکم کے پابند ہیں۔
۱۴۹	......	......	۷۹	اللہ تعالیٰ کا خطاب رسولؐ سے، انسان کے دوبارہ زندہ کرنے کے بارے میں۔
۱۵۰	......	......	۸۳	خدا ہی حقیقی بادشاہ ہے۔
۱۵۱	الصافات	......	۷	خدا نے آسمان کو ہر سرکش شیطان سے محفوظ رکھا۔
۱۵۲	......	......	۸	شیاطین پر آسمان سے شعلہ باری کی جاتی ہے، فرشتوں کی باتیں نہیں سن سکتے۔
۱۵۳	ص	......	۱۹	حضرت داؤد علیہ السلام کی تسبیح کا ذکر ہے۔
۱۵۴	......	......	۳۷	حضرت سلیمان علیہ السلام کو نبوت اور بادشاہت ملی اور جنات پر تسلط بھی
۱۵۵	الزمر	......	۲۷	قرآن میں لوگوں کے لیے ہر طرح کی مثالیں ہیں۔

Marfat.com

نمبر شمار	سورت نمبر	پارہ نمبر	آیت نمبر	کیفیت
۱۵۶	......	۲۴	۶۲	اللہ تعالیٰ خالقِ کل اور قادرِ کل ہے۔
۱۵۷	المومن	......	۵	نافرمان قوموں کی پکڑ اللہ تعالیٰ نے کی جنہوں نے رسولوں سے کج بحثیاں کیں۔
۱۵۸	......	......	۷	عرش کے اٹھانے والے اور اس کے آس پاس کے فرشتوں کی اہل ایمان کے لیے استغفار۔
۱۵۹	......	......	۱۷	روزِ قیامت کا ذکر ہے، ہر نفس کو اس کے عمل کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔
۱۶۰	......	......	۳۵	اللہ تعالیٰ ہر مغرور سرکش کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔
۱۶۱	......	......	۶۲	اللہ تعالیٰ ہی پروردگار، خالق اور معبود حقیقی ہے۔
۱۶۲	فصلت	......	۱۲	سات آسمانوں کی تخلیق اللہ غالب ودانا کی تدبیر ہے۔
۱۶۳	......	......	۲۱	روزِ قیامت انسانی اعضا کی انسان کے خلاف شہادت۔
۱۶۴	......	......	۳۹	اللہ کی بارانِ رحمت سے ویران زمین تر و تازہ ہو جاتی ہے، جس سے ہر قسم کا سبزہ، پھل، میوے اور اناج پیدا ہوتا ہے، اسی طرح وہ اپنی حکمت اور قدرت سے مردوں کو زندہ کرے گا۔
۱۶۵	......	۲۵	۵۳	اللہ کی نشانیاں آفاق عالم اور انسانی ذات میں بھی واضح ہیں۔ وہ ہر چیز سے مکمل آگاہ ہے۔
۱۶۶	......	......	۵۴	ان لوگوں کے بارے میں اللہ فرماتا ہے جو قیامت کے قائم ہونے کا یقین نہیں رکھتے، اس لیے وہ بے فکر، خوف خدا سے عاری ہیں۔

Marfat.com

نمبر شمار	سورت نمبر	پارہ نمبر	آیت نمبر	کیفیت
۱۶۷	الشوریٰ	......	۹	اللہ تعالیٰ ہی کارساز ہے، وہی ہر چیز پر قادر ہے۔
۱۶۸	......	......	۱۲	آسمانوں اور زمین کی چابیاں اسی کے پاس ہیں، وہ جسے چاہے روزی دے، وہ علیم ہے۔
۱۶۹	......	......	۳۳	سمندری کشتیاں اسی کی ہوا پر چلتی ہیں۔ صابر اور شاکر کے لیے نشانیاں ہیں۔
۱۷۰	الزخرف	......	۱۲	اللہ تعالیٰ ہی نے ہر شے کے جوڑے اور تمہارے لیے کشتیاں بنائیں اور سواری کے جانور پیدا کیے۔
۱۷۱	الجاثیہ	......	۷	اللہ تعالیٰ نے ہر ایک جھوٹے گناہ گار پر افسوس کیا۔
۱۷۲	......	......	۲۲	حق تعالیٰ نے آسمان اور زمین کو عدل پر پیدا کیا۔
۱۷۳	......	......	۲۸	قیامت کے دن ہر امت اپنے گھٹنوں پر ہوگی، ہر فرقہ نامۂ اعمال کی طرف بلایا جائے گا۔
۱۷۴	الاحقاف	۲۶	۱۹	ہر ایک کو عمل کے مطابق درجہ ملے گا۔
۱۷۵	......	......	۲۵	گناہ گار گروہ کی سزا کا منظر۔
۱۷۶	......	......	۳۳	اللہ تعالیٰ کائنات پیدا کر کے تھکا نہیں، وہ قادر ہے ہر چیز پر۔
۱۷۷	الفتح	......	۲۱	فتوحات سے حاصل ہونے والی غنیمت کی طرف اشارہ ہے۔
۱۷۸	......	......	۲۶	کافروں کی جاہلانہ حمیت، اللہ نے مومنوں کو تحمل عطا فرمایا۔
۱۷۹	الحجرات	......	۱۶	اللہ تعالیٰ کائنات کی ہر شے سے بخوبی آگاہ ہے۔

Marfat.com

نمبر شمار	سورت نمبر	پارہ نمبر	آیت نمبر	کیفیت
۱۸۰	ق	......	۷	زمین اور پہاڑوں کا ذکر ہے۔
۱۸۱	......	......	۸	اللہ کی طرف رجوع کرنے والے کے لیے اشیاء کا مشاہدہ اور ان کی معرفت اس کے لیے بصیرت، دانائی کا ذریعہ ہے۔
۱۸۲	......	......	۱۴	اَیکہ اور تبّع کی قوم نے بھی پیغمبروں کی تکذیب کی۔
۱۸۳	......	......	۲۱	قیامت کے دن کا منظر، ایک فرشتہ ہر شخص کو حشر کے میدان کی طرف کرنے والا ہو گا اور ایک اعمال کی گواہی دینے والا۔
۱۸۴	......	......	۲۴	اللہ کا حکم ہو گا کہ ہر سرکش کافر کو جہنم میں ڈال دو۔
۱۸۵	......	......	۳۲	قیامت کے روز اہل ایمان کا جنت اور اس کی نعمتوں کا قریب سے مشاہدہ کرنے پر خوشی کا اظہار، ان سے کہا جائے گا: یہی جنت ہے جس کے بارے میں تم سے وعدہ کیا گیا۔
۱۸۶	الذاریات	۲۷	۴۹	اللہ تعالیٰ نے ہر شے کا جوڑا پیدا کیا۔
۱۸۷	الطور	......	۲۱	خدا تعالیٰ قیامت کے دن ایمان دار والدین کے ساتھ ان کی اولاد کو ملا دیں گے۔
۱۸۸	القمر	......	۳	کفارِ مکہ نے احکام خداوندی کی تکذیب کی اور رسالت محمد ﷺ کی پیروی نہیں کی، بلکہ خواہشات کی پیروی کی۔
۱۸۹	......	......	۴۹	خدا نے ہر چیز کو ایک مقررہ اندازے پر پیدا کیا ہے۔

Marfat.com

نمبر شمار	سورت نمبر	پارہ نمبر	آیت نمبر	کیفیت
۱۹۰			۵۲	سب لوگوں کے اعمال لکھے ہوئے ہیں جو قیامت کو کھولے جائیں گے۔
۱۹۱	"		۵۳	لوگوں کا ہر چھوٹا بڑا عمل لکھا ہوا ہے۔
۱۹۲	الرحمٰن		۲۶	روئے زمین پر سب فنا ہونے والے ہیں۔
۱۹۳			۲۹	آسمان اور زمین والے سبھی اسی سے مانگتے ہیں، اللہ ہر روز ایک نئی شان سے جلوہ گر ہوتا ہے۔
۱۹۴			۵۲	جنتوں میں میووں کی دو قسمیں ہوں گی۔
۱۹۵	الحدید		۲	کائنات کا اللہ ہی شاہِ حقیقی ہے، زندگی اور موت وہی دیتا ہے، وہ ہر چیز پر قادر ہے۔
۱۹۶			۳	اللہ ہی اول، وہی آخر، وہی ظاہر، وہی باطن، وہی علیم۔
۱۹۷	المجادلہ	۲۸	۶	اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سب کو اٹھائے گا اور انہیں اعمال سے آگاہ کرے گا جنہیں وہ بھول چکے تھے اور ہر چیز سے واقف۔
۱۹۸			۷	اللہ کائنات کی ہر چیز سے واقف، اللہ ہر ایک کے ساتھ ہے، قیامت کے دن انہیں اعمال سے آگاہ کرے گا۔
۱۹۹	الحشر		۶	یہ آیت فے کے مال کی وضاحت کرتی ہے۔
۲۰۰	التغابن		۱	کائنات کی ہر شے اللہ کی پاکی بیان کرتی ہے، وہ شاہِ حقیقی اور اسی کی تعریف، وہ کلی طور پر قادر ہے۔

Marfat.com

نمبر شمار	سورت نمبر	پارہ نمبر	آیت نمبر	کیفیت
۲۰۱			۱۱	کوئی مصیبت بغیر اذنِ الٰہی نہیں آتی، اہل ایمان کو ہدایت۔
۲۰۲	الطلاق		۳	اللہ پر توکل کی بات کی گئی۔
۲۰۳			۱۲	آسمان و زمین پر اللہ ہی حکم چلتا ہے، وہ قدیر و علیم ہے۔
۲۰۴	التحریم		۸	سچی اور خالص توبہ کی بات کی گئی۔
۲۰۵	الملک	۲۹	۱	حقیقی بادشاہت خدا کے ہاتھ میں ہے، وہ قدیر ہے۔
۲۰۶			۱۹	فضا میں اڑتے ہوئے پرندوں کو رحمان ہی نے تھاما ہوا ہے۔
۲۰۷	الجن		۲۸	اس نے ہر چیز کی گنتی شمار کر رکھی ہے۔
۲۰۸	المدثر		۳۸	ہر جان (اعمال) میں گروی ہے۔
۲۰۹	النبا	۳۰	۲۹	اللہ نے ہر چیز لکھ کر شمار کر رکھی ہے۔
۲۱۰	عبس		۳۷	قیامت کا حال اور اس کے احوال۔
۲۱۱	المطففین		۱۲	ہر سرکش قیامت کا منکر ہے۔
۲۱۲	البروج		۹	اللہ ہر چیز پر گواہ ہے۔
۲۱۳	الطارق		۴	اللہ کے حکم سے فرشتے انسان کے اعمال کی نگہبانی کرتے ہیں۔
۲۱۴	الھمزۃ		۱	وہ کافر جو رسول کریم ﷺ اور اصحاب پر زبانِ طعن کھولتے اور غیبت کرتے تھے۔

Marfat.com

دیباچہ

قرآنی لفظ "کُل" پر مشتمل آیات کی توحیدی تشریح

ماشاء اللہ میں قرآنِ مجید ترجمہ سے پڑھتا ہوں۔ عمر گزرنے کے ساتھ ساتھ تفہیمِ قرآن میں گہرائی اور گیرائی پیدا ہوتی چلی گئی اور قرآنی مفاہیم و مطالب میرے دل و دماغ میں کُھلتے چلے گئے۔ میں اس ذاتِ وحدہٗ لاشریک کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتا ہوں کہ جس نے مجھے قرآن فہمی کا شعور بخشا۔

قرآنی لفظ "کُــل" کی توحیدی تشریح لکھنے کی نوبت کب اور کیسے آئی پھر اس توحیدی موضوع پر کس طرح قلم اٹھایا؟ تو عرض ہے کہ میں دو تین سال پہلے قرآن کی حسب معمول تلاوت کر رہا تھا کہ آیت میں شامل لفظ "کُــل" پر نظر پڑی اور پھر آیت کا ترجمہ پڑھا۔ مجھے یہ لفظِ قرآنی جاذبِ نظر اور تسکینِ روحانی کا باعث لگا۔ تب مجھ پر منکشف ہوا کہ "کُــل" کا لفظ اپنے اندر بڑی وسعتِ بے کنار اور جامعیتِ بے پایاں لیے ہوئے ہے۔ یہ لفظ اللہ تعالیٰ کی توحیدی علامت کے طور پر قرآن میں آیا ہے۔ مثلاً ﴿کُلُّ نَفۡسٍ ذَآئِقَةُ الۡمَوۡتِ﴾ "ہر جان نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔" ﴿وَهُوَ بِكُلِّ شَيۡءٍ عَلِيمٌ﴾ "اور وہ ہر چیز سے خبردار ہے۔ ان آیاتِ قرآنی سے خدا کی لاشریک اور عظیم ترین ہستی کا تصور پیدا ہوتا ہے۔ موت سے کوئی ذی روح نہیں بچ سکتا اور کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں ہے۔ اس کی ذات علیم وخبیر اور سمیع و بصیر وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ علاوہ ازیں "کُنۡ فَيَكُوۡنُ" کے الفاظ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور حکمتِ بالغہ پر شاہد ہیں۔

لہٰذا میں نے ایک بغیر ترجمہ والے پرانے قرآن پاک کی ورق گردانی کی اور الٓـمّٓ سے وَ النَّاسِ تک آنے والی آیات میں شامل "کُل" کے لفظ پر مارکر سے نشانات لگانے

Marfat.com

شروع کر دیئے۔ دو تین مرتبہ قرآن مجید کی آیات کو بڑی احتیاط اور غور سے پڑھا۔ ان آیات کی تعداد دو سو سے زیادہ تھی۔ پھر میں نے مزید غور سے آیات کے مطالب پر نظر ثانی کی تو معلوم ہوا کہ کچھ آیات میں شامل لفظ "کُـل" بیانیہ ہے اور امر کے بغیر ہے۔ لہٰذا ان آیات کو چھوڑ کر باقی آیات کو دیکھا تو تقریباً دو سو کے لگ بھگ تھیں۔ میں نے ان آیات کا انڈکس تیار کرنا شروع کر دیا۔

آیاتِ مذکورہ کی تشریح اور تفسیر سمجھنے کے لیے میں نے حسب ذیل تفاسیر بازار سے خریدیں:

۱۔ تفسیر ابن کثیر

۲۔ تفسیر تفہیم القرآن

۳۔ تفسیر ضیاء القرآن

ترجمہ کے لیے میں نے پہلے حضرت امام احمد رضا بریلوی مرحوم کا "کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن" دیکھا۔ پھر فتح محمد جالندھری کا ترجمہ والا قرآن "القرآن الکریم" پڑھا۔ اس سلسلے میں میں مولانا مودودی رحمہ اللہ کی تفسیر القرآن اور پیر کرم شاہ مرحوم کے "ضیاء القرآن" سے بھی گزرا۔ اس سلسلہ میں خادم الحرمین الشریفین شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز آل سعود کی جانب سے طبع شدہ مترجم قرآن بھی ملاحظہ کیا جس کا ترجمہ مولانا محمد جونا گڑھی کے قلم سے ہے۔

اپنے ذاتی مطالعہ کے کمرے میں بیٹھ کر مذکورہ تفاسیر کی روشنی میں متعلقہ آیاتِ قرآنی کے مطالب و مفاہیم کو سمجھنے میں مصروف ہو گیا۔ وقت گزرتا رہا اور احتیاطی غور و فکر کے ساتھ خدا کے فضل و کرم سے یہ مرحلہ بھی تمام ہوا۔ اس کے بعد میں نے قلم اٹھایا اور لکھنا شروع کیا، کچھ دقتیں بھی پیش آئیں۔ جب ایک تفسیر کے مطالب و معانی سے تسلی نہ ہوئی تو دوسری تفسیر سے رجوع کیا اور بعض اوقات تینوں تفاسیر کو غور سے پڑھنا پڑا۔ جب تینوں تفاسیر کے مطالعہ کے بعد میں عبارتی ہم آہنگی پیدا کرنے کی سعی کرتا تو غیر مطمئن سا ہو جاتا۔ پھر بھی یہ رب کریم کا کرم ہے کہ میں اس مرحلے سے بھی گزر گیا۔ کیونکہ میں نے آیات مذکورہ کی تشریح کرنے سے پہلے خدا کے حضور دعا مانگی تھی کہ اے رب کریم میں کوئی عالم فاضل اور عربی کا

Marfat.com

سکالر نہیں ہوں اس لیے تو مجھے غلطی اور جھول سے بچانا۔ آخر میں پھر اسی ذاتِ لاشریک کا شکر گزار ہوں کہ جس نے مجھ سے بے مایہ شخص کو یہ کتاب لکھنے کی توفیق بخشی۔

گر تو می خواہی مسلماں زیستن

نیست ممکن جزبہ قرآں زیستن

(اقبال رحمۃ اللہ)

''اگر تو مسلمان کی زندگی گزارنا چاہتا ہے (تو یاد رکھ) کہ قرآن پاک کے بغیر ایسا ممکن نہیں ہے۔''

سارے کا سارا قرآن مجید صفاتِ خداوندی، اس کی قدرتِ کاملہ اور حکمتِ بالغہ سے بھرا ہوا ہے۔ ہر طرف اس کی وحدت کے کرشمے اور مظاہر پھیلے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ہمارے سروں پر پھیلا ہوا آسمان اور پاؤں کے نیچے کی زمین اسی کی بنائی ہوئی ہے۔ آسمانوں اور زمین میں اسی کا حکم چلتا ہے۔ کوئی اس کا شریک نہیں۔ وہ دیکھتا، سنتا، جاگتا اور ہاتھ پاؤں رکھتا ہے اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی بے شمار صفتیں ہیں مگر یہ غیر مجسم ہیں اس لیے ان کی کیفیات معلوم نہیں کی جا سکتیں۔ اس بارے میں مولانا فتح محمد جالندھری کے ترجمہ شدہ القرآن الکریم کے پارہ ۸ سورۃ الاعراف آیت ۵۴ (حاشیہ عبارت، ص: ۲۵۴۔۲۵۱) پڑھیں۔

''خدا تعالیٰ کی جو صفتیں ہیں ان پر لفظ تو وہی بولے جاتے ہیں جو مخلوق کی صفات پر بولے جاتے ہیں مثلاً خدا کو بھی کہتے ہیں کہ دیکھتا ہے، انسان کو بھی کہتے ہیں کہ دیکھتا ہے۔ خدا کو بھی کہتے ہیں کہ سنتا ہے انسان کو بھی کہتے ہیں کہ سنتا ہے۔ لیکن خدا کا دیکھنا اور سننا اور طرح کا ہے۔ مخلوق کی صفات کو خدائے تعالیٰ کی صفات سے کوئی مشابہت اور مماثلت نہیں۔ قرآن کی یہ آیت ہے ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ﴾ یعنی کوئی چیز خدا کے مشابہ و مماثل نہیں۔ پس جب کوئی چیز خدا کے مشابہ و مماثل نہیں تو خدا کو مجسم کیونکر کہہ سکتے ہیں۔ مجسم چیز کی کیفیت معلوم ہوتی ہے اور خدا کی کسی صفت کی کیفیت معلوم نہیں۔ کوئی شخص نہیں بتا سکتا کہ خدا کا دیکھنا سننا کس طرح کا ہے کیونکہ نہ اس کی ایسی آنکھیں ہیں جس طرح ہم رکھتے ہیں نہ ایسے کان جس

Marfat.com

طرح کے ہمارے ہیں۔ پس جب اس کا دیکھنا اور سننا ہی ایسا ہے کہ اس کی کیفیت معلوم نہیں اور وہ اسی طرح کا ہوگا جیسا اس کی شان کو زیبا ہے تو اس کے (عرش پر) ٹھہرنے کی بھی کیفیت کسی کو معلوم نہیں اور وہ بھی اسی طرح کا ہوگا جیسا اس کی شان کو سزاوار ہے۔ حیرت کی بات ہے کہ لوگ خدا کی دوسری صفتیں تو مانتے ہیں اور ان سے اس کو مجسم قرار نہیں دیتے۔ حالانکہ مخلوق میں ان کی صفات کے لیے جسمیت لازم ہے۔ لیکن استوا (عرش پر خدا کے ٹھہرنے کو) اس کا مجسم ہونا قرار دیتے ہیں اور اس وجہ سے اس کی تاویل کرنا ضروری سمجھتے ہیں پھر باوجود اس کے سب اس کو ہر جگہ حاضر اور رگِ گردن سے زیادہ قریب سمجھتے ہیں۔ اگر خدا کو عرش پر ٹھہرنے کے سبب (پارہ (۸) سورۃ الاعراف، آیت: ۵۴) معاذ اللہ مجسم قرار دیا جائے تو وہ سب جگہ حاضر اور رگِ گردن سے زیادہ نزدیک کیونکر مانا جا سکتا ہے۔ مجسم محدود ہوتا ہے اور جو ہر جگہ حاضر ہو وہ غیر محدود۔ پس محدود غیر محدود کس طرح ہو سکتا ہے۔ بہر کیف خدائے تعالیٰ مجسم نہیں۔ اس کی جتنی صفات ہیں ان کی وہ کیفیت نہیں جو انسان کی صفات کی ہیں۔ اس لیے انسانی صفات کا خدائے تعالیٰ کی صفات پر قیاس نہیں ہو سکتا اور اسی لیے اس کو مجسم نہیں کہہ سکتے۔ علمائے مذہب کہتے ہیں کہ جس نے خدا کو اس کی مخلوق کے مشابہ ٹھہرایا وہ کافر ہوا اور جس نے ان باتوں کا جو خدائے تعالیٰ اپنی ذاتِ بابرکات کی صفتیں ٹھہرائی ہیں، انکار کیا وہ بھی کافر ہوا۔

الغرض خدا نے جن باتوں کو اپنی صفات قرار دیا ان کو ماننا چاہیے اور ان کی وہ کیفیت نہیں سمجھنی چاہیے جو صفات مخلوق کی ہوتی ہیں۔ ہم ان کی کیفیت کو مطلق نہیں جان سکتے تو اس کی صفات کی کیفیت کو کیونکر جان سکتے ہیں۔ وہ تخت جس کو عرش کہتے ہیں اس کی کیفیت معلوم نہیں کہ وہ کس طرح کا ہے تو اس پر خدائے تعالیٰ کے ٹھہرنے کی کیفیت کیسے معلوم ہو سکتی ہے۔"

حسبِ ذیل صفحات میں الٓمّٓ سے لے کر وَ النَّاسِ تک (تیس پاروں میں) صفات الٰہیہ کے توحیدی رنگ کی بھی جھلک دکھائی گئی ہے:

۱۔ "خدا ہر چیز پر قادر ہے۔ وہ ہر چیز سے خبردار ہے۔ کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ جو کچھ یہ چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں خدا کو (سب) معلوم ہے۔ خدا ظالموں سے

۱۴۲۵۵۰۰

Marfat.com

(خوب) واقف ہے اور جو کام یہ کرتے ہیں خدا ان کو دیکھ رہا ہے اور خدا بڑے فضل کا مالک ہے اور سب اس کے فرماں بردار ہیں۔"

۲۔ "بے شک اللہ آدمیوں پر بہت مہربان، مہر والا ہے اور تمہارا معبود ایک معبود ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ بے شک اللہ آدمیوں پر بہت مہربان، مہر والا ہے۔ بے شک اللہ سنتا جانتا ہے۔ اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے اللہ سارے جہان پر فضل کرنے والا ہے۔"

۳۔ "وہ آپ زندہ اور اوروں کو قائم رکھنے والا ہے اسے نہ اونگھ آئے اور نہ نیند اور جان رکھ کہ اللہ غالب حکمت والا ہے اور جان رکھو کہ خدا بے پروا اور قابل ستائش ہے اور اللہ بڑی کشائش والا (اور) سب کچھ جاننے والا ہے اور خدا (اپنے) بندوں کو دیکھ رہا ہے اور خدا جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ خدا مومنوں کا کارساز ہے۔"

۴۔ "خدا اہل عالم پر ظلم نہیں کرنا چاہتا۔ اللہ دلوں کی باتوں سے خوب واقف ہے۔ (اللہ) سب سے بہتر مددگار ہے۔ بے شک سب باتیں خدا ہی کے اختیار میں ہیں۔ بے شک خدا بھروسہ رکھنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ آسماوں اور زمین کا وارث خدا ہی ہے۔ خدا ہی حساب لینے والا کافی ہے۔"

۵۔ "بے شک خدا ہر چیز کے سامنے ہے۔ خدا معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے اور خدا جاننے والا کافی ہے۔ خدا منافقوں اور کافروں کو جہنم میں اکٹھا کرنے والا ہے۔"

۶۔ "خدا معاف کرنے والا اور صاحب قدرت ہے اللہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے آسمانوں اور زمین اور جو ان دونوں میں ہے سب پر خدا حکومت کرتا ہے اور (سب کو) اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔"

۷۔ خدا غالب اور انتقام لینے والا ہے۔ خدا کو ہر چیز کا علم ہے آسمان اور زمین میں۔ وہی (ایک) خدا ہے اور وہ اپنے بندوں پر غالب ہے اور وہ دانا اور خبردار ہے۔ اس کے پاس غیب کی چابیاں ہیں جن کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ وہ سراسر حق ہے۔ ہم جس

Marfat.com

کے چاہتے ہیں درجے بلند کر دیتے ہیں۔ وہی جاندار کو بے جان سے نکالتا ہے اور بے جان کو جاندار سے نکالنے والا ہے۔ اس نے ہر چیز کو پیدا کیا اور ہر چیز سے باخبر ہے وہ ہر چیز کا نگران ہے۔"

۸۔ "جس چیز کو خدا چاہتا ہے کہ ہدایت بخشے اس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیتا ہے اور تمہارا رب بے پروا اور صاحبِ رحمت ہے۔ خدا ہی کی حجت غالب ہے۔ دیکھو سب مخلوق بھی اس کی ہے اور حکم بھی (اسی کا ہے)۔"

۹۔ "ہمارے رب کا علم ہر چیز پر احاطہ کیے ہوئے ہے۔ ہمارا خدا ہی پر بھروسہ ہے اور جو میری رحمت ہے وہ ہر چیز کو شامل ہے۔ وہ خدا ہی تو ہے جس نے تم کو ایک شخص سے پیدا کیا اور اس کا جوڑا بنایا اور جان رکھو کہ خدا آدمی اور اس کے دل کے درمیان حائل ہو جاتا ہے۔ خدا سب سے بہتر چال چلنے والا ہے۔"

۱۰۔ "اور سب کاموں کا رجوع خدا ہی کی طرف ہے۔ خدا کافروں کو رسوا کرنے والا ہے۔ خدا کی رضامندی تو سب سے بڑھ کر نعمت ہے۔"

۱۱۔ "بے شک خدا ہر چیز جانتا ہے۔ وہی زندگی بخشتا ہے اور وہی موت دیتا ہے۔ خدا کے سوا تمہارا کوئی دوست اور مددگار نہیں ہے۔ بے شک خدا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے اور وہی عرشِ عظیم کا مالک ہے۔ تم دنیا کی زندگی کے فائدے اٹھالو پھر تم کو ہمارے ہی پاس لوٹ کر آنا ہے۔ اس وقت ہم تم کو بتائیں گے جو کچھ تم کیا کرتے تھے۔ یہی خدا تو تمہارا پروردگار برحق ہے اور حق بات کے ظاہر ہونے کے بعد گمراہی کے سوا ہے ہی کیا۔ وہی تو ہے جو تم کو خشکی اور تری میں چلاتا ہے اس کی ذات (اولاد سے) پاک ہے اور وہ بے نیاز ہے۔"

۱۲۔ "اور زمین پر کوئی چلنے پھرنے والا نہیں مگر اس کا رزق خدا کے ذمے ہے۔ وہ جہاں رہتا ہے اسے بھی جانتا ہے اور جہاں سونپا جاتا ہے اسے بھی۔ سن رکھو کہ ظالموں پر خدا کی لعنت ہے۔ بے شک میرا پروردگار بخشنے والا مہربان ہے۔ وہ سزاوارِ تعریف اور بزرگوار ہے۔ تو اسی کی عبادت کرو اور اسی پر بھروسہ رکھو۔"

Marfat.com

۱۳۔ ”ہر چیز کا اس کے ہاں ایک اندازہ مقرر ہے اور وہ بڑی قوت والا ہے۔ خدا ہی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور وہ یکتا (اور) زبردست ہے۔ خدا جس کو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور (جس کو چاہتا ہے) قائم رکھتا ہے اور خدا (جیسا چاہتا ہے) حکم کرتا ہے اور کوئی اس کے حکم رد کرنے والا نہیں اور اگر خدا کے احسان گننے لگو تو شمار نہ کر سکو۔“

۱۴۔ ”اور ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو ان میں ہے اس کو تدبیر کے ساتھ پیدا کیا ہے اور وہ (خدا) اور چیزیں بھی پیدا کرتا ہے جن کی تم کو خبر نہیں۔ سو زمین پر چل پھر کر دیکھ لو کہ جھٹلانے والوں کا انجام کیسا ہوا۔ جو نعمتیں تم کو میسر ہیں سب خدا کی طرف سے ہیں کیا ان لوگوں نے پرندوں کو نہیں دیکھا کہ آسمان کی ہوا میں گھرے ہوئے (اڑتے رہتے) ہیں۔ ان کو خدا ہی تھامے رکھتا ہے۔“

۱۵۔ ”ہم نے دن اور رات کو دو نشانیاں بنایا۔ تمہارا پروردگار اپنے بندوں کے گناہوں کو جاننے اور دیکھنے والا کافی ہے۔ تمہارا پروردگار لوگوں کا احاطہ کیے ہوئے ہے ہم نے قرآن کو سچائی کے ساتھ نازل کیا ہے اور وہ سچائی کے ساتھ نازل ہوا۔“

۱۶۔ ”وہ لوگ جن کی سعی دنیا کی زندگی میں برباد ہوگئی اور وہ یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ اچھے کام کر رہے ہیں۔ خدا کو سزاوار نہیں کہ کسی کو بیٹا بنائے۔ وہ پاک ہے۔ جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو یہی کہتا ہے کہ ہو تو وہ ہو جاتی ہے۔ تمہارا پروردگار بھولنے والا نہیں۔ میرا پروردگار نہ چوکتا ہے نہ بھولتا ہے۔ اس کا علم ہر چیز پر محیط ہے۔“

۱۷۔ ”اور ہم ہر چیز سے خبردار ہیں اور جس شخص کو خدا ذلیل کرے اس کو کوئی عزت دینے والا نہیں۔ بے شک خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ بے شک خدا توانا اور غالب ہے۔ بے شک خدا لوگوں پر نہایت شفقت کرنے والا مہربان ہے۔“

۱۸۔ ”اور وہی ہے جو زندگی بخشتا ہے اور موت دیتا ہے اور رات اور دن کا بدلتے رہنا اس کا تصرف ہے اگر تم پر خدا کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی (تو کیا کچھ نہ ہوتا مگر وہ کریم ہے)۔ خدا جلد حساب کرنے والا ہے۔ وہی کہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اسی کی

Marfat.com

ہے اور جس نے (کسی کو) بیٹا نہیں بنایا جس کا بادشاہی میں کوئی شریک نہیں اور جس نے ہر چیز کو پیدا کیا پھر اس کا ایک اندازہ ٹھہرایا۔''

۱۹۔ ''ہم آسمان سے پاک پانی برساتے ہیں۔ تمہارا پروردگار غالب (اور) مہربان ہے۔ بھلا خدا بہتر ہے یا وہ جن کو یہ (اس کا) شریک ٹھہراتے ہیں۔''

۲۰۔ ''اور سب اس کے پاس عاجز ہو کر چلے آئیں گے۔ (یہ) خدا کی کاریگری ہے جس نے ہر چیز کو مضبوط بنایا اور اس (اللہ) نے اپنی رحمت سے تمہارے لیے رات اور دن کو بنایا۔ تاکہ تم اس میں آرام کرو اور اُس میں اس کا فضل تلاش کرو اور تاکہ تم شکر کرو۔ اُسی کا حکم ہے اور اسی کی طرف تم لوٹ کر جاؤ گے اور تم (اس کو) نہ زمین میں عاجز کر سکتے ہو اور نہ آسمان میں اور نہ خدا کے سوا تمہارا کوئی دوست اور نہ مددگار۔''

۲۱۔ ''اور خدا کا ذکر بڑا ہے جو چیز آسمانوں اور زمین میں ہے وہ سب کو جانتا ہے اور اسی کے نشانات میں سے ہے کہ آسمان اور زمین اس کے حکم سے قائم ہیں اور یہ کہ خدا ہی عالی رتبہ اور گرامی قدر ہے۔''

۲۲۔ ''جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے خدا اسے جانتا ہے۔ تمہارا پروردگار ہر چیز پر نگہبان اور خدا بے پروا سزاوارِ حمد و ثنا ہے اور خدا ایسا نہیں کہ آسمانوں اور زمین میں کوئی چیز اس کو عاجز کر سکے۔''

۲۳۔ ''اور خدائے یکتا اور غالب کے سوا کوئی معبود نہیں۔ دیکھو خالص عبادت خدا ہی کے لیے ہے۔ یہی خدا تمہارا پروردگار ہے۔ اس کی بادشاہی ہے۔ کہہ دو کہ اے میرے بندو جو ایمان لائے ہو! اپنے پروردگار سے ڈرو۔''

۲۴۔ ''اور جس کو خدا گمراہ کرے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں اور جس کو خدا ہدایت دے اس کو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں۔ اس کے لیے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت ہے۔ پھر تم اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے۔ کہہ دو کہ میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے خدا کی رحمت سے ناامید نہ ہونا۔ خدا تو سب گناہوں کو بخش دیتا ہے۔

Marfat.com

(اور) وہ تو بخشنے والا مہربان ہے۔ وہی تو سارے جہان کا مالک ہے۔ بے شک تمہارا پروردگار بخشش دینے والا بھی ہے اور عذاب الیم دینے والا بھی ہے۔''

۲۵۔ ''تمہارا پروردگار ہر چیز سے خبردار ہے۔ اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی بارگاہ کا برگزیدہ کر لیتا ہے اور جو اس کی طرف رجوع کرنے اسے اپنی طرف راستہ دکھا دیتا ہے۔ لیکن وہ جو چیز چاہتا ہے اندازے کے ساتھ نازل کرتا ہے۔ بے شک وہ عالی مرتبہ (اور) حکمت والا ہے۔ آسمانوں اور زمین میں اسی کے لیے بڑائی ہے اور وہ غالب اور دانا ہے۔''

۲۶۔ ''اور وہ بخشنے والا مہربان ہے۔ ہاں ہاں وہ ہر چیز پر قادر ہے اور خدا تم لوگوں کے چلنے پھرنے اور ٹھہرنے سے واقف ہے اور خدا بے نیاز ہے اور تم محتاج۔ ہم اس (انسان) کی رگ جان سے بھی اس سے زیادہ قریب ہیں۔''

۲۷۔ ''بے شک وہ احسان کرنے والا مہربان ہے اور یہ کہ وہ ہنساتا ہے اور رلاتا ہے اور یہ کہ وہی مارتا اور جلاتا ہے اور یہ کہ وہی دولت مند بناتا ہے اور مفلس کرتا ہے۔ تو تم اپنے پروردگار کی کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اسی کی ہے۔ سب امور اس کی طرف رجوع ہوتے ہیں۔''

۲۸۔ خدا بڑا معاف کرنے والا (اور) بخشنے والا ہے وہی ہے اللہ۔ بنانے والا، پیدا کرنے والا، ہر ایک کو صورت دینے والا اور خدا سب سے زیادہ رزق دینے والا ہے۔ خدا اپنے کام کو پورا کر دیتا ہے۔''

۲۹۔ ''کیا انہوں نے اپنے سروں پر اڑتے جانوروں کو نہیں دیکھا جو پروں کو پھیلاتے رہتے ہیں اور ان کو سکیڑ بھی لیتے ہیں۔ خدا کے سوا انہیں کوئی تھام نہیں سکتا۔ خدا سے بخشش مانگتے رہو وہی ڈرنے کے لائق اور بخشش کا مالک ہے۔''

۳۰۔ ''ہم نے ہر چیز کو لکھ کر ضبط کر رکھا ہے۔ عرش کا مالک، بڑی شان والا جو چاہتا ہے کر دیتا ہے۔ کیا خدا سب سے بڑا حاکم نہیں ہے؟ تم کہو کہ اللہ ایک ہے (وہ) معبودِ برحق جو بے نیاز ہے۔ نہ کسی کا باپ ہے اور نہ کسی کا بیٹا اور کوئی اس کا ہمسر نہیں۔''

Marfat.com

توحید کی نسبتاً زیادہ وضاحت کرنے والی قرآنی سورتوں کی آیات کا ترجمہ

(۱) سورۃ البقرۃ:

۱۔ (پارہ اول، رکوع نمبر ۱۳، آیات ۱۱۵ تا ۱۱۷)

''اور مشرق اور مغرب سب خدا ہی کا ہے۔ تو جدھر تم رخ کرو اُدھر خدا کی ذات ہے۔ بے شک خدا صاحب وسعت اور باخبر ہے۔'' (۱۱۵)

''اور لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ خدا اولاد رکھتا ہے۔ (نہیں) وہ پاک ہے بلکہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اسی کا ہے اور سب اس کے فرماں بردار ہیں۔'' (۱۱۶)

''(وہی بغیر نمونہ کے) آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے۔ جب کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو اس کو ارشاد فرما دیتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتا ہے۔'' (۱۱۷)

۲۔ (سورۃ البقرۃ، پارہ نمبر ۳، رکوع نمبر ۷ آیت ۲۸۴)

''جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب خدا ہی کا ہے۔ تم اپنے دلوں کی بات کو ظاہر کرو گے تو یا چھپاؤ گے تو اللہ تم سے اس کا حساب لے گا پھر وہ جسے چاہے مغفرت کرے اور جسے چاہے عذاب دے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔''

(۲) سورۃ الانعام:

۱۔ (پارہ نمبر ۸، آیت نمبر ۳، رکوع ٦)

''اور آسمان اور زمین میں وہی ایک خدا ہے۔ تمہاری پوشیدہ اور ظاہر سب باتیں جانتا ہے اور تم جو عمل کرتے ہو سب سے واقف ہے۔'' (۳)

۲۔ (پارہ نمبر ۸، آیات نمبر ۱٦۲-۱٦۵، رکوع نمبر ۷)

''کہہ دو کہ بے شک میری نماز اور میری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا سب خدائے رب العالمین ہی کے لیے ہے۔'' (۱٦۲)

''جس کا کوئی شریک نہیں اور مجھ کو اسی بات کا حکم ملا ہے اور میں سب سے اول

Marfat.com

فرماں بردار ہوں۔" (۱۶۳)

"کہہ دو کیا میں خدا کے سوا اور پروردگار تلاش کروں اور وہی تو ہر چیز کا مالک ہے اور جو کوئی (برا) کام کرتا ہے تو اس کا ضرر اسی کو ہوتا ہے اور کوئی شخص کسی (کے گناہ) کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ پھر تم سب کو اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانا ہے تو جن جن باتوں میں تم اختلاف کیا کرتے تھے وہ تم کو بتائے گا۔" (۱۶۴)

"اور وہی تو ہے جس نے زمین میں تم کو اپنا نائب بنایا اور ایک دوسرے پر درجے بلند کیے تاکہ جو کچھ اس نے تمہیں بخشا ہے اس میں تمہاری آزمائش کرے۔ بے شک تمہارا پروردگار جلد عذاب دینے والا ہے اور بے شک وہ بخشنے والا مہربان بھی ہے۔" (۱۶۵)

(۳) سورۃ الاعراف:

(پارہ ۸، آیات ۵۴-۵۵)

"بے شک تمہارا پروردگار خدا ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا پھر عرش پر جا ٹھہرا۔ وہی رات کو دن کا لباس پہناتا ہے کہ وہ اس کے پیچھے دوڑتا چلا آتا ہے اور اسی نے سورج اور چاند ستاروں کو پیدا کیا سب اسی کے حکم کے مطابق کام میں لگے ہوئے ہیں۔ دیکھو سب مخلوق بھی اسی کی ہے اور حکم بھی (اسی کا ہے) یہ خدائے رب العالمین بڑی برکت والا ہے۔" (۵۴)

"(لوگو!) اپنے پروردگار سے عاجزی اور چپکے چپکے دعائیں مانگا کرو وہ حد سے بڑھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔"

(۴) سورۃ الرعد:

(پارہ ۱۳، آیت نمبر ۱۶)

"تم فرماؤ کہ آسمانوں اور زمین کا پروردگار کون ہے؟ (تم ہی ان کی طرف سے کہو) کہ خدا۔ (پھر اُن سے) کہو کہ تم نے خدا کو چھوڑ کر ایسے لوگوں کو کیوں

Marfat.com

کارساز بنایا ہے جو خود اپنے نفع و نقصان کا کچھ اختیار نہیں رکھتے۔ یہ (بھی) پوچھو کیا اندھا اور آنکھوں والا برابر ہیں؟ یا اندھیرا اور اجالا برابر ہو سکتا ہے؟ بھلا ان لوگوں نے جن کو خدا کا شریک مقرر کیا ہے کیا انہوں نے خدا کی سی مخلوقات پیدا کی ہیں جس کے سبب ان کی مخلوقات مشتبہ ہو گئی ہے کہہ دو کہ خدا ہی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور وہ یکتا (اور) زبردست ہے۔"

(۵) سورۃ النحل:

(پارہ ۱۴، آیت نمبر ۵۱، رکوع ۱۳)

"اور اللہ نے فرمایا، دو خدا نہ ٹھہراؤ وہ تو ایک ہی معبود ہے تو مجھی سے ڈرو۔"

(۶) سورۃ بنی اسرائیل:

(پارہ ۱۵، آیت ۱۱۱، رکوع ۱۲)

"اور تم کہو کہ سب تعریف خدا ہی کو ہے جس نے نہ تو کسی کو بیٹا بنایا اور نہ اس کی بادشاہی میں کوئی شریک ہے اور نہ اس وجہ سے کہ وہ عاجز و ناتواں ہے کوئی اس کا مددگار ہے اور اس کو بڑا جان کر اس کی بڑائی کرتے رہو۔"

(۷) سورۃ فرقان:

(پارہ ۱۸، آیات ۱-۳، رکوع ۱۶)

"وہ (خدائے عزوجل) بہت ہی بابرکت ہے جس نے اپنے بندے پر قرآن نازل فرمایا تاکہ اہل عالم کو ہدایت کرے۔" (۱)

"وہی کہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اس کی ہے اور جس نے (کسی کو) بیٹا نہیں بنایا جس کا بادشاہی میں کوئی شریک نہیں اور جس نے ہر چیز کو پیدا کیا پھر اس کا ایک اندازہ ٹھہرایا۔" (۲)

"(اور لوگوں نے) اس کے سوا اور معبود بنا لیے ہیں جو کوئی چیز بھی پیدا نہیں کر سکتے اور وہ خود پیدا کیے گئے ہیں اور نہ اپنے نقصان اور نفع کا کچھ اختیار

Marfat.com

رکھتے ہیں اور نہ مرنا ان کے اختیار میں ہے اور نہ جینا اور نہ مر کر اٹھ کھڑے ہونا۔" (۳)

(۸) سورۃ لقمان:

(پارہ ۲۱، آیت نمبر ۲۷، رکوع ۱۲)

"اور اگر یوں ہو کہ زمین میں جتنے درخت ہیں (سب کے سب) قلم ہوں اور سمندر (کا تمام پانی) سیاہی ہو (اور) اس کے بعد سات سمندر اور (سیاہ ہو جائیں) تو خدا کی باتیں (یعنی اس کی صفتیں) ختم نہ ہوں۔ بے شک خدا غالب حکمت والا ہے۔"

(۹) سورۃ یٰسٓ:

(پارہ ۲۳، آیات: ۸۱ تا ۸۳، رکوع ۴)

"بھلا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، کیا وہ اس بات پر قادر نہیں کہ (ان کو پھر) ویسے ہی پیدا کر دے۔ کیوں نہیں اور وہ تو بڑا پیدا کرنے والا اور علم والا ہے۔" (۸۱)

"اس کی شان یہ ہے جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس سے فرما دیتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔" (۸۲)

"وہ (ذات) پاک ہے جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی بادشاہت ہے اور اسی کی طرف تم کو لوٹ کر جانا ہے۔" (۸۳)

(۱۰) سورۃ الواقعۃ:

(پارہ ۲۷، آیات ۸۳ - ۸۷، رکوع ۱۶)

"بھلا جب روح گلے میں آ پہنچی ہے۔" (۸۳)

"اور تم اس وقت کی (حالت کو) دیکھا کرتے ہو۔" (۸۴)

"اور ہم اس (مرنے والے) سے تم سے بھی زیادہ نزدیک ہوتے ہیں لیکن تم کو

Marfat.com

نظر نہیں آتے۔" (۸۵)

"پس اگر تم کسی کے بس میں نہیں ہو۔" (۸۶)

"تو اگر سچے ہو تو روح کو پھیر کیوں نہیں لیتے۔" (۸۷)

(۱۱) سورۃ الحدید:

(پارہ ۲۷، آیت ۲-۳، رکوع ۷)

"آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اسی کی ہے۔ (وہی) زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔" (۲)

"وہ سب سے پہلا اور سب سے پچھلا اور (اپنی قدرتوں سے سب پر) ظاہر اور (اپنی ذات سے) پوشیدہ ہے اور وہ تمام چیزوں کو جانتا ہے۔" (۳)

(۱۲) سورۃ الحشر:

(پارہ ۲۷، آیات ۲۲-۲۴، رکوع ۶)

"جس کے سوا کوئی معبود نہیں پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا وہ بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔" (۲۲)

"وہی خدا ہے جس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں۔ بادشاہ (حقیقی) پاک ذات (ہر عیب سے)، سالم امن دینے والا، نگہبان، غالب زبردست بڑائی والا۔ خدا ان لوگوں کے شریک مقرر کرنے سے پاک ہے۔" (۲۳)

"وہی خدا (تمام مخلوقات کا) خالق، ایجاد و اختراع کرنے والا، صورتیں بنانے والا، اس کے سب اچھے سے اچھے نام ہیں۔ جتنی چیزیں آسمانوں اور زمین میں ہیں سب اس کی تسبیح کرتی ہیں اور وہ غالب حکمت والا ہے۔" (۲۴)

(۱۳) سورۃ الطلاق:

(پارہ ۲۸، آیت ۱۲، رکوع ۱۸)

"خدا ہی تو ہے جس نے سات آسمان پیدا کیے اور ویسی ہی زمینیں۔ ان میں

Marfat.com

(خدا کے) حکم اترتے رہتے ہیں تاکہ تم لوگ جان لو کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے اور یہ کہ خدا اپنے علم سے ہر چیز پر احاطہ کیے ہوئے ہے۔"

احوالِ مسلم حاضر

میں محسوس کرتا ہوں کہ آج کا مسلمان جتنا قرآن سے اب دور ہوا ہے اتنا پہلے کبھی نہ ہوا تھا۔ علاوہ ازیں ہم سیرتِ رسول ﷺ کے مطالعہ سے بھی دور ہوتے جا رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قومی سطح پر افرادِ قوم کی سیرت سازی نہ ہو سکی۔ جس کا نتیجہ ہم جہالت، مار دھاڑ، بے ادبی، بے حسی، دنگا فساد، رشوت ستانی، اقربا نوازی، دہشت گردی، معاشی، سیاسی اور سماجی ابتری کی شکل میں دیکھ رہے ہیں۔ اس تمام صورتِ حالات کی بنا پر ہم عالمی سطح پر تماشۂ اقوام بن کر رہ گئے ہیں۔ علاقائیت، صوبائیت، فرقہ پرستی اور مسلکی شدت پسندی نے ہمیں کہیں کا نہ چھوڑا اور اس لحاظ سے ہم بین الاقوامی سطح پر دہشت گردی کے حوالے سے پہچانے جاتے ہیں۔ علمائے کرام، دینی مدارس، اساتذہ کرام اور بزرگوں نے نئی نسل کی تعمیری اور مثبت سیرت سازی نہیں کی۔ ان حالات اور اسباب پر غور کرنا چاہیے کہ ایسا کیوں ہوا؟

اقبال اور توحید کے علاوہ میں نے نوجوانوں کے لیے سیرت رسول اللہ ﷺ کی کتاب تالیف کی۔ اب قرآن کے حوالے سے توحیدی فکر پر مبنی کتاب تشکیل دی ہے جو "کُل" کے لفظ پر مشتمل آیات کی تشریح ہے۔ جس آیت میں "کُل" کا لفظ آتا ہے وہاں توحیدی فکر جلوہ گر ہو کر سامنے آ جاتی ہے۔ اس مقام پر یقین بڑھتا ہے اور گمان کی رفتار کم ہوتی ہوئی نظر آتی ہے۔ یقین توحید اور ایمان کا سرمایہ اور اسلام کی بنیاد ہے۔ اگر ہم پر امن، باوقار، ذمہ دار، مخلص، خوددار، قناعت پسند، اچھے اور سچے مسلمان بننا چاہتے ہیں تو ہمیں قرآن وسنت کی جانب آنا پڑے گا۔

اقبال کو شاعرِ اسلام کہا جاتا ہے یہ عین درست ہے انہوں نے شاعری میں قرآن کا فکری پیغام یعنی توحید کا ڈنکا بجایا ہے۔ سیرت رسول ﷺ کا مقام و مرتبہ بتایا ہے۔ افسوس ہے کہ ہم نے ان کے پیغام کی قدر نہ کی اور اقبال کے نام پر چند ادارے بنا کر بے عملی کا شکار ہو گئے۔ توحید کے بارے میں اقبال کا شعر ملاحظہ فرمائیں:

Marfat.com

تا نہ خیزد بانگِ حق از عالمے
گر مسلمانے نیا سائی دے

''جب تک اطراف عالم میں توحید کی آواز نہ گونجے تو اگر مسلمان ہے تو ایک لمحہ کے لیے بھی آرام طلبی اختیار نہ کر'' (فکر توحید کا حصول یقین کی پختگی اور ایقان کی مضبوطی ہے)۔

اسی طرح مقام و مرتبہ رسول اکرم ﷺ کے بارے میں کیا خوبصورت ارشاد اقبال ہے:

بہ مصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نرسیدی تمام بو لہبی است

''اے مسلمان اپنے آپ کو مکمل طور پر رسولِ پاک ﷺ کے حوالے کر دے کیونکہ وہی دین کی بنیاد ہیں۔ تو نے اپنے آپ کی دربارِ مصطفیٰ میں نہیں پہنچایا اور یاد رکھ اگر تو پھر تو تمام ابولہب ہے۔''

یقین افراد کا سرمایۂ تعمیر ملت ہے
یہ وہ قوت ہے جو صورت گر تقدیر ملت ہے

میں امید کرتا ہوں کہ قرآنی آیات کے ''کُل'' سے مزین یہ کتاب توحیدی تشریح کو دل کی گہرائیوں میں بٹھا کر قرآنی افکار کے سمجھنے میں معاون ثابت ہوگی، ان شاء اللہ۔

میں حافظ محمد راشد امام و خطیب جامع مسجد پنجاب گورنمنٹ، بلاک ای کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے آیاتِ قرآنی کی تصحیح کی۔ خاص طور پر محسن فارانی ریسرچ سکالر دارالسلام کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے آیاتِ قرآنی، ترجمہ اور تشریح پر نظر ثانی فرمائی۔

محمد رمضان گوہر، لاہور

۲۲-۲-۲۰۱۶

Marfat.com

سورۃ البقرہ

﴿ یَکَادُ الْبَرْقُ یَخْطَفُ اَبْصَارَھُمْ کُلَّمَآ اَضَآءَ لَھُمْ مَّشَوْا فِیْہِ وَ اِذَآ اَظْلَمَ عَلَیْھِمْ قَامُوْا وَ لَوْ شَآءَ اللّٰہُ لَذَھَبَ بِسَمْعِھِمْ وَ اَبْصَارِ ھِمْ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴾ [پارہ ۱، سورۃ البقرہ: ۲۰]

''بجلی یوں معلوم ہوتی ہے کہ ان کی نگاہیں اچک لے جائے گی۔ جب کچھ چمک ہوئی اس میں چلنے لگے اور جب اندھیرا ہوا کھڑے رہ گئے اور اللہ چاہتا تو ان کے کان اور آنکھیں لے جاتا۔ بے شک اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔''

تشریح: ......اس آیت کریمہ میں منافقین کے ایک دوسرے گروہ کا ذکر کیا گیا ہے جس پر کبھی حق واضح ہوتا ہے اور کبھی وہ شک وشبہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ یہ لوگ بجلی کی چمک کی روشنی میں تو چلتے ہیں اور جب بجلی کی چمک ختم ہونے پر اندھیرا ہو جاتا ہے تو یہ وہیں ٹھہر جاتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ یہ بھی فرماتے ہیں (ابن کثیر) کہ ان منافقین کا روشنی میں چلنا سے مراد قبولِ حق ہے اور اندھیرے میں ٹھہر جانا کفر کی طرف لوٹ جانا ہے۔ یعنی روشنی ہدایت ہے اور اندھیرا کفر و نافرمانی۔ اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ چاہے تو سزا دے اور چاہے تو معاف کر دے۔ لہٰذا اس کی اطاعت کے ساتھ ساتھ اس کے خوف سے ڈرتے رہنا چاہیے۔

﴿ ھُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَکُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ثُمَّ اسْتَوٰٓی اِلَی السَّمَآءِ فَسَوّٰھُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَ ھُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴾

[پارہ ۱، سورۃ البقرہ: ۲۹]

''وہی ہے جس نے تمہارے لیے بنایا جو کچھ زمین میں ہے۔ پھر آسمان کی طرف قصد فرمایا تو ٹھیک سات آسمان بنائے اور وہ سب کچھ جانتا ہے۔''

Marfat.com

تشریح: ......اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تخلیقِ کائنات کا ذکر فرمایا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے کہ اس نے زمین بنائی جس میں نباتات، جمادات اور حیوانات کو پیدا کیا یعنی بیش قیمت خزانے پھیلاتے ہوئے کھیت، رنگ رنگ کے پھول اور پھل، سرسبز باغات، دریا، سمندر، چشمے، پہاڑ، رنگ برنگ پرندے اور گوناں گوں چوپائے بنائے۔ یہ سب انسان کی خدمت گزاری کے لیے ہیں۔ اسے چاہیے کہ ہر چیز کو اپنے تصرف میں لائے اور فائدہ اٹھائے۔ اس کے بعد اس نے سات آسمان بنائے۔ اس نے اپنی قدرتِ کاملہ اور حکمت بالغہ سے اسے ایسا درست فرمایا کہ اس میں کمی اور کجی نہ رہنے دی۔ اس میں کوئی جھول اور نقص نہیں ہے۔ اسے تاروں سے مزین اور خوبصورت کیا۔ آخر میں فرمایا کہ وہ قدرتِ کاملہ رکھتا ہے اور ہر شے کو بخوبی جانتا ہے۔ اس کا علم ہر شے کا مکمل احاطہ کیے ہوئے ہے۔ انسان کو چاہیے کہ کائناتِ سماوی و ارضی پہ غور کرے۔ اس کو نیست سے ہست میں لانے والے کی قدرت کا اعتراف کرے۔ اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرے۔

﴿مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ [پارہ ۱، سورۃ البقرہ: ۱۰۶]

"جب کوئی آیت ہم منسوخ فرمائیں یا بھلا دیں تو اس سے بہتر یا اس جیسی لے آئیں گے کیا تجھے خبر نہیں کہ اللہ سب کچھ کر سکتا ہے۔"

تشریح: ......یہود سادہ لوح مسلمانوں کے ایمان کو متزلزل کرنے کے لیے طرح طرح کے شبہات پیش کرتے۔ ان میں ایک یہ تھا کہ قرآن آج ایک حکم دیتا ہے کل اسے بدل دیا جاتا ہے اور ایک دوسرے حکم پر عمل کرنے کے لیے کہا جاتا ہے۔ ایسا کرنا اللہ تعالیٰ کے شایانِ شان نہیں۔ یہ ساری باتیں وہ اس لیے کرتے تھے کہ مسلمانوں کو قرآن کے منجاب اللہ ہونے میں شک ہو جائے۔ چنانچہ اس شبہ کے ردّ میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نسخ کے بارے میں حکم فرمایا ہے۔ علمائے کرام نے نسخ کے مختلف معانی بیان کیے ہیں۔ مثلاً بدلنا، بھلا دینا، چھوڑ دینا۔ نسخ کے لفظی معنی نقل کرنے کے ہیں۔ جیسے ایک

Marfat.com

کتاب کے ایک نسخے سے دوسرا نقل کرنا۔ یہاں بھی ایک حکم کے بدلے دوسرا حکم ہوتا ہے۔ اس لیے اسے نسخ کہتے ہیں۔ خواہ حکم کا بدل جانا ہو خواہ الفاظ کا۔ علمائے اصول کی عبارتیں مختلف ہیں مگر معنی کے لحاظ سے سب قریب قریب ہیں۔ نسخ کے معنی کسی حکم شرعی کا پچھلی دلیل کی رو سے ہٹ جانا ہے۔ کبھی ہلکی چیز کے بدلے بھاری چیز ہوتی ہے اور کبھی بھاری کے بدلے ہلکی اور کبھی کوئی بدل ہی نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ لہٰذا اس نے اس آیت قرآنی سے مخالفین اسلام کو جواب دیا ہے کہ وہ ہر چیز کا خالق اور مالک ہے کسی کو اعتراض کرنے کا کیا حق پہنچتا ہے۔ وہ مخلوق میں ادل بدل کرنے والا اور پیدائش اور حکم کا اختیار رکھنے والا ہے۔ وہ جس طرح جسے چاہتا ہے بناتا ہے۔ جسے چاہے خوش نصیبی سے نوازے اور جسے چاہے بدنصیبی دے۔ جسے چاہے حلال کرے اور جسے چاہے حرام قرار دے۔ وہ حاکم مطلق ہے۔ اس سے کوئی بازپرس نہیں کر سکتا۔ جو چاہے احکام جاری کرے۔ اس کے حکموں کو کوئی ردّ نہیں کر سکتا۔ اس نے کسی چیز کی مصلحت کی بنا پر حکم دیا اور پھر مصلحت کی وجہ ہی سے اس حکم کو ہٹا دیا۔ قرآن میں نسخ کی چند ایک مثالیں یہ ہیں۔ پہلے عورت کی عدت جس کا خاوند مر جائے ایک سال تھی پھر چار ماہ دس دن قرار پائی۔ دونوں آیتیں قرآن پاک میں موجود ہیں۔ مسلمانوں کا قبلہ پہلے بیت المقدس تھا پھر کعبۃ اللہ مقرر ہوا۔ دوسری آیت صاف اور پہلا حکم ضمناً مذکور ہے۔

﴿وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُم مِّن بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِندِ أَنفُسِهِم مِّن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ فَاعْفُوا وَاصْفَحُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝﴾

[پارہ ۱، سورۃ البقرہ: ۱۰۹]

”بہت کتابیوں نے (اہل کتاب نے) چاہا کاش تمہیں ایمان کے بعد کفر کی طرف پھیر دیں۔ اپنے دلوں کی جلن سے (محض حسد اور بغض کی بنا پر) بعد اس کے کہ حق ان پر خوب ظاہر ہو چکا ہے۔ تو تم چھوڑو اور درگزر کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے۔ بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔“

Marfat.com

تشریح:...... یہود و نصاریٰ محض ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے اسلام کے پھیلاؤ اور نبوتِ رسول اللہ ﷺ سے حسد کرتے تھے۔ یہودیوں کی کتاب میں حضور اکرم ﷺ کی تصدیق موجود تھی۔ ان پر واضح تھا کہ قرآن ان کی کتاب کی تصدیق کر رہا ہے۔ محض حسد اور بغض کی بنا پر خود بھی دولت ایمان سے محروم رہے بلکہ دوسروں کو بھی اسلام سے برگشتہ کر رہے تھے۔ لہٰذا وہ کفر و انکار پر آمادہ ہو گئے اور لوگوں کو بھی بہکانہ شروع کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے فرمایا کہ تم صبر اور درگزر سے کام لو۔ ان سے بحثیں، مناظرے اور جھگڑے نہ کرو۔ اپنا وقت ضائع نہ کرو۔ فضولیات کی بجائے اسلام کے احکام و فرائض کو بجا لاتے رہو جس کا تمہیں حکم دیا گیا ہے۔ خدا کے حکم اور فیصلے کا انتظار کرو۔

﴿وَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ بَلْ لَّهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ۝﴾ [پارہ ۱، سورۃ البقرہ: ۱۱۶]

"اور بولے خدا نے اپنے لیے اولاد رکھی، پاکی ہے اسے، بلکہ اسی کی مِلک ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ سب اس کے حضور گردن ڈالے ہیں۔"

تشریح:...... یہود حضرت عزیر علیہ السلام کو، عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا مانتے اور مشرکینِ عرب فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں یقین کرتے۔ اس آیت میں اس فاسد عقیدے کی تردید ہے۔ فرمانِ خدا ہے کہ زمین، آسمان کی تمام مخلوق اسی کی مطیع ہے۔ نوری ہو یا ناری، خاکی ہو یا افلاکی، بے جان ہو یا جاندار، حقیر ہو یا عزیز سب پر اس کی مملوک ہونے کی مہر لگی ہے۔ عظمت اور کبریائی میں اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ ہر چیز اس کی اطاعت کی تصدیق کر رہی ہے۔

﴿وَ لِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۝﴾

[پارہ ۲، سورۃ البقرہ: ۱۴۸]

"اور ہر ایک کے لیے توجہ کی ایک سمت ہے کہ وہ اس کی طرف منہ کرتا ہے۔ تو یہ چاہو کہ نیکیوں میں اوروں سے آگے نکل جائیں۔ تم کہیں ہو اللہ تم سب کو اکٹھا

Marfat.com

لے آئے گا۔ بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔"

تشریح:...... ہر مذہب نے اپنا اپنا پسندیدہ قبلہ بنا رکھا ہے جس کی طرف وہ رخ کرتا ہے۔ کہ مسلمانوں سے پہلے امتوں کے لیے ایک ایک سمت عبادت کے لیے مقرر کر دی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے یہود اور منافقین کے اعتراضات کا جواب دیا۔ تحویل کعبہ کے لیے یہود اور منافقین نے مسلمانوں پر اعتراضات کی بوچھاڑ کر دی اور سادہ لوح مسلمانوں کو اسلام سے برگشتہ کرنے لگے۔ اگر پیغمبر اسلام ﷺ نے اپنے رب کے حکم سے کعبہ کو اپنی امت کا قبلہ مقرر کر دیا تو اس میں کیا انوکھی بات ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی حکمت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ کعبہ جسے ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام کے مقدس ہاتھوں نے تعمیر کیا۔ ملت ابراہیمی علیہ السلام کے علم بردار اور نسلِ اسمٰعیل کے نبی علیہ السلام کا قبلہ بنایا جائے۔ یہ معمولی سی بات ہے جسے تم اچھال رہے ہو موضوعِ سخن بنانے کے لائق نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ ازلی ابدی نیکیوں کو عملی جامہ پہنانے میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کا جذبہ پیدا کرو۔ یہی وحی الٰہی اور اتباع رسول ﷺ کا راستہ ہے۔ پھر فرمایا کہ اگرچہ تمہارے جسم خاک میں مل جائیں گے تم ادھر ادھر ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے اسی زمین سے جمع کرے گا۔

﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَ النَّهَارِ وَ الْفُلْكِ الَّتِي تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنفَعُ النَّاسَ وَ مَآ أَنزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِن مَّآءٍ فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَ بَثَّ فِيهَا مِن كُلِّ دَآبَّةٍ وَّ تَصْرِيفِ الرِّيٰحِ وَ السَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَ الْأَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُونَ٥﴾ [پارہ ۲، سورۃ البقرہ: ۱۶٤]

"بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات دن کا بدلتے آنا اور کشتی کہ دریا میں لوگوں کے فائدے لے کر چلتی ہے اور وہ جو اللہ نے آسمان سے پانی اتار کر مردہ زمین کو اس سے جلا دیا اور زمین میں ہر قسم کے جانور پھیلائے اور ہواؤں کی گردش اور وہ بادل کہ آسمان و زمین میں حکم کا باندھا ہے۔ ان سب

Marfat.com

میں عقل مندوں کے لیے ضرور نشانیاں ہیں۔''

تشریح: ......اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو توحید کی تفہیم کے لیے کائنات میں پھیلی ہوئی کھلی نشانیوں کے ذریعے سے سمجھایا ہے۔ یہ نشانیاں اتنی واضح اور روشن ہیں کہ ہر شخص انہیں اپنی قابلیت اور ذہن کے مطابق سمجھ سکتا ہے۔ اس مذکورہ آیت میں رب تعالیٰ نے کائنات کی تخلیق اور اس کے نظم وضبط کے متعلق سات اہم امور کا ذکر فرمایا ہے۔

۱۔ آسمان اور زمین کی پیدائش کی وسعت اور عظمت کھلی دلیل ہے۔

۲۔ رات اور دن کا یکے بعد دیگرے آنا، دن کو روشن اور رات کو اندھیرا کر دینا تاکہ کاروبار جہاں بھی چلے اور آرام بھی ملے۔ پھر موسموں کے مطابق رات دن کا لمبا اور چھوٹا ہونا۔

۳۔ سمندر میں کشتیوں اور جہازوں کا چلنا تاکہ تجارت اور رزق و آسائش کا ذریعہ میسر ہو۔

۴۔ بارش کا ہونا جس سے زمین میں نمی آتی ہے۔ پھر اس میں رنگ برنگ کے پھول اور پھل، سبزہ، اناج اور چارہ پیدا ہوتا ہے۔

۵۔ ہر قسم کے جانوروں کی پیدائش، جو نقل وحمل، کھیتی باڑی، سواری اور جنگ میں بھی کام آتے ہیں اور انسانی خوراک کا حصہ بنتے ہیں۔

۶۔ ہر قسم کی ٹھنڈی اور گرم ہوائیں۔ بار آور بھی اور غیر بار آور بھی۔ شرقی غربی اور شمالی جنوبی جو انسانی ضروریات کے مطابق ہیں۔

۷۔ بادل جو حکم الٰہی سے جگہ جگہ برستے ہیں اور زمین کو سرسبز وشاداب کر دیتے ہیں۔ اس تمام تخلیق اور نظم و تدبر میں اس کا کوئی شریک نہیں۔ کسی کی مداخلت یا مشارکت نہیں ہے۔ اس کی خدائی اور الوہیت میں کسی اور کو کوئی اختیار و اقتدار نہیں۔ یہ بے مثال نظم و ضبط بغیر کسی علیم، حکیم اور قدرت والے خالق کے ظہور پذیر نہیں ہو سکتا۔ لیکن یہ روشن اور واضح دلیلیں صرف انہی کو فائدہ دیتی ہیں جن کی آنکھیں اور دل روشن ہیں۔ جو ان سے کام لینا چاہتے ہیں۔ تو اس طرح وہ اپنے خدا اور اس کی وحدانیت کو پا لیتے ہیں۔

﴿وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ

Marfat.com

سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ وَّلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ
فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا وَّاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ
عَلَيْكُمْ وَمَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ وَاتَّقُوا
اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ﴾ [پارہ ۲، سورة البقرہ: ۲۳۱]

''اور جب تم عورتوں کو طلاق دو اور ان کی میعاد آ لگے تو اس وقت تک یا بھلائی کے ساتھ روک لو یا نکوئی (اچھے سلوک) کے ساتھ چھوڑ دو اور انہیں ضرر دینے کے لیے روکنا نہ ہو کہ حد سے بڑھو اور جو ایسا کرے وہ اپنا نقصان کرتا ہے اور اللہ کی آیتوں کو ٹھٹھا (ہنسی کھیل) نہ بنا لو اور یاد کرو اللہ کا احسان جو تم پر ہے اور وہ جو تم پر کتاب اور حکمت اتاری تمہیں نصیحت دینے کو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ اللہ سب کچھ جانتا ہے۔''

تشریح:......اس آیت کا مرکزی نقطہ طلاق رجعی ہے۔ فرمان خداوندی ہے کہ جب تک تم نے طلاقِ مغلظ نہیں دی تو طلاقِ رجعی کی بنا پر رجوع کر لو اور عورت کو اپنے گھر بسا لو اور اس کے ساتھ حسن سلوک کرو۔ اگر رجوع کا ارادہ نہیں ہے تو پھر اسے عمدگی اور شائستگی سے آزاد کر دو۔ جو صورت اختیار کرو اس میں نیک نیتی برقرار رہے۔ عورت کو ضرر دینا اور اسے تنگ کرنا ہرگز مقصود نہیں ہونا چاہیے۔ اسلام سے پہلے عرب کے لوگ عورت کو تنگ کرنے کی غرض سے طلاق دے دیتے اور پھر عدت کی مدت ختم ہونے سے پہلے (طلاقِ رجعی کی صورت میں) رجوع کر لیتے۔ اس طرح بار بار کرنے سے عورت نہ سہاگن رہتی اور نہ آزاد۔ اللہ تعالیٰ نے آیت مذکورہ کے ذریعہ اس طریقہ کو ختم کر دیا۔ ایسے لوگوں کو تنبیہ کی جا رہی ہے کہ اگر تم نے ان قواعد کی تعمیل میں تاویل سے کام لینا شروع کر دیا تو یاد رکھو تمہارا یہ جرم نظر انداز نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ تم آیات خداوندی کا مذاق اڑا رہے ہو اور یہ بڑا سنگین جرم ہے۔ اس کی سزا تمہیں بھگتنا ہو گی۔ سرزنش کے بعد شفقت سے ان خواتین کے اتباع کی ترغیب دی جا رہی ہے۔ کہ دیکھو قرآن ایسی کتاب ہدایت تمہیں عطا فرمائی گئی۔ تمہیں اس

Marfat.com

عظیم نعمت کا ہمیشہ پاس رہنا چاہیے۔ اللہ سے ڈرتے رہو۔ تبھی تو تم اس عظیم احسان کی شکر گزاری کا حق ادا کر سکتے ہو۔ یہ جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ ہر پوشیدگی اور ہر ظاہرداری کو جانتا ہے۔

﴿اَوْ کَالَّذِیْ مَرَّ عَلٰی قَرْیَةٍ وَّ هِیَ خَاوِیَةٌ عَلٰی عُرُوْشِهَا قَالَ اَنّٰی یُحْیٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ قَالَ لَبِثْتُ یَوْمًا اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰی طَعَامِكَ وَ شَرَابِكَ لَمْ یَتَسَنَّهْ وَانْظُرْ اِلٰی حِمَارِكَ وَ لِنَجْعَلَكَ اٰیَةً لِّلنَّاسِ وَانْظُرْ اِلَی الْعِظَامِ كَیْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا فَلَمَّا تَبَیَّنَ لَهٗ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۝﴾

[پارہ ۳، سورۃ البقرہ: ۲۵۹]

''یا اس کی طرح جو گزرا ایک بستی پر اور وہ ڈھئی (مسمار ہوئی) پڑی تھی اپنی چھتوں پر۔ بولا اسے کیونکر جلائے گا اللہ اس کی موت کے بعد تو اللہ نے اسے مردہ رکھا سو برس پھر زندہ کر دیا۔ فرمایا تو یہاں کتنا ٹھہرا۔ عرض کی دن بھر ٹھہرا ہوں گا یا کچھ کم۔ فرمایا نہیں تجھے سو برس گزر گئے اور اپنے کھانے اور پانی کو دیکھ کہ اب تک بو نہ لایا اور اپنے گدھے کو دیکھ کہ جس کی ہڈیاں تک سلامت نہ رہیں اور یہ اس لیے کہ تجھے ہم لوگوں کے واسطے نشانی کریں اور ان ہڈیوں کو دیکھ کیونکر ہم انہیں اٹھان دیتے اور پھر انہیں گوشت پہناتے ہیں اور جب یہ معاملہ اس پر ظاہر ہو گیا بولا میں خوب جانتا ہوں کہ اللہ سب کچھ کر سکتا ہے۔''

تشریح: ...... وہ کون شخص تھا جس کا قصہ اس آیتِ قرآنی میں بیان ہو رہا ہے۔ اس کی تعیین نہ قرآن نے کی ہے اور نہ حدیث نے۔ اس لیے متعدد اقوال منقول ہیں۔ بعض نے یہ بھی کہا کہ وہ کافر تھا جسے قیامت پر ایمان نہ تھا۔ بعض نے ارمیا بن حلقیا کا اور اکثر نے حضرت عزیر علیہ السلام کا نام لیا۔ لیکن زیادہ بہتر یہی ہے کہ جس کو اللہ اور رسول نے معین نہیں فرمایا اسے معین نہ کیا جائے۔ اسی طرح اس قریہ کے بارے میں بھی اختلاف ہے۔ اکثر کا یہ خیال

Marfat.com

ہے کہ وہ بیت المقدس تھا جسے بخت نصر نے ۵۸۶ ق م میں تباہ و برباد کر دیا تھا۔ اس کے اکثر باشندوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا اور بقایا کو قید کر کے اپنے پایہ تخت بابل لے گیا تھا۔ جب اس اجڑے ہوئے شہر پر ان کا گزر ہوا تو ان کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اس برباد اور اجڑے ہوئے شہر کو اللہ تعالیٰ کیونکر از سر نو آباد فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی قدرتِ کاملہ کا مشاہدہ کرانے کی غرض سے موت کی نیند سلا دیا۔ ستر سال کے بعد بیت المقدس پھر آباد ہو گیا۔ بھاگے ہوئے بنی اسرائیل پھر آ پہنچے اور شہر میں پہلی سی رونق اور چہل پہل ہو گئی۔ سو سال کے بعد اللہ تعالیٰ نے اسے زندہ کیا اور فرشتے کے ذریعے سے سوال کیا کہ تم کتنی مدت مردہ حالت میں رہے۔ تو اس نے جواب دیا کہ ایک دن یا اس کا کچھ حصہ۔ اسے بتایا گیا کہ ایسا نہیں بلکہ تم سو سال کے بعد زندہ ہوئے ہو۔ ہماری قدرت دیکھو کہ تمہارا کھانا پینا جو تمہارے ساتھ تھا سو سال گزرنے کے باوجود بھی ویسا ہی ہے جو نہ سڑا اور نہ خراب ہوا۔ (یہ توشہ انگور، انجیر اور شیرا تھا) پھر فرمایا کہ تیرا گدھا جس کی بوسیدہ ہڈیاں بکھری پڑی ہیں اور اس کا گوشت گل سڑ گیا ہے۔ اب دیکھ! تیرے دیکھتے ہی یہ بکھرا ہوا ڈھانچہ کیسے جڑتا ہے اور گوشت پوست کس طرح آنِ واحد میں اس پر چڑھ جاتا ہے۔ تیرے دیکھتے ہیں دیکھتے ہم اسے زندہ کرتے ہیں۔ ہڈیاں جڑ گئیں اور ڈھانچہ تیار ہو گیا۔ پھر ان پر اللہ کے حکم سے گوشت، پٹھے اور کھال پہنا دی۔ اللہ کے حکم سے گدھا زندہ ہو گیا اور آواز نکالنے لگا۔ ہم خود تیری ذات کو لوگوں کے لیے دلیل بنانے والے ہیں کہ انہیں قیامت کے دن اپنے دوبارہ جی اٹھنے پر یقین کامل ہو جائے۔ جب اس شخص نے ان تمام امور کا بہ چشم خود مشاہدہ کیا تو کہنے لگا اس بات کا علم تو مجھے تھا ہی کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے لیکن اب میں نے اپنی آنکھوں سے بھی دیکھ لیا۔ اب تو میں اپنے زمانہ کے تمام لوگوں سے زیادہ علم و یقین رکھنے والا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت کاملہ رکھنے والا ہے۔ وہ تمام قوت کے ساتھ غلبے والا ہے۔

﴿وَ اتَّقُوْا یَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِیْهِ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَ هُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ۝﴾ [پارہ ۳، سورۃ البقرہ: ۲۸۱]

Marfat.com

''اور ڈرو اس دن سے جس میں اللہ کی طرف پھرو گے اور ہر جان کو اس کی کمائی پوری بھر دی جائے گی اور ان پر ظلم نہ ہوگا۔''

تشریح: ...... اللہ تعالیٰ بندوں کو نصیحت کرتا ہے اور انہیں اس دن سے ڈراتا ہے کہ جب سارے لوگ اس کے سامنے پیش ہوں گے۔ ان کے اعمال کے مطابق فیصلہ بنایا جائے گا۔ کسی پہ کوئی ظلم روا نہ رکھا جائے گا۔ ہر کسی کو اچھے کام کی جزا اور برے کام کی سزا ملے گی۔ یہ آیت واضح طور پر دنیا کا زوال، مال کی فنا، آخرت کا آنا، خدا کی طرف لوٹنا اور تمام انسانوں کو ان کے اعمال کی مناسبت کے حوالے سے جزا اور سزا کا ملنا یاد دلاتی ہے۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَنتُم بِدَيْنٍ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوهُ ط وَلْيَكْتُب بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌ م بِالْعَدْلِ ص وَلَا يَأْبَ كَاتِبٌ أَن يَكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللَّهُ فَلْيَكْتُبْ ج وَلْيُمْلِلِ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللَّهَ رَبَّهُ وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْئًا ط فَإِن كَانَ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيهًا أَوْ ضَعِيفًا أَوْ لَا يَسْتَطِيعُ أَن يُمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهُ بِالْعَدْلِ وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِن رِّجَالِكُمْ فَإِن لَّمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ مِمَّن تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ أَن تَضِلَّ إِحْدَاهُمَا فَتُذَكِّرَ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَىٰ ط وَلَا يَأْبَ الشُّهَدَاءُ إِذَا مَا دُعُوا ط وَلَا تَسْأَمُوا أَن تَكْتُبُوهُ صَغِيرًا أَوْ كَبِيرًا إِلَىٰ أَجَلِهِ ط ذَٰلِكُمْ أَقْسَطُ عِندَ اللَّهِ وَأَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَأَدْنَىٰ أَلَّا تَرْتَابُوا إِلَّا أَن تَكُونَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيرُونَهَا بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَلَّا تَكْتُبُوهَا ط وَأَشْهِدُوا إِذَا تَبَايَعْتُمْ وَلَا يُضَارَّ كَاتِبٌ وَلَا شَهِيدٌ ط وَإِن تَفْعَلُوا فَإِنَّهُ فُسُوقٌ بِكُمْ ط وَاتَّقُوا اللَّهَ ط وَيُعَلِّمُكُمُ اللَّهُ ط وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ o﴾ [پارہ ۳، سورۃ البقرہ: ۲۸۲]

''اے ایمان والو جب تم آپس میں ایک دوسرے سے میعاد مقرر پر قرض کا معاملہ

Marfat.com

کرو تو اسے لکھ لو اور چاہیے کہ تمہارے درمیان کوئی لکھنے والا ٹھیک لکھے اور لکھنے والا لکھنے سے انکار نہ کرے۔ جیسا کہ اللہ نے اسے سکھایا ہے۔ تو اسے لکھ دینا چاہیے اور جس بات پر حق آتا ہے وہ لکھاتا جائے اور اللہ سے ڈرے۔ جو اس کا رب ہے اور حق میں سے کچھ رکھ نہ چھوڑے۔ پھر جس پر حق آتا ہے اگر بے عقل یا ناتواں ہو یا لکھا نہ سکے تو اس کا ولی انصاف سے لکھائے اور دو گواہ کر لو اپنے مردوں میں سے پھر اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ایسے گواہ جن کو پسند کرو کہ کہیں ان میں ایک عورت بھولے تو اس کو دوسری یاد دلا دے اور گواہ جب بلائے جائیں تو آنے سے انکار نہ کریں اور اسے بھاری نہ جانو کہ دینا چھوٹا ہو یا بڑا۔ اس کی میعاد تک لکھت کر لو۔ تو یہ اللہ کے نزدیک زیادہ انصاف کی بات ہے۔ اس میں گواہی خوب ٹھیک رہے گی اور یہ اس سے قریب ہے کہ تمہیں شک نہ پڑے۔ مگر یہ کوئی سردست کا سودا دست بدست ہو تو اس کے نہ لکھنے کا تم پر گناہ نہیں اور جب خرید و فروخت کرو تو گواہ کر لو اور نہ کسی لکھنے والے کو ضرر دیا جائے اور نہ گواہ کو (یا نہ لکھنے والا ضرر دے نہ گواہ) اور جو تم ایسا کو تو یہ تمہارا فسق ہو گا اور اللہ سے ڈرو اور اللہ تمہیں سکھاتا ہے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔"

تشریح: ...... یہ قرآن پاک کی سب سے لمبی آیت ہے۔ قرض اور لین دین معاشرتی ضرورت ہے۔ اس کے بغیر تجارت، کاروبار اور دیگر گھریلو مصارف سے نبٹنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اس لیے خدا تعالیٰ نے قرض کی بابت قرآن میں اصول و ضوابط عطا فرمائے ہیں تاکہ فریقین میں شک وشبہ اور تنازعات کی نوبت نہ آئے اور معاملات بطریقِ احسن چلتے رہیں۔ قرض ایک ناگزیر معاشرتی ضرورت ہے۔ اس میں بے احتیاطی اور بے پروائی باہمی جھگڑوں کا باعث بنتی ہے۔

قرض کے بارے میں حسب ذیل قرآنی نکات کو پیش نظر رکھا جائے:

ا۔ جب ادھار کا لین دین کرو تو لکھ لیا کرو کیونکہ ایسا نہ کرنے سے طرح طرح کی غلط فہمیاں اور الجھنیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ نوبت لڑائی جھگڑے اور مقدمات تک پہنچ جاتی

Marfat.com

ہے۔ آپس کے تعلقات ہمیشہ کے لیے بگڑ جاتے ہیں۔ اگر معاملہ کے سارے پہلو یعنی مقدار، قسم اور ادائیگی کا مقررہ وقت لکھے جائیں تو پھر غلط فہمیوں اور فساد سے نجات مل جاتی ہے۔ حدیث رسول ﷺ ہے کہ جو شخص تحریر نہیں کرتا اور اس کا حق ضائع ہو جائے تو اسے کوئی اجر نہ ملے گا۔ اگر اس نے حق غصب کرنے والے کے لیے بددعا کی تو وہ بھی قبول نہ ہوگی کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کے واضح احکام کی تعمیل نہیں کی۔ (احکام القرآن)

۲۔ جو شخص تحریرِ قرض کا فرض سرانجام دے اسے ایسی تحریر لکھنی چاہیے جو ہر طرح کے ابہام اور مغالطہ سے مبرا ہو۔ ذومعنی الفاظ کے استعمال سے اجتناب کرے اور ان تمام شرائط کا پورا لحاظ رکھے جو شریعت نے مقرر کی ہیں۔

۳۔ اگر ایک شخص کے سوا کوئی دوسرا آدمی وثیقہ نویسی کا اہل نہ ہو تو اس شخص پر ضروری ہے کہ وہ لکھنے سے انکار نہ کرے اور فقہاء کرام کی تصریح کے مطابق وثیقہ نویس کو اجرت لینے کی شرعاً اجازت ہے۔

۴۔ تحریر کے وقت گواہ مقرر کرنے کا بھی حکم دیا گیا۔ البتہ جہاں گواہ بنانا اختیاری ہو مسلمان صرف مسلمان کو گواہ بنائیں۔ ذمیوں کے گواہ ذمی بھی ہو سکتے ہیں۔

۵۔ ایسے لوگوں کو گواہ بنایا جائے جو اپنے اخلاق اور دیانت کے لحاظ سے قابلِ اعتماد سمجھے جاتے ہوں۔

۶۔ روزمرہ کی خرید و فروخت میں تحریر کا لانا لازم نہیں۔ اسی طرح ہمسایہ تاجر ایک دوسرے سے رات دن لین دین کرتے ہیں۔ اس کا بھی تحریر میں لایا جانا ضروری نہیں۔

۷۔ کسی شخص کو دستاویز لکھنے یا اس پر گواہ بننے کے لیے مجبور نہ کیا جائے اور یہ بھی کہ کوئی فریق کاتب یا گواہ کو اس بنا پہ نہ ستائے کہ وہ اس کے مفاد کے خلاف صحیح شہادت دیتا ہے۔

آخر میں فرمایا کہ اللہ کے غضب سے بچو۔ جان لو کہ وہ تمہیں صحیح طریقِ عمل کی تعلیم دیتا ہے۔ اس کو انسانوں کے تمام باطنی اور ظاہری کاموں کا بخوبی علم ہے۔ وہ حقیقتوں اور مصلحتوں سے باخبر ہے۔ اس سے کوئی شے مخفی نہیں ہے۔

Marfat.com

﴿لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ وَ اِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴾ [پاره ۳، سورة البقره: ۲۸۴]

''اللہ کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اگر تم ظاہر کرو جو کچھ تمہارے جی میں ہے یا چھپاؤ، اللہ تم سے اس کا حساب لے گا۔ تو جسے چاہے گا بخشے گا اور جسے چاہے گا سزا دے گا اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔''

تشریح:......اس آیتِ مذکورہ میں ارشادِ خداوندی ہے:

۱۔ آسمانوں اور زمین کا مالک اللہ تعالیٰ ہے جو چیزیں آسمان اور زمین میں ہیں وہ اللہ تعالیٰ ہی کی ملکیت ہیں۔ انسان کو چاہیے کہ وہ اس بے مثال اور عظیم الشان ہستی کے آگے سر اطاعت جھکا دے۔

۲۔ وہی ذاتِ باری تعالیٰ غیب و شہادت کا علم رکھنے والی ہے۔ دلوں کے چھپے ہوئے ارادے اور خیالات اس سے پوشیدہ نہیں ہیں۔

۳۔ قیامت کے دن وہ ہر انسان سے فرداً فرداً حساب لے گا۔ کوئی شخص اپنے آپ کو چھپا نہیں سکے گا۔

۴۔ اللہ تعالیٰ کی ذات وحدہٗ لاشریک ہے اور اختیار مطلق رکھنے والی ہے۔ وہ ہر چیز کا مالک و مختار ہے۔ اس سے کوئی باز پرس نہیں کر سکتا۔ وہ چاہے تو معاف کر دے اور چاہے تو سزا دے۔ وہ ہی اختیارات کا مالک حقیقی ہے۔

جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پریشان ہو کر اپنے آقا و مولا اور ہادی و مرشد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نماز، روزہ، زکوٰۃ اور جہاد کے احکامات بجا لاتے ہیں مگر دل میں پیدا ہونے والے وسوسے اور خیالات ہمارے اختیار سے باہر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر بھی محاسبہ فرمایا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کہو کہ ہم نے سنا اور مانا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جذبہ اطاعت کو دیکھتے ہوئے اللہ

Marfat.com

تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ آپ ﷺ نے مزید فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت سے جی میں آنے والی باتوں کو معاف فرما دیا ہے۔ البتہ ان پر گرفت ہوگی جن پر عمل کیا جائے یا جن کا اظہار زبان سے کر دیا جائے۔ (صحیحین وسنن اربعہ)

اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ وہ سزا و جزا دینے پر مکمل قدرت رکھتا ہے۔ وہ اختیار و مطلق کا مالک ہے۔ جسے چاہے بخش دے اور جسے چاہے سزا دے۔

☆......☆......☆

﴿فَكَيْفَ إِذَا جَمَعْنٰهُمْ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ وَ وُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَ هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ۝﴾ [پارہ ۳، سورۃ آل عمران: ۲۵]

"تو کیسی ہوگی جب ہم انہیں اکٹھا کریں گے اس کے لیے جس میں شک نہیں اور ہر جان کو اس کی کمائی پوری بھر (بالکل پوری) دی جائے گی اور ان پر ظلم نہ ہوگا۔"

تشریح:......حسب ذیل نکات قابل غور ہیں:

۱۔ خدا قیامت کے دن لوگوں کو جمع کرے گا جس کے آنے میں ذرا شک نہیں کوئی انسان اللہ کی نگاہ سے اوجھل نہیں ہو سکتا اور نہ ہی زمین کسی بوجھ کو پوشیدہ رکھ سکتی ہے۔

۲۔ ہر شخص فرداً فرداً اپنے عمل کی جواب دہی کے لیے اللہ کے سامنے پیش ہوگا۔ نیک لوگوں کو اچھے اعمال کی جزاء اور برے لوگوں کو برے اعمال کی بنا پر سزا دی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ کسی پر ظلم نہیں کرے گا۔

﴿قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۝﴾ [پارہ ۳، سورۃ آل عمران: ۲۶]

"یوں عرض کر اے اللہ ملک کے مالک تو جسے چاہے سلطنت دے اور جس سے چاہے سلطنت چھین لے اور جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے۔ ساری بھلائی تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ بے شک تو سب کچھ کر سکتا ہے۔"

Marfat.com

تشریح:...... اس آیتِ ربانی میں ارشادِ قرآن ہے کہ اللہ تعالیٰ اختیار کل کا مالک ہے وہ قدرت کاملہ اور حکمتِ بالغہ رکھتا ہے۔ وہ جیسا چاہے ویسا ہی کرنے والا ہے۔ اس کا کوئی شریک اور ثانی نہیں ہے۔ زمین و آسمان کی ہر شے اس کے فرمان کے تحت ہے۔ وہ چاہے گدا کو بادشاہ بنا دے اور بادشاہ کو فقیر کر دے۔ عزت اور ذلت اسی کے ہاتھ میں ہے۔ خیر اور شر کا وہی مالک ہے۔ مگر خیر کا ذکر کیا گیا، شر کا نہیں۔ اس لیے کہ خیر اللہ تعالیٰ کا فضل مخفی ہے۔ اس کے برعکس شر انسان کے اپنے عمل کا بدلہ ہے۔ جو اسے پہنچتا ہے۔ اللہ کے تمام افعال خیر ہیں۔ اس کی ذات وحدہٗ لاشریک اور زمین و آسمان کی ہر شے پر کلی طور پر قادر ہے۔

﴿قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ اَوْ تُبْدُوْهُ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ وَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۝﴾

[پارہ ۳، سورة آل عمران: ۲۹]

"تم فرما دو کہ اگر تم اپنے جی کی بات چھپاؤ یا ظاہر کرو، اللہ کو سب معلوم ہے اور جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور ہر چیز پر اللہ کا قابو ہے۔"

تشریح:...... یہ آیت بھی اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ کا واضح اظہار کرتی ہے۔ اس میں حسب ذیل تین نکات ملاحظہ فرمایئے:

۱۔ اللہ تعالیٰ سینوں کے پوشیدہ راز اور ظاہری افعال خوب جانتا ہے۔

۲۔ وہ زمین و آسمان کی سب حقیقتوں، رازوں اور معلومات کو جانتا ہے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر مکمل قدرت رکھنے والا ہے۔

اللہ علیم و خبیر و بصیر و قدیر ہے۔ وہ پوشیدہ رازوں، چھپی ہوئی باتوں اور ظاہر داریوں کو بخوبی جانتا ہے۔ اس کا علم سب چیزوں کو گھیرے میں لیے ہوئے ہے۔ زمین کے گوشوں میں، پہاڑوں کے سینوں میں، سمندروں کی گہرائیوں اور وسعتوں میں، آسمان کی بلندیوں میں، ہوا کی ٹھنڈکوں اور لطافتوں میں اور سوراخوں میں جو کچھ ہے اور جہاں کہیں ہے۔ سب اس کے علم میں ہے۔ پھر ان سب پر اس کی قدرت حاوی ہے۔ جس طرح کسی چیز کو چاہے رکھے۔ جو چاہے سزا دے یا

Marfat.com

جزا۔ ہر شخص کو ہر وقت اس سے ڈرتے رہنا چاہیے۔ اس کے حکم سے گریزاں نہ ہوا جائے۔ اللہ کے حکم کی فرماں برداری اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت ہی باعثِ نجات ہے۔

﴿يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا ۚ وَّ مَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ ۚ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَيْنَهَا وَ بَيْنَهٗٓ اَمَدًا ۢ بَعِيْدًا ؕ وَ يُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ؕ وَ اللّٰهُ رَءُوْفٌ ۢ بِالْعِبَادِ﴾ [پاره ۳، سورة آل عمران: ۳۰]

''جس دن ہر جان نے جو بھلا کام کیا حاضر پائے گی اور جو برا کام کیا امید کرے گی کاش مجھ میں اور اس میں دور کا فاصلہ ہوتا اور اللہ تمہیں اپنے عذاب سے ڈراتا ہے اور اللہ اپنے بندوں پر مہربان ہے۔''

تشریح:......اس آیتِ قرآنی میں ارشادِ ربانی ہے:

۱۔ ہر شخص قیامت کے دن اپنی نیکیوں اور برائیوں کو موجود پائے گا۔

۲۔ یہ اللہ کی بندوں کے ساتھ خیر خواہی ہے کہ وہ قیامت سے پہلے انہیں ایسے اعمال سے آگاہ کر رہا ہے جو اعمالِ بد ہیں۔ قیامت کے دن نیک انسان اپنی نیکیوں کو دیکھ کر خوش ہوگا اور برا شخص برائیوں کو سامنے پا کر اپنے دانت پیسے گا اور چاہے گا کہ وہ ان برائیوں سے کوسوں دور ہوتا۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو روزِ قیامت کے حساب کے بارے میں متنبہ کر رہا ہے۔ یہ اس کا لطف و کرم ہے۔

﴿اَوَ لَمَّآ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا ۙ قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا ؕ قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾

[پاره ٤، سورة آل عمران: ١٦٥]

''کیا جب تمہیں کوئی مصیبت پہنچے کہ تم اس جیسی دو چند پہنچا چکے ہو تو کہنے لگو کہ یہ کہاں سے آئی۔ تم فرما دو کہ وہ تمہاری طرف سے آئی۔ بے شک اللہ سب کچھ کر سکتا ہے۔''

تشریح: ......اس آیت میں غزوہ احد کا ذکر اور غزوہ بدر کا پس منظر بیان کیا گیا

Marfat.com

ہے۔غزوہ احد میں مسلمانوں کو کافی نقصان پہنچا۔غزوہ بدر میں مسلمان کافروں کو کافی نقصان پہنچا چکے تھے۔غزوہ احد میں مسلمان اپنے نقصان پر پریشان ہو گئے۔آیت اتری کہ یہ سب نقصان مسلمانوں کی اپنی کمزوریوں اور غلطیوں کی بنا پر ہوا۔

غزوۂ احد میں پسپائی پر عام مسلمان پریشان تھے کہ جب ہمارے درمیان اللہ کا رسول ﷺ موجود ہے اور اللہ کی تائید و نصرت ہمارے ساتھ ہے تو کسی حال میں بھی کفار ہم پر فتح نہیں پا سکتے۔اس لیے غزوۂ احد میں پسپائی پر ان کی توقعات کو ٹھیس پہنچی۔انہوں نے حیرت سے پوچھنا شروع کیا کہ یہ کیا ہوا؟ ہم اللہ کے دین کی خاطر لڑنے گئے اس کا وعدہ نصرت ہمارے ساتھ تھا۔اس کا رسول خود میدان جنگ میں موجود تھا اور پھر بھی ہم شکست کھا گئے۔یہ آیت اسی سلسلے میں اتری کہ اگر آج تم کو تکلیف پہنچی ہے تو اس سے پہلے تم ان کافروں کو دوگنی ضرب لگا چکے ہو۔تم نے بدر کی جنگ میں ان کے ستر سردار قتل کیے اور ستر کو قیدی بنا لیا۔اب احد کی پسپائی کے متعلق زیادہ فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں۔تم نے اپنی کمزوریوں اور غلطیوں کی بنا پر نقصان اٹھایا۔تم نے حکم رسول ﷺ سے سرتابی کی، مال کی طمع میں مبتلا ہو گئے۔آپس میں اختلاف کیا۔تم سب کو اس کا مزا چکھنا پڑا۔اسی غزوہ میں رسول کریم ﷺ کے سامنے کے چار دانت شہید ہو گئے۔سر مبارک کا خود بھی ٹوٹا اور چہرہ مبارک بھی زخمی ہوا۔یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی قضا و قدر سے تھا۔تاکہ آئندہ مسلمان اطاعت رسول کو نہ بھولیں۔مومنین اور منافقین کو بھی ایک دوسرے سے الگ کرنا مقصود تھا۔آخر میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اگر فتح دینے کی قدرت رکھتا ہے تو شکست دلوانے کی بھی قدرت رکھتا ہے۔

﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ وَ إِنَّمَا تُوَفَّوْنَ أُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَ أُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَ مَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِo﴾ [پارہ ٤، سورۃ آل عمران: ١٨٥]

”ہر جان کو موت چکھنی ہے اور تمہارے بدلے تو قیامت ہی کو پورے ملیں گے جو آگ سے بچا کر جنت میں داخل کیا گیا وہ مراد کو پہنچا اور دنیا کی زندگی تو یہی

Marfat.com

دھوکے کا مال ہے۔"

تشریح: ......اس آیت میں یہود اور منکرین کو تنبیہ کی جا رہی ہے کہ وہ دن قریب ہے جب تمہیں موت آ جائے گی اور اپنے کیے کی سزا بھگتنا پڑے گی اور مسلمانوں کے لیے تسلی اور خوش خبری ہے کہ گھبراؤ نہیں حق کے لیے اپنی زندگی کے چار روز گزار لو۔ وہ دن آنے والا ہے جب تمہیں اس کا اجر عظیم ملے گا۔ اٹل حقیقت بتائی گئی ہے کہ موت سے کوئی نہیں بچ سکتا۔ قیامت کے دن اچھے اور برے عمل کی جزا اور سزا ملے گی۔ یہ بھی بتایا گیا کہ یہ دنیا دھوکہ، ظاہر داری اور فریب کی دنیا ہے۔ جو اس میں پھنسا وہ نامراد و ناکام ٹھہرا۔

﴿وَ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝﴾

[پارہ ٤، سورۃ آل عمران: ١٨٩]

"اور اللہ ہی کے لیے ہے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔"

تشریح: ......اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی ربوبیت، حاکمیت، قوت و شوکت، عظمت و سطوت، حقیقی بادشاہت اور اس کے اختیارِ مطلق کے بارے میں بیان کیا گیا ہے۔ وہی ذاتِ اقدس حقیقی حاکم، خالق، مالک، رازق اور صاحبِ کن فیکون ہے۔ وہ زمین و آسمان میں ہر شے پر قدرت کاملہ رکھتا ہے۔

﴿وَ لَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا وَ لِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ وَ سْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝﴾ [پارہ ٤، سورۃ النساء: ٣٢]

"اور اس کی آرزو نہ کرو جس سے اللہ نے تم میں ایک دوسرے پر بڑائی دی۔ مردوں کے لیے ان کی کمائی سے حصہ ہے اور عورتوں کے لیے ان کی کمائی سے حصہ اور اللہ سے اس کا فضل مانگو۔ بے شک اللہ سب کچھ جانتا ہے۔"

تشریح: ......اس آیت میں ایک بڑی اخلاقی ہدایت دی گئی ہے۔ جسے اگر سامنے رکھا جائے تو اجتماعی زندگی میں بڑا امن نصیب ہو گا۔ یہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام

Marfat.com

انسانوں کو ایک جیسا نہیں بنایا ہے۔ بلکہ ان کے درمیان بے شمار حیثیتوں سے فرق رکھے ہیں۔ کوئی خوب صورت ہے اور کوئی بدصورت، کوئی خوش آواز ہے اور کوئی بدآواز، کوئی طاقت ور ہے اور کوئی کمزور، کوئی سلیم الاعضاء ہے اور کوئی پیدائشی طور پر کوئی نقص لے کر آیا ہے۔ کوئی جسمانی اور ذہنی قوت لے کر آیا ہے اور کوئی دوسری قوت۔ کسی کے حالات بہتر تو کسی کے بدتر۔ کسی کو زیادہ ذرائع حیات ملے ہیں تو کسی کو کم۔ اسی امتیاز و فرق پر انسانی تمدن کی ساری گونا گوئی قائم ہے۔ یہ سب کچھ عین حکمت کے تقاضا کے مطابق ہے۔ جہاں اس فرق کو اس کے فطری حدود سے بڑھا کر انسان اپنے مصنوعی امتیازات کا اس پر اضافہ کرتا ہے، وہاں ایک نوعیت کا فساد رونما ہوتا ہے اور جہاں سرے سے اس فرق ہی کو مٹا دینے کے لیے فطرت سے جنگ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے وہاں ایک دوسری نوعیت کا فساد برپا ہوتا ہے۔ آدمی کی یہ ذہنیت کہ جسے کسی حیثیت سے اپنے مقابلے میں بڑھا ہوا دیکھے، بے چین ہو جائے۔ یہی اجتماعی زندگی میں رشک، حسد، رقابت، عداوت، مزاحمت اور کشاکشی کی جڑ ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جو فضل اسے جائز طریقوں سے حاصل نہیں ہوتا، اسے پھر وہ ناجائز تدبیروں سے حاصل کرنے پر اتر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس آیت میں اسی ذہنیت سے بچنے کی ہدایت فرما رہا ہے۔ اس کے ارشاد کا مدعا یہ ہے کہ جو فضل اس نے دوسروں کو دیا ہو اس کی تمنا نہ کرو البتہ اللہ سے فضل کی دعا کرو وہ جس فضل کو اپنے علم و حکمت سے تمہارے لیے مناسب سمجھے گا عطا فرما دے گا۔ علامہ بیضاوی رحمہ اللہ نے کیا خوب کہا ہے: "ہر مرد اور ہر عورت کو بلا امتیاز اس کی جدوجہد کا ثمر ملے گا اس لیے اگر تم اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے طلب گار ہو تو عمل سے طلب کرو۔ کسی سے حسد کرنا یا صرف اس جیسا بننے کی خواہش ہی کرتے رہنے سے کیا حاصل۔"

عورتوں کے دلوں میں عام طور پر یہ حسرت ہوتی ہے کہ کاش وہ مرد ہوتیں۔ اس کا بھی ازالہ فرما دیا کہ تکوینی مصلحتوں (پیدائشی مصلحت کی بنا پر) کسی کو مرد اور کسی کو عورت ضرور ہونا تھا۔ اس لیے اس خیال خام کو اپنے دلوں سے نکال دو۔ حصول کمال اور قرب الٰہی کے دروازے تمہارے لیے بھی کھلے ہوئے ہیں۔ آگے بڑھو اور اپنے حسن کردار اور خوبی عمل سے

Marfat.com

بلند سے بلند مقاصد حاصل کرو۔ مرد کی طرح عورت کو بھی دولت کمانے کا حق اور اسے اپنی مرضی سے خرچ کرنے کا حق ہے۔ اس طرح عورت کا معاشرتی مقام و مرتبہ بڑھا ہے۔ آخر میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر شے کا بہ طریق کلی علم رکھتا ہے۔ وہ دلوں کی خواہشیں، عداوتیں، حسرتیں اور مکر و فریب بخوبی جانتا ہے۔

﴿فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا۝﴾ [پارہ ۵، سورۃ النساء: ۴۱]

''تو کیسی ہو گی جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں گے اور اے محبوب تمہیں ان سب پر گواہ اور نگہبان بنا کر لائیں گے۔''

تشریح: ......اس آیت میں قیامت کے دن کا ذکر کیا گیا ہے۔ جس دن ہر امت اپنا ایک گواہ اللہ کے حضور پیش کرے گی۔ حضور اکرم ﷺ کو ان سب پر گواہ بنایا جائے گا۔ مطلب یہ کہ ہر امت میں سے اس کا پیغمبر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گواہی دے گا کہ یا اللہ! ہم نے تیرا پیغام اپنی قوم کو پہنچا دیا تھا اب انہوں نے نہیں مانا تو اس میں ہمارا کیا قصور؟ پھر ان پر رسول کریم ﷺ گواہی دیں گے کہ یا اللہ یہ سچے ہیں۔ آپ ﷺ گواہی اس قرآن کی بنا پر دیں گے جو آپ ﷺ پر نازل ہوا۔ جس میں گزشتہ انبیاء اور ان کی قوموں کی سرگزشت بھی حسب ضرورت بیان کی گئی ہے۔ یہ ایک بہت بڑا سخت مقام ہے۔

﴿اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ ؕ وَاِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ ؕ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ فَمَالِ هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا۝﴾ [پارہ ۵، سورۃ النساء: ۷۸]

''تم جہاں کہیں ہو موت تمہیں آ پکڑے گی۔ اگرچہ تم مضبوط قلعوں میں ہو اور انہیں کوئی بھلائی پہنچے تو کہیں یہ حضور کی طرف سے ہے، اور انہیں کوئی برائی پہنچے تو کہیں یہ حضور کی طرف سے آئی، تو فرما دو سب اللہ کی طرف سے ہے تو ان

Marfat.com

لوگوں کو کیا ہوا کوئی بات سمجھتے ہی نہیں ہوتے۔"

تشریح: ...... اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر تم مضبوط پنجے اور بلند و بالا قلعوں اور برجوں میں بھی چھپ جاؤ تو وہاں بھی موت تمہیں دبوچ لے گی۔ لہٰذا موت سے خوف زدہ ہونا اور بزدلی دکھانا عقل مندی نہیں ہے۔ تم اپنے بچاؤ کے ہزاروں سامان کر لو موت پھر بھی آ کر رہے گی۔ منافقین کا ذکر چلا آ رہا ہے کہ اگر جنگ میں ہو فتح ہو یا عام حالات خوشگوار ہوں تو کہتے ہیں کہ یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور اگر ان کی اپنی کمزوری سے پسپائی ہو یا غلہ گراں ہو جائے یا باغات اچھی طرح نہ پھلیں تو سارا الزام رسول اللہ ﷺ پر دھرتے ہیں۔ اپنی غلطیوں، کوتاہیوں اور کمزوریوں کی طرف دھیان نہیں دیتے اور کہتے ہیں کہ یہ سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے۔ ہر کام کا فاعل حقیقی اور مسبب الاسباب اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ لہٰذا تم میرے رسول اللہ ﷺ پر کیوں ایسے الزام لگاتے ہو۔ کیا تمہیں اس بات کی سمجھ نہیں آتی۔ تمہاری عقلوں کو کیا ہو گیا ہے۔

﴿مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا وَ مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا وَ كَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيْتًا﴾ [پارہ ۵، سورة النساء: ۸۵]

"جو اچھی سفارش کرے اس کے لیے اس میں سے حصہ ہے اور جو بری سفارش کرے اس کے لیے اس میں سے حصہ ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔"

تشریح: ...... ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ جو شخص حق و صداقت کے علم بردار کے ساتھ اپنی قسمت وابستہ کر دیتا ہے اور اپنا سب کچھ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے وقف کر دیتا ہے تو وہ ضرور اپنے قائد کی طرح اجر عظیم کا مستحق ہو گا۔ اسی طرح جس نے اپنی صلاحیتوں اور وسائل کو باطل کے حمایت گروں کے حوالے کر دیا اور فسق و فجور کو فروغ دینے میں ہاتھ بٹایا تو وہ بھی گناہ میں برابر کے شریک ہوں گے۔ اس آیت کا مفہوم یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ کسی مشکل کام میں کسی بھائی کی مدد کرنا یا اس کے حقوق کی بازیابی کے لیے کوشش کرنا یا اس کو نفع پہنچانا یا اس کی تکلیف دور کرنے میں کوشاں ہونا، بشرطیکہ کسی پر ظلم نہ ہو تو وہ بھی اجر کا مستحق ہو

Marfat.com

گا۔ اس کے برعکس اگر کسی کی غلط سفارش کی تو اس بنا پر وہ بھی شریک جرم ہوگا اور گناہ میں شامل ہوگا۔ یہ جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا محافظ اور ہر شے پر مکمل قدرت رکھنے والا ہے۔

﴿وَ اِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا۝﴾ [پارہ ۵، سورۃ النساء: ۸۶]

''اور جب تمہیں کوئی کسی لفظ سے سلام کرے تو تم اس سے بہتر لفظ جواب میں کہو یا وہی کہہ دو بے شک اللہ ہر چیز پر حساب لینے والا ہے۔''

تشریح:...... اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو آداب معاشرت سکھائے ہیں۔ سلام کرنا سنت رسول ﷺ ہے البتہ اس کا جواب دینا فرض ہے۔ سلام کا جواب دینے کے لیے قرآن نے دو طریقے سکھائے ہیں یا تو وہی الفاظ دہراؤ جو تمہیں کہے گئے ہیں یا ایسے الفاظ کا اضافہ کرو جو محبت و تکریم پر دلالت کرتے ہیں۔ حدیث رسول ﷺ ہے کہ اگر کوئی السلام علیکم کہے تو جواب میں وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ کہو اور اگر کوئی السلام علیکم و رحمۃ اللہ کہے تو تم وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ سے جواب دو۔ باہمی محبت کو تر و تازہ کرنے کا یہ بڑا عمدہ طریقہ ہے۔ اگر یہود و نصاریٰ کو سلام کرنا ہو تو اس میں پہل نہ کرو اور دوسرا اضافہ نہ کرو بلکہ صرف وعلیکم کے ساتھ جواب دو۔

﴿يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّ لَهٗٓ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ وَهُوَ يَرِثُهَآ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ ط فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ط وَ اِنْ كَانُوْٓا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّ نِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ۝﴾ [پارہ ٦، سورۃ النساء: ۱۷٦]

''اے محبوب تم سے فتویٰ پوچھتے ہیں تم فرما دو کہ اللہ تمہیں کلالہ میں فتویٰ دیتا ہے۔ اگر کسی مرد کا انتقال ہو جو بے اولاد ہے اور اس کی ایک بہن ہو تو ترکہ میں اس کی بہن کا آدھا حصہ ہے اور مرد اپنی بہن کا وارث ہوگا۔ اگر بہن کی اولاد نہ

Marfat.com

ہو پھر اگر دو بہنیں ہوں تو ترکہ میں ان کا دو تہائی اور اگر بھائی بہن ہوں مرد بھی اور عورتیں بھی تو مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر۔ اللہ تمہارے لیے صاف بیان فرماتا ہے کہ کہیں بہک نہ جاؤ اور اللہ ہر چیز جانتا ہے۔"

تشریح: ...... کلالہ اسے کہتے ہیں جس کے والدین بھی زندہ نہ ہوں اور اولاد لڑکی یا لڑکا بھی کوئی نہ ہو۔

یہاں بہن سے مراد سگی اور باپ کی طرف سے جو بہن ہو اس کا ذکر ہو رہا ہے۔ ایسی بہن کو نصف ترکہ ملے گا اور بقیہ نصف اگر کوئی عصبہ ہو یعنی چچا، چچازاد بھائی وغیرہ ہو تو ان کو ملے گا ورنہ یہ نصف بھی بہن کی طرف لوٹ جائے گا۔

بقیہ ثلث کو عصبہ کو ملے گا اور اگر عصبہ کوئی نہ ہو تو پھر یہ بھی ان کو ملے گا۔ دو یا دو سے زائد بہنوں کا یہی حکم ہے۔

اگر کلالہ کے وارثوں میں بھائی اور بہن دونوں ہوں تو بھائی کو دو حصے اور بہن کو ایک حصہ ملے گا۔

احکام میراث کو اتنی وضاحت سے بتا دیا ہے تا کہ تم اپنی خود ساختہ مصلحتوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے کہیں گمراہ نہ ہو جاؤ۔ قادر و توانا اللہ تعالیٰ ہر چیز کو اچھی طرح جاننے والا ہے۔

﴿لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَ اُمَّهٗ وَ مَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَيْنَهُمَا يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۝﴾ [پاره ٦، سورة المائدة: ١٧]

"بے شک کافر ہوئے وہ جنہوں نے کہا کہ اللہ مسیح بن مریم ہی ہے۔ تم فرما دو پھر اللہ کا کوئی کیا کر سکتا ہے۔ اگر وہ چاہے کہ ہلاک کر دے مسیح بن مریم اور اس کی ماں اور تمام زمین والوں کو اور اللہ ہی کے لیے سلطنت آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان کی۔ جو چاہے پیدا کرتا ہے اور اللہ سب کچھ کر سکتا ہے۔"

Marfat.com

تشریح: ...... یہ آیت ربانی اللہ کی قدرتِ کاملہ اور اس کے اختیارِ مطلق پر دلالت کرتی ہے۔ وہ وحدہٗ لاشریک اور بے مثال غلبے والا ہے۔ وہی خالق، مالک، رازق اور ہمیشہ ہمیشہ رہنے والی ذات ہے۔ زمین و آسمان کی ہر ہر شے پر اُسی کی قدرتِ کاملہ کی مہر لگی ہوئی ہے۔ اسے کوئی روکنے ٹوکنے اور باز پرس کرنے والا نہیں ہے۔ عقیدہ تثلیث کے ماننے والے عیسائیوں کو سخت تنبیہ کی گئی ہے کہ تمہارا الوہیت مسیح علیہ السلام کا عقیدہ نہایت باطل اور فاسد ہے۔ اللہ جو چاہے تخلیق کرے اور جو چاہے ہلاک کرے۔ اسے کوئی منع کرنے کا مجاز نہیں ہے۔

اس آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے (الٰہ) خدا ہونے کے عقیدے کا بطلان کیا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ تو وہ ہے کہ اگر وہ حضرت مسیح ان کی والدہ کو بلکہ سب مخلوق کو آنِ واحد میں ہلاک کرنا چاہے تو کون ہے جو دم مار سکے۔ حضرت مسیح علیہ السلام تو اپنی والدہ کی جان نہ بچا سکے اور وہ بھی اپنا وقت آنے پر وہ سر تسلیم خم کرتے ہوئے موت کے پیغام کو قبول کر لیں گے۔ جب ان کی یہ حالت ہے تو وہ خدا کیسے ہو سکتے ہیں۔ ماں باپ کے بغیر اور باپ کے بغیر پیدا کرنے پر وہ مکمل قدرت رکھتا ہے۔

عیسائیوں نے ابتدا میں حضرت مسیح علیہ السلام کی شخصیت کو انسانیت اور الوہیت کا مرکب قرار دے کر جو غلطی کی تھی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے لیے حضرت مسیح علیہ السلام کی حقیقت معما بن کر رہ گئی۔ جیسے ان کے علماء نے لفاظی اور قیاس آرائی کی مدد سے حل کرنے کی جتنی کوشش کی اتنے ہی وہ الجھتے چلے گئے۔ ان میں سے جس کے ذہن پر اس مرکب شخصیت کے جز وانسانی نے غلبہ کیا اس نے مسیح علیہ السلام کے ابن اللہ ہونے اور تین مستقل خداؤں میں سے ایک ہونے پر زور دیا اور جس کے ذہن پر الوہیت کا اثر زیادہ غالب ہوا اس نے مسیح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا جسمانی ظہور قرار دے کر عین اللہ بنا دیا اور اللہ ہونے کی حیثیت ہی سے مسیح علیہ السلام کی عبادت کی۔ ان کے درمیان بیچ کی راہ جنہوں نے نکالنا چاہی انہوں نے سارا زور ایسی عقلی تعبیریں فراہم کرنے پر صرف کر دیا جن سے مسیح علیہ السلام کو انسان بھی کہا جاتا رہے اور اس کے ساتھ خدا بھی سمجھا جا سکے۔ خدا اور مسیح علیہ السلام الگ الگ بھی ہوں اور پھر ایک بھی رہیں۔ [1]

[1] ملاحظہ ہو: سورة النساء، حاشية: ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۵، تفسیر تفہیم القرآن، جلد: ۱۔

Marfat.com

پیدائش مسیح علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ زمین و آسمان کا اور ان کے درمیان والی سب چیزوں کا مالک ہے۔ وہ جو چاہے پیدا کرے۔ وہ ہر چیز پر مکمل قدرت رکھتا ہے۔ کوئی اس سے باز پرس نہیں کر سکتا۔ لوگ نادانی کی بنا پر دھوکہ میں پڑ گئے۔ وہ اس طرح کہ محض مسیح علیہ السلام کی اعجازی پیدائش اور ان کے اخلاقی کمالات اور محسوس معجزات کو دیکھ کر دھوکے میں پڑ گئے کہ مسیح علیہ السلام ہی خدا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بے شمار عجائب تخلیق میں سے یہ پیدائش مسیح علیہ السلام محض ایک نمونہ ہے جسے دیکھ کر لوگوں کی نگاہیں چندھیا گئیں۔ اگر لوگوں کی نگاہ میں کچھ وسعت ہوتی تو انہیں نظر آتا کہ اللہ نے اپنی تخلیق کے اس سے بھی زیادہ حیرت انگیز نمونے پیش کیے ہیں۔ اللہ کی قدرت کسی حد کے اندر محدود نہیں۔ دانشمند وہ ہیں جو مخلوق کے کمالات میں خالق کی عظیم الشان قدرت کے نشانات دیکھتے ہیں اور ان سے ایمان کا نور حاصل کرتے ہیں۔

﴿يَاۤ اَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَآءَنَا مِنْ بَشِيْرٍ وَّلَا نَذِيْرٍ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّنَذِيْرٌ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝﴾ [پارہ ٦، سورۃ المائدۃ: ١٩]

''اے کتاب والو بے شک تمہارے پاس ہمارے یہ رسول تشریف لائے کہ تم پر ہمارے احکام ظاہر فرماتے ہیں۔ بعد اس کے کہ رسولوں کا آنا مدتوں بند رہا تھا کہ کبھی کہو کہ ہمارے پاس کوئی خوشی اور ڈر سنانے والا نہ آیا تو یہ خوشی اور ڈر سنانے والے تمہارے پاس تشریف لائے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔''

تشریح: ...... یہ آیت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دنیا میں تشریف آوری سے متعلق ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تقریباً ٦٠٠ سال بعد تشریف لائے۔ اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ سے فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مدت کے بعد خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا آخری نبی بھیجا ہے۔ اس کی اطاعت کرو اور اس پر ایمان لا کر اپنی نجات کا سامان کرو۔ اگر ایسا نہ کیا تو کل تمہارا یہ عذر نہ سنا جائے گا کہ اے رب! ہم کیا کرتے ہمیں تو راہ دکھانے والا کوئی آیا ہی

Marfat.com

نہیں۔ اگر تم نے اس بشیر اور نذیر کی بات نہ مانی تو یاد رکھو اللہ قادر و توانا ہے۔ وہ تمہیں ہر سزا دینے پر قادر ہے اور زمین و آسمان میں کوئی مزاحمت کرنے کی جسارت نہیں کر سکتا۔

﴿اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ○﴾

[پارہ ٦، سورة المائدة: ٤٠]

"کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ کے لیے ہے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی۔ سزا دیتا ہے جسے چاہے اور بخشتا ہے جسے چاہے اور اللہ سب کچھ کر سکتا ہے۔"

تشریح:...... اس آیت قرآنی میں تین ارشاد ربانی بیان کیے گئے:

پہلا: زمین و آسمان کی بادشاہت فقط اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے۔

دوسرا: جسے چاہے سزا دے اور جسے چاہے معاف کر دے۔

تیسرا: اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

مندرجہ بالا ارشادات الٰہیہ کی روشنی میں یہ بات واضح اور روشن ہے کہ زمین و آسمان میں حقیقی بادشاہت اور حاکمیت بلاشرکت غیرے اسی ذاتِ اقدس کی ہے۔ وہی تمام مخلوق کا خالق، مالک اور رازق ہے۔ کوئی اس سے باز پرس نہیں کر سکتا۔ اس کے حکم کو کوئی بھی ٹال نہیں سکتا۔ وہ ہر چیز پر مکمل قدرت رکھتا ہے۔ جسے چاہے سزا دے اور جسے چاہے معاف کر دے۔ وہ مکمل اختیارات کا مالک ہے۔

﴿وَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَ مُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ لَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّ مِنْهَاجًا وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّ لٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ○﴾ [پارہ ٦، سورة المائدة: ٤٨]

Marfat.com

"اور اے محبوب ہم نے تمہاری طرف سچی کتاب اتاری جو اگلی کتابوں کی تصدیق فرماتی اور ان پر محافظ و گواہ۔ تو ان میں فیصلہ کرو اللہ کے اتارے سے اور اے سننے والے ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کرنا اپنے پاس آیا ہوا حق چھوڑ کر۔ ہم نے تم سب کے لیے ایک ایک شریعت اور راستہ رکھا اور اللہ چاہتا تو تم سب کو ایک ہی امت کر دیتا مگر منظور یہ ہے کہ جو کچھ تمہیں دیا اس میں تمہیں آزمائے۔ تو بھلائیوں کی طرف سبقت چاہو۔ تم سب کا پھرنا اللہ ہی کی طرف ہے تو وہ تمہیں بتا دے گا جس بات میں تم جھگڑتے تھے۔"

یہ آیت اس بات کا اظہار کر رہی ہے کہ شریعتِ رسول اکرم ﷺ آخری شریعت ہے اور نبی کریم محمد رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ فرمایا گیا کہ قرآن پاک کا نزول حق کے ساتھ ہوا ہے یہ اس کی پہلی خصوصیت ہے۔ اس کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ یہ کتاب پہلے نازل ہونے والی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور تیسری خصوصیت یہ ہے کہ قرآن پاک ان کتب سماوی پر مہیمن بن کر آیا ہے۔ مہیمن کے مختلف معانی ہیں۔ محافظت، نگرانی، شہادت، امانت، تائید، حمایت۔ یہاں مہین کے سارے معنی لیے جا سکتے ہیں۔ یعنی دین کے وہ عقائد اور اصول جو سابقہ کتب میں بیان کیے گئے تھے جن میں سے بعض فراموش کر دیئے گئے اور بعض میں رد و بدل کر کے انہیں کچھ کا کچھ بنا دیا گیا۔ قرآن ان کا محافظ ہے۔ ان کو صحیح رنگ میں پیش کرتا ہے اور اپنے صفحات میں ان کی ایسی نگہبانی کر رہا ہے کہ اب وہاں کسی محرف کا ہاتھ نہیں پہنچ سکتا۔ قرآن آسمانی کتب کا رقیب و نگران بھی ہے۔ کیونکہ قرآن ہی ایک کسوٹی ہے جس سے ہم یہ معلوم کر سکتے ہیں کہ موجودہ تحریف شدہ آسمانی کتابوں میں حق کی کتنی مقدار جوں کی توں موجود ہے۔ قرآن اس بات پر گواہ بھی ہے کہ یہ کتابیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں اور رسولوں پر نازل فرمائی تھیں۔ قرآن امین بھی ہے کہ گزشتہ نبیوں کی تعلیمات کو جوں کا توں پیش کرتا ہے۔ ان میں کسی قسم کا تصرف اور کمی بیشی نہیں کرتا۔

قرآن کریم کے نازل کرنے کا مدعا بیان فرمایا کہ اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں

Marfat.com

اپنے تمدنی اور معاشرتی مسائل میں اپنی سیاسی اور اقتصادی مشکلات میں ان کی روشنی سے ہدایت حاصل کی جائے اور ان کے بتائے ہوئے راستہ پر چلا جائے۔ تبھی یہ فرق معلوم ہوسکتا ہے کہ جو قانونِ الٰہی اور انسان کے بنائے ہوئے ناقص قانون میں ہے اگر اس پر عمل نہ کیا جائے اور اس کی واضح ہدایاتِ اور احکام کے ہوتے ہوئے اپنی خواہشات ہی کی پیروی کی جائے تو پھر ان کے نزول کا اصل مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے اور انسان ان برکتوں سے محروم ہو جاتا ہے جو ان احکام میں مضمر ہیں۔

یہاں حضور رحمت عالم ﷺ کو ان لوگوں کی خواہشات کی پیروی سے روکنے کا مقصد یہ نہیں کہ معاذ اللہ آپ ﷺ ان کی پیروی کا خیال کرنے لگے تھے، اس لیے روکنا پڑا۔ بلکہ مقصد یہ ہے کہ جیسے پہلے آپ ﷺ احکامِ الٰہیہ کی پیروی کرتے چلے جا رہے ہیں اور ان کی نفسانی خواہشات کی اتباع کا واہمہ تک بھی خاطر میں نہیں گزرتا اسی طرح آئندہ بھی ہمت و استقلال سے احکام ربانی کی اطاعت کرتے جایئے۔

شرع اور شریعۃ اس راستہ کو کہا جاتا ہے جو نجات دارین کی طرف راہنمائی کرتا ہو۔ منہاج کہتے ہیں واضح اور روشن راستے کو۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ وہ عقائد اور کلیات جن پر انسان کی نجات کا انحصار ہے وہ تو تمام آسمانی کتابوں میں یکساں ہیں لیکن شریعت کے احکام اور ان کی تفصیلات، عبادات اور ان کی شکل وصورت اور حلت وحرمت کے قواعد، ان میں اختلاف ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ مختلف انبیاء کی امتوں کی ذہنی سطح، ان کا مخصوص ماحول، ان کے معاشرہ کے تقاضے، ان کی سیاسی اور اقتصادی ضروریات کیونکہ مختلف تھیں اس لیے ان فروعات میں اختلاف ناگزیر تھا۔

یہاں اس شبہ کا ازالہ کیا جا رہا ہے کہ اگر اصول وکلیات کی طرح فروعات میں بھی اختلاف نہ ہوتا تو کیا اچھا ہوتا۔ دین کے نام پر مختلف قسم کی گروہ بندیاں ختم ہو جاتیں۔ اس کا ایک جواب تو وہی ہے جو لِكُلٍّ جَعَلْنَا کے ضمن میں دیا جا چکا ہے۔ کہ بنیادی عقائد وکلیات میں یکسانیت کے باوجود فروعات ہیں۔ یہ اختلاف عین حکمت ہے۔ اس کا دوسرا جواب یہ دیا

Marfat.com

کہ ان کا امتحان بھی مقصود تھا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کا مقصد تو یہ ہے کہ اس کے ہر حکم کے سامنے سر اطاعت خم کر دیا جائے۔ علامہ بیضاوی رحمہ اللہ نے اس کا یہ مفہوم بھی بیان کیا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو جبراً ہر ایک کو اسلام کا پابند کر دیتا اور کسی کے لیے مجالِ انکار ہی نہ رہتی۔ لیکن یوں اس لیے نہیں کیا گیا تاکہ لوگوں کی آزمائش ہو جائے کہ کون اپنے اختیار سے اس دین حق کو قبول کرتا ہے اور کون جان بوجھ کر اعتراض کرتا ہے۔

تم اپنا وقت ضائع نہ کرو بلکہ اللہ کے اس آخری دین، آخری کتاب اور آخری رسول ﷺ پر ایمان لے آؤ اور دوسرے لوگوں سے نیکی کے میدان میں بازی لے جانے کی سرتوڑ کوشش کرو۔ اہل کتاب کو غیرت دلائی جا رہی ہے کہ عرب کے مشرک اور جاہل لوگ تو دھڑا دھڑ اس دین کو قبول کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا کی جستجو میں راہِ راست پر تیزی سے قدم بڑھاتے چلے جا رہے ہیں اور تم صاحب علم و دانش اور اہل کتاب ہو کر فضول بحثوں اور بے کار حجت بازیوں میں اپنی عمریں برباد کر رہے ہو۔ چھوڑو ان لایعنی باتوں کو اور ایمان و عمل کی سیدھی راہ پر چلو۔

یہ سوچ لو کہ تم دنیا کی رنگینیوں اور دلچسپیوں میں کھو کر رہ گئے ہو۔ تمہیں ایک دن روزِ محشر اس قادر مطلق اور علیم و خبیر رب کی عدالت میں پیش ہونا ہے۔ اس روز سارے پردے اٹھا دیئے جائیں گے اور حقیقت بے نقاب ہو جائے گی۔ پھر وہ تمہیں تمہارے اختلافات اور جھگڑوں کے بارے میں آگاہ کرے گا۔ آخری فیصلہ اللہ تعالیٰ خود کرے گا اور لوگوں پر منکشف ہو جائے گا کہ جن ٹکڑوں میں وہ عمریں کھپا کر دنیا سے آئے ہیں ان کی تہہ میں حق کتنا تھا اور باطل کتنا۔

﴿جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ وَ الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَ الْهَدْيَ وَ الْقَلَآئِدَ ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ وَ اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ٥﴾ [پارہ ۷، سورۃ المائدۃ: ۹۷]

”اللہ نے ادب والے گھر کعبہ کو لوگوں کے قیام کا باعث کیا اور حرمت والے مہینہ اور حرم کی قربانی اور گلے میں علامت آویزاں جانوروں کو۔ یہ اس لیے کہ تم یقین کرو کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور یہ

Marfat.com

کہ اللہ سب کچھ جانتا ہے۔"

تشریح:......مکعب نما ہونے کی وجہ سے اس گھر کو کعبہ کہا گیا۔ عرب میں کعبے کی حیثیت محض ایک مقدس عبادت گاہ ہی کی نہ تھی بلکہ اپنی مرکزیت اور اپنے تقدس کی وجہ سے وہی پورے ملک کی معاشی وتمدنی زندگی کا سہارا بنا ہوا تھا۔ حج اور عمرے کے لیے سارا ملک اس کی طرف کھنچ کر آتا تھا اور اس اجتماع کی بدولت انتشار کے مارے ہوئے عربوں میں وحدیت کا ایک رشتہ پیدا ہو جاتا، مختلف علاقوں اور قبیلوں کے لوگ باہم تمدنی روابط قائم کرتے، شاعری کے مقابلوں سے ان کی زبان اور ادب کو ترقی نصیب ہوتی، اور تجارتی لین دین سے سارے ملک کی معاشی ضروریات پوری ہوتیں۔ حرام مہینوں کی بدولت عربوں کو سال کا پورا ایک تہائی زمانہ امن کا نصیب ہو جاتا تھا۔ یہی زمانہ تھا جس میں ان کے قافلے ملک کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک سہولت سے آتے جاتے تھے۔ قربانی کے جانوروں اور قلادوں کی موجودگی سے بھی اس نقل وحرکت میں بڑی مدد ملتی تھی۔ کیونکہ نذر کی علامت کے طور پر جن جانوروں کی گردن میں پٹے پڑے ہوتے انہیں دیکھ کر عربوں کی گردنیں احترام سے جھک جاتیں اور کسی غارت گر قبیلے کو ان پر ہاتھ ڈالنے کی جرأت نہ ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے اس گھر کی عزت وعظمت لوگوں کے دلوں میں ایسی مستحکم کر دی تھی کہ اس زمانہ میں جب کہ عرب میں کوئی حکومت نہ تھی، کوئی قانون نہ تھا، کوئی دین نہ تھا اور قتل و غارت کی گرم بازاری تھی۔ اس وقت بھی یہاں کوئی کسی کو چھیڑتا نہیں تھا۔ باپ کا قاتل بھی اگر وہاں آ جاتا تو اس کی طرف بھی بری نظر سے نہ دیکھا جاتا۔ باوجود اس کے کہ گرد ونواح کا علاقہ سب صحرا اور ریگستان تھا لیکن تجارتی قافلوں کی منڈی یہی تھی۔

اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے مصالح اور ان کی ضروریات کا کیسا مکمل اور گہرا علم رکھتا ہے اور اپنے ایک ایک حکم کے ذریعے سے انسانی زندگی کے کتنے کتنے شعبوں کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ بدامنی کے یہ سیکڑوں برس جو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ظہور سے پہلے گزرے ہیں تم لوگ خود اپنے مفادات سے ناواقف تھے اور اپنے آپ کو تباہ کرنے پر تلے ہوئے تھے مگر خدا تعالیٰ تمہاری

Marfat.com

ضرورتوں کو جانتا تھا اور اس نے صرف ایک کعبہ کی مرکزیت قائم کر کے تمہارے لیے وہ انتظام کر دیا تھا جس کی بدولت تمہاری قومی زندگی برقرار رہ سکی۔ آخر میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کے ہر ذرے اور ہر شے کا مکمل علم رکھتا ہے۔ ہر حقیقت مخفی یا ظاہری اس پر مکمل واضح ہے۔

﴿مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلَّا مَآ أَمَرْتَنِي بِهِ أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ وَكُنتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنتَ أَنتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ وَأَنتَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ۝﴾ [پاره ۷، سورة المائدة: ۱۱۷]

''میں نے تو ان سے نہ کہا مگر وہی جو تو نے مجھے حکم دیا تھا کہ اللہ کو پوجو جو میرا بھی رب اور تمہارا بھی رب اور میں ان پر مطلع تھا۔ جب تک میں ان میں رہا پھر جب تو نے مجھے اٹھا لیا تو تو ہی ان پر نگاہ رکھتا تھا اور ہر چیز تیرے سامنے حاضر ہے۔''

تشریح: ...... قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام امورِ رسالت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے سامنے کہیں گے: اے باری تعالیٰ میں نے اپنی قوم سے وہ کچھ کہا جو تو نے فرمایا تھا وہ یہ ہے کہ اے لوگو! تم اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے۔ جب تک میں ان میں موجود رہا ان پر گواہ رہا جب تو نے مجھے آسمان پر اٹھا لیا تو پھر تو ہی ان سے باخبر رہا اور یقیناً تو ہر چیز سے بخوبی آگاہ ہے۔

﴿لِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا فِيهِنَّ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝﴾ [پاره ۷، سورة المائدة: ۱۲۰]

''اللہ ہی کی ہے سلطنت آسمانوں کی اور زمین کی اور ان چیزوں کی جو ان میں موجود ہیں اور وہ ہر شے پر پوری قدرت رکھتا ہے۔''

تشریح: ...... یہ آیت خداوند قدوس کی قدرتِ کاملہ اور حکمتِ بالغہ کی ترجمانی کرتی ہے۔ سورۃ المائدۃ کی یہ آخری آیت ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے بارے میں سارے شبہات کا ازالہ اور سب گمراہیوں کا ردّ کرتی ہے۔ سارے حقائق توحید کا نچوڑ اس میں رکھ

Marfat.com

دیا۔ فرمایا کہ زمین اور آسمان اور ان میں خاکی، ناری، نوری، بے جان اور جان دار، بے شعور اور باشعور جو کچھ بھی ہے سب کا سب اللہ وحدہٗ لاشریک کی ملکیت ہے۔ اس کے کوئی اولاد نہیں۔ سب اس کے بندے اور اس کے حکم کے پابند ہیں۔ ہر چیز اس کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ وہ سب کا خالق، مالک اور رازق ہے۔ کوئی اس کا ثانی اور ہمسر نہیں ہے۔ کوئی اس سے باز پرس نہیں کرسکتا۔ وہ زمین وآسمان میں مکمل قدرت رکھتا ہے۔

﴿وَ اِنْ یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ وَ اِنْ یَّمْسَسْكَ بِخَیْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۝﴾ [پارہ ۷، سورۃ الانعام: ۱۷]

"اور اگر تجھے اللہ کوئی برائی پہنچائے تو اس کے سوا اس کا دور کرنے والا کوئی نہیں اور اگر تجھے بھلائی پہنچائے تو وہ سب کچھ کرسکتا ہے۔"

تشریح: ...... یہ آیت کریمہ بھی اللہ تعالیٰ کی شانِ ربوبیت بیان کرتی ہے۔ نفع ونقصان اسی کے قبضہ میں ہے۔ اس کی ذات اقدس کے سوا کوئی کسی کو ضرر یا نفع نہیں دے سکتا۔ فرمانِ خداوندی ہے کہ تکلیف اور راحت، بیماری اور صحت، ناکامی اور کامیابی، ذلت اور عزت اللہ تعالیٰ وحدہ کے دست قدرت میں ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کسی کو فقر، مرض یا قرض میں مبتلا کردے تو کسی کے بس میں نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت اور مرضی کے بغیر ان مصائب سے اسے نجات دے سکے۔ اگر اللہ تعالیٰ کسی پر انعام فرمائے تو کسی کی طاقت نہیں کہ اس سے چھین لے۔ وہی مالکِ حقیقی ہے وہی قادر مطلق ہے۔ اس کے اذن کے بغیر کوئی پتہ، کوئی ذرہ، کوئی قطرہ، اپنی جگہ سے حرکت نہیں کرسکتا۔ مشرک قوموں کے سب خداؤں اور دیوتاؤں کی تردید کردی۔ وہ مکمل طور پر قدرت رکھتا ہے۔ زمین وآسمان میں اس کا کوئی شریک، ہمسر یا ثانی نہیں ہے۔

﴿فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَیْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَیْءٍ حَتّٰۤى اِذَا فَرِحُوْا بِمَاۤ اُوْتُوْۤا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ۝﴾

[پارہ ۷، سورۃ الانعام: ٤٤]

"پھر جب انہوں نے بھلا دیا جو نصیحتیں ان کو کی گئیں تھیں ہم نے ان پر ہر چیز

Marfat.com

کے دروازے کھول دیئے۔ یہاں تک کہ جب خوش ہوئے اس پر جو انہیں ملا تو ہم نے اچانک انہیں پکڑ لیا۔ اب وہ آس ٹوٹے رہ گئے۔"

تشریح: ......اس آیت قرآنی میں نافرمان قوموں کی سرگزشت بتائی گئی ہے۔ جو غفلت میں پڑ کر خدا تعالیٰ کی نافرمانی میں مبتلا ہو جاتی ہیں۔ چنانچہ فرمانِ خداوندی ہے کہ جب انہوں نے خدا کی نصیحتیں بھلا دیں تو ہم نے ان پر آسائشوں اور فراوانیوں کے دروازے کھول دیئے۔ یہاں تک کہ وہ اس میں خوب مگن ہو گئیں اور اپنی مادی خوشحالی اور ترقی پر اترانے لگیں تو ہم نے اچانک انہیں اپنے مواخذے کی گرفت میں لے لیا۔ اب یہ حال تھا کہ وہ ہر خیر سے مایوس ہو گئے۔

﴿وَ حَآجَّهٗ قَوْمُهٗ قَالَ اَتُحَآجُّوْٓنِّیْ فِی اللّٰهِ وَ قَدْ هَدٰىنِ وَ لَآ اَخَافُ مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ رَبِّیْ شَيْــًٔا وَسِعَ رَبِّیْ كُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ۝﴾ [پارہ ۷، سورۃ الانعام: ۸۰]

"اور ان کی قوم ان سے جھگڑنے لگی۔ کہا کیا اللہ کے بارے میں مجھ سے جھگڑتے ہو تو وہ مجھے راہ بتا چکا اور مجھے ان کا ڈر نہیں جنہیں تم شریک بناتے ہو۔ ہاں جو میرا ہی رب کوئی بات چاہے۔ میرا رب ہر چیز کو اپنے علم میں گھیرے ہوئے ہے۔ تو کیا تم نصیحت نہیں مانتے۔"

تشریح: ...... یہ آیت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اپنی قوم سے کیے گئے مناظرہ کے بارے میں ہے جو بت پرستی سے متعلق تھا۔ جب انہوں نے اپنی قوم کو بت پرستی سے منع فرمایا اور ایک خدائے واحد کی عبادت کی طرف توجہ دی تو قوم نے ان سے بحث و مباحثہ شروع کر دیا۔ جب وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دلائل کے سامنے بے بس ہو گئے تو پھر آپ سے جھگڑنے لگے اور کہنے لگے اے ابراہیم خداؤں کی ہتک سے باز آ جاؤ ورنہ ان کے غضب کا شکار ہو جاؤ گے۔ تو پھر رہائی کی کوئی صورت باقی نہ رہے گی۔ کہ میرا خدا مجھے حق کی طرف بصیرت و ہدایت فرما چکا ہے۔ آپ نے فرمایا میں تمہارے باطل اقوال اور باطل شبہات کی

Marfat.com

طرف کیسے توجہ دے سکتا ہوں۔ تمہارے یہ خود ساختہ خدا مجھ پر اثر انداز نہیں ہو سکتے۔ نہ میں ان سے ڈرتا ہوں اور نہ ان کی ذرا بھر پروا کرتا ہوں۔ اگر یہ بت میرا کچھ بگاڑ سکتے ہیں تو اچھا بگاڑ کر دیکھیں مجھے ذرا مہلت نہ دیں۔ ہاں اگر خدا ہی کچھ بگاڑنا چاہے تو بگاڑ سکتا ہے۔ اس کی ذات ہر چیز اور ہر شے کو گھیرے میں لیے ہوئے ہے۔ جو کچھ تم کرتے ہو۔ تمہارا حقیقی رب اس سے بے خبر نہیں ہے۔ اس کا علم زمین و آسمان کے درمیان سب پر وسیع ہے۔ پھر کیا اس حقیقت سے واقف ہو کر بھی تمہیں ہوش نہ آئے گا۔

﴿وَ وَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ كُلًّا هَدَیْنَا وَ نُوْحًا هَدَیْنَا مِنْ قَبْلُ وَ مِنْ ذُرِّیَّتِهٖ دَاوٗدَ وَ سُلَیْمٰنَ وَ اَیُّوْبَ وَ یُوْسُفَ وَ مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ وَ كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ﴾ [پارہ ۷، سورۃ الانعام: ۸۴]

''اور ہم نے انہیں اسحٰق اور یعقوب عطا کیے۔ ان سب کو ہم نے راہ دکھائی اور ان سے پہلے نوح کو راہ دکھائی اور اس کی اولاد میں سے داؤد اور سلیمان اور ایوب اور یوسف اور موسیٰ اور ہارون کو اور ہم ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں نیکو کاروں کو۔''

تشریح: ......ارشادِ خداوندی ہے کہ ہم نے ابراہیم ﷺ پر مزید کرم یہ فرمایا کہ انہیں اسحٰق علیہ السلام جیسا بیٹا اور یعقوب علیہ السلام جیسا پوتا مرحمت فرمایا جس کی نسل سے ہزاروں انبیاء اور لاکھوں صلحاء پیدا ہوئے۔ معلوم ہوا کہ نیک اولاد بھی اللہ تعالیٰ کی خاص نوازشات میں سے ہے اور ہم نے اس سے پہلے حضرت نوح علیہ السلام کو اور ان کی اولاد میں سے حضرت داؤد، حضرت سلیمان، حضرت ایوب، حضرت یوسف، حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہم السلام کو ہدایت دی اور آخر میں فرمایا کہ ہم نیکو کاروں کو اچھی جزا دیتے ہیں۔

﴿وَ هُوَ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَیْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا وَ مِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِیَةٌ وَّ جَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّ الزَّیْتُوْنَ وَ الرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَّ غَیْرَ مُتَشَابِهٍ اُنْظُرُوْۤا اِلٰى ثَمَرِهٖۤ اِذَاۤ اَثْمَرَ وَ یَنْعِهٖ اِنَّ فِیْ

Marfat.com

ذٰلِكُمْ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ۝﴾ [پارہ ۷، سورۃ الانعام: ۹۹]

''اور وہی ہے جس نے آسمان سے پانی اتارا تو ہم نے اس سے ہر اگنے والی چیز نکالی۔ تو ہم نے اس سے نکالی سبزی جس میں سے دانے نکالتے ہیں۔ ایک دوسرے پر چڑھے ہوئے۔ اور کھجور کے گابھے سے پاس پاس گچھے اور انگور کے باغ اور زیتون اور انار کسی بات میں ملتے اور کسی بات میں الگ۔ اس کا پھل دیکھو جب پھلے اور اس کا پکنا۔ بے شک اس میں نشانیاں ہیں ایمان والوں کے لیے۔''

تشریح: ......اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو مشاہدۂ فطرت کرایا ہے۔ آسمان سے بارش برسا کر زمین کس طرح زندہ ہو جاتی ہے۔ پھر اس میں سبزہ، پھل، میوے، اجناس، درخت، ایندھن اور چارہ پیدا ہوتے ہیں۔ ہرے ہرے کھیت اور مختلف اقسام کے درخت اگائے۔ اس کی قدرت کاملہ کے طفیل زمین میں دبے ہوئے دانے اُگ کر زمین پر ظاہر ہوئے ان میں سے سبز شاخیں اور کونپلیں نکلیں۔ ان سبز شاخوں سے اوپر تلے چڑھے ہوئے دانے نکلتے ہیں۔ جس طرح گندم اور چاولوں کی بالیاں ہوتی ہیں۔ یہ سب غلہ جات ہیں۔ مثلاً گندم، جو، جوار، باجرہ، مکئی اور چاول وغیرہ۔ کھجور کے شگوفوں سے پھلوں کے گچھے پیدا کیے جو بوجھ کی وجہ سے جھکے پڑے ہیں۔ جو قریب قریب اور ایک دوسرے کے ساتھ جھکے پڑتے ہیں۔ ہم نے انگور، زیتون اور انار کے باغات بنائے۔ جو پتوں اور شکل کے لحاظ سے متشابہ اور قریب ہیں۔ لیکن پھل اور شکل، ذائقہ اور طبیعت کے لحاظ سے بالکل مختلف ہیں۔ اس کے بعد فرمایا کہ جب وہ پھل پک جاتے ہیں تو ان پھلوں کی طرف دیکھو یعنی خدا کی قدرت میں تفکر کرو کہ کس طرح ان کو عدم سے وجود میں لایا گیا۔ حالانکہ پھل آنے سے پہلے یہ جلانے کی لکڑی تھی پھر یہی لکڑی خرما، انگور اور دوسرے میووں کا باعث بن گئی۔ آخر میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ اے لوگو! اس میں خدا تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ کی نشانیاں ہیں اس کو ایمان دار لوگ ہی سمجھتے ہیں جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان کامل رکھتے ہیں۔

﴿بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّ لَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ وَ

Marfat.com

خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾ [پارہ ۷، سورۃ الانعام: ۱۰۱]

"کسی نمونہ کے بغیر آسمانوں اور زمین کا بنانے والا اس کے بچہ کہاں سے ہو حالانکہ اس کی عورت نہیں اور اس نے ہر چیز پیدا کی اور وہ سب کچھ جانتا ہے۔"

تشریح: ...... اس آیت قرآنی میں بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کا بنانے والا ہے اور اولاد کی حاجت سے بے نیاز ہے۔ اس نے آسمان اور زمین کو بغیر کسی سابقہ مثال اور نمونہ کے تخلیق فرمایا۔ وہ ہر چیز کا خالق ہے اور ہر چیز اس کی مخلوق ہے۔ خالق اور مخلوق کے درمیان صرف عبودیت کا رشتہ ہے۔ قرابت داری یا فرزندی کا کوئی رشتہ نہیں ہے۔ سارے انسان اس کے غلام ہیں۔ فرماں بردار ہیں تو وہ اولاد کیسے ہو سکتی ہے۔ اس نے محض اپنی قدرت کاملہ سے زمین و آسمان پیدا کیے ہیں۔ اب اسے بیٹوں، رشتہ داروں اور سہاروں کی ضرورت نہیں۔ اگر تم اپنی حماقت کی بنا پر اس کی اولاد بنانے پر بضد ہو تو یہ بتاؤ کہ اس کی بیوی کون ہے۔ جس کے بطن سے اس کی اولاد ہوئی۔ جب اس کی بیوی ہی نہیں تو اولاد کہاں سے پیدا ہوئی۔ وہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا اور ہر چیز کو بخوبی جاننے والا ہے۔

﴿ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ﴾ [پارہ ۷، سورۃ الانعام: ۱۰۲]

"یہ ہے اللہ تمہارا رب اور اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں۔ ہر چیز کا بنانے والا، تو اسے پوجو۔ وہ ہر چیز پر نگہبان ہے۔"

تشریح: ...... اس آیت کریمہ کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی معبود حقیقی ہے۔ وہی خالق کل ہے اور وہی کارساز ہے۔ لوگو! یہی تمہارا رب ہے۔ جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ اس نے اپنی قدرتِ کاملہ اور حکمتِ بالغہ سے ہر شے پیدا کی اسی کی عبادت کرو اور اسی کی وحدانیت کا دل سے اقرار کرو۔ زمین و آسمان میں ہر ایک چیز کا کارساز وہی ہے۔

﴿وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍ كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ

Marfat.com

فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ [پارہ ۷، سورۃ الانعام: ۱۰۸]

''اور انہیں گالی نہ دو جن کو وہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں کہ وہ اللہ کی شان میں بے ادبی کریں گے زیادتی اور جہالت سے۔ یونہی ہم نے ہر امت کی نگاہ میں اس کے عمل بھلے کر دیئے ہیں پھر انہیں اپنے رب کی طرف پھرنا ہے اور وہ انہیں بتا دے گا جو کرتے تھے۔''

تشریح:......اس آیت میں رب تعالیٰ نے مسلمانوں کو مشرکین کے خداؤں کو گالیاں دینے سے منع فرمایا ہے۔ لہٰذا انہیں اس قرآنی آیت کے ذریعہ سے حکم دیا گیا کہ دینِ اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے دوران حد اعتدال میں رہو۔ غیظ و غضب میں معقولیت کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑو۔ چنانچہ مشرکین کے خداؤں کو برا بھلا نہ کہو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اشتعال میں آ کر تمہارے معبود حقیقی کے بارے میں گستاخی کرنے لگیں۔ اس انداز سے مشرکوں کو اسلام کا پیغام پہنچاؤ اور ان کے باطل عقیدوں کی اس طرح تردید کرو کہ انہیں تمہاری دعوت قبول کر لینے کے سوا اور کوئی چارہ کار ہی نہ رہے۔ پھر ارشاد ہوا کہ ہم ہر امت کو اس کا عمل اس کی نظروں میں بہتر قرار دیتے ہیں۔ مشرکین بتوں کو احسن سمجھتے تھے لہٰذا ان کے لیے یہی عمل پسندیدہ بنا دیا گزشتہ امتیں بھی گمراہ تھیں اور گمراہی کے عمل کو احسن عمل خیال کرتی تھیں۔ اسی عمل کے وہ گرویدہ بنا دیئے گئے۔ ان لوگوں کی واپسی خدا کی جانب ہو گی۔ اس وقت انہیں اپنے عقیدوں کی خوبی یا برائی معلوم ہو جائے گی۔ ان کی نیکی اور بدی ان کی آنکھوں کے سامنے آ جائے گی۔

﴿وَلَوْ أَنَّنَا نَزَّلْنَآ إِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوا لِيُؤْمِنُوٓا إِلَّآ أَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُونَ﴾ [پارہ ۸، سورۃ الانعام: ۱۱۱]

''اور اگر ہم ان کی طرف فرشتے اتارتے اور ان سے مردے باتیں کرتے اور ہم ہر چیز ان کے سامنے اٹھا لاتے جب بھی وہ ایمان لانے والے نہ تھے مگر یہ کہ خدا چاہتا و لیکن ان میں بہت نرے جاہل ہیں۔''

Marfat.com

تشریح:......اس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ ان کفار کی بابت فرماتے ہیں جن کے دلوں میں ہدایت کی طلب نہیں ہے۔ فرمایا کہ کفار ایمان لانے کے لیے نت نئے معجزوں کی فرمائش کرتے ہیں تو حقیقت یہ ہے کہ اگر فرشتے آسمان سے اتر کر ان کے پاس آ کھڑے ہوں۔ مردے قبروں سے نکل کر ان سے باتیں کرنے لگیں اور ہر چیز ان کے سامنے آ موجود ہو۔ تو اس کے باوجود بھی یہ لوگ ایمان نہیں لائیں گے۔ کیونکہ ان کے دلوں میں تلاش حق کا جذبہ ہی نہیں ہے۔ ہدایت کی طلب سے پرے ہیں ان کے ایمان لانے کی ایک صورت ہے کہ ان سے اختیار و انتخاب کی قوت سلب کر لی جائے اور انہیں مجبور محض بنا کر ایمان لانے کا حکم دیا جائے لیکن ایسا کرنا منظور نہیں۔ کیونکہ حکمت الٰہی کا یہ منشا نہیں ہے کہ انسان بھی جو اشرف المخلوقات ہے حیوانوں کی طرح عقل و خرد، سوچ بچار اور ارادہ و اختیار سے یکسر محروم ہو کر پابندِ احکام بن جائے۔ لیکن اکثر اس حقیقت سے ناواقف ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ انہیں کوئی ایسا معجزہ دکھایا جائے جس کی بنا پر وہ بے اختیار ہو کر اسلام قبول کر لیں۔

﴿وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَ الْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا وَ لَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَ مَا يَفْتَرُوْنَ۝﴾ [پارہ ۸، سورۃ الانعام: ۱۱۲]

"اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے دشمن بہت سے شیطان پیدا کیے کچھ آدمی اور کچھ جن، جن میں سے بعض بعضوں کو چکنی چپڑی باتوں کا وسوسہ ڈالتے رہتے ہیں تاکہ ان کو دھوکہ میں ڈال دیں اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو یہ ایسا کام نہ کرتے۔ سو ان لوگوں کو اور جو کچھ یہ افترا بازی کر رہے ہیں اس کو آپ رہنے دیجیے۔"

تشریح:......ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ اے نبی ﷺ جس طرح ہم نے شیطان، انسانوں اور شیطان جنوں کو ہر نبی کا دشمن بنایا ہے۔ اسی طرح تمہارے مخالفین اور اعداء بھی ہیں۔ ہر نبی کے اسی طرح دشمن گزرے ہیں۔ اس لیے ان کی مخالفت پر رنج نہ کرو۔ تم سے قبل بھی نبیوں نے تکذیب و ایذا پر صبر کیا تھا اور مصیبتوں اور کٹھن مرحلوں کے باوجود حق پرستی کے عمل کو

Marfat.com

جاری رکھا۔ آپ ﷺ بھی ان دشمنوں کے مقابلے میں صبر و استقلال کا مظاہرہ فرمائیں۔ اے میرے حبیب ﷺ یہ نابکار جو آپ کو تنگ کرتے ہیں بات بات پر اعتراض، قدم قدم پر شرارت اور اسلام کو زک پہنچانے کے لیے ہر وقت آپس میں صلاح مشورے کرتے رہتے ہیں اور آپ کی مخالفت پر ایک دوسرے کو اکساتے رہتے ہیں۔ یہ کوئی انوکھی بات نہیں۔ قدیم سے یہی دستور چلا آ رہا ہے۔ اس لیے آپ ﷺ ان سازشوں کو خاطر میں نہ لائیے اور حق کی تبلیغ جاری رکھیں۔ شیطان کے پیروکار جنوں میں سے بھی ہیں اور انسانوں میں سے بھی۔ دونوں گروہوں میں سرکش، باغی اور متکبر قسم کے ہیں۔ اللہ چاہتا تو ایسا نہ کر پاتے۔ یعنی یہ سب کچھ خدا کی تقدیر اور مشیت و ارادت سے ہے۔ کہ ہر نبی کے انہی لوگوں میں سے دشمن ہوتے ہیں۔ پس اے نبی ﷺ ان سے درگزر کرو اور ان کے اس جھوٹ اور افترا پردازی سے بھی اعراض کرو۔

﴿وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا لِيَمْكُرُوْا فِيْهَا وَ مَا يَمْكُرُوْنَ اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ وَ مَا يَشْعُرُوْنَ۝﴾ [پارہ ۸، سورۃ الانعام: ۱۲۳]

”اور اسی طرح ہم نے بنایا ہر بستی میں اس کے بڑے لوگوں کو وہاں کے مجرم تاکہ وہ مکر و فریب کیا کریں اس میں اور نہیں فریب دیتے مگر اپنے آپ کو اور وہ (اس بات کو) نہیں سمجھتے۔“

تشریح: ......اس آیتِ قرآنی میں اکابر کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جس سے مراد کافروں اور فاسقوں کے بڑے اثر و رسوخ والے لوگ جو ظاہری مال و دولت اور شان و شوکت کے مالک ہوتے تھے۔ یہی لوگ انبیاء اور داعیانِ حق کی مخالفت میں پیش پیش ہوتے۔ عام لوگ ان کے پیچھے لگنے والے ہوتے ہیں۔ مکہ کے رئیس اور سردار حضور اکرم ﷺ کے خلاف آئے دن کئی شرارتیں کرتے۔ کبھی کوئی بہتان اور کبھی کوئی الزام تراشتے تاکہ لوگ آپ سے پرے رہیں۔ ارشاد باری ہے کہ ایسا ہی ہوتا چلا آیا ہے کہ شہر کے چودھری اور رئیس اپنے اثر و رسوخ کو بحال رکھنے کی غرض سے پیغمبروں کے خلاف الزام لگاتے چلے آئے ہیں اور لوگوں کو راہ حق سے دور رکھنے کے لیے جتن کرتے آئے ہیں۔ ان

Marfat.com

شرارتی اور متکبر لوگوں لوگوں کی شرارت کا وبال اور اسی طرح ان کے پیچھے لگنے والوے لوگوں کا وبال انہی پر پڑے گا۔ قرآن کہہ رہا ہے کہ یہ عاقبت سے بے خبر لوگ اپنا آپ بگاڑ رہے ہیں اور جانتے ہیں کہ اپنی عاقبت اپنے ہاتھوں خراب کر رہے ہیں۔

﴿وَ لِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا وَ مَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ۝﴾

[پارہ ۸، سورۃ الانعام: ۱۳۲]

''اور ہر ایک کے لیے ان کے کاموں سے درجے ہیں اور تیرا رب ان کے اعمال سے بے خبر نہیں۔''

تشریح:......اس آیت کا مرکزی مفہوم یہ ہے کہ ہر ایک کا درجہ اس کے اعمال کی مناسبت سے ہے۔ جس کا جیسا عمل ہے ویسی ہی جزا یا سزا۔ جنات بھی انسانوں کی طرح جنتی اور دوزخی ہوں گے۔ فرمایا کہ تمہارا رب لوگوں کے اعمال سے قطعاً غافل نہیں ہے۔

﴿ثُمَّ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ تَمَامًا عَلَى الَّذِيْٓ اَحْسَنَ وَ تَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّ هُدًى وَّ رَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ بِلِقَآءِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ۝﴾

[پارہ ۸، سورۃ الانعام: ۱۵۴]

''پھر ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی پورا احسان کرنے کو اس پر جو نیکوکار ہے اور ہر چیز کی تفصیل اور ہدایت اور رحمت کہ کہیں وہ اپنے رب سے ملنے پر ایمان لائیں۔''

تشریح:......ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تورات عطا کی جو بھلائی کی روش اختیار کرنے والے انسان پر نصیحت کی تکمیل تھی۔ اس میں ہر ضروری چیز کی تفصیل اور سراسر ہدایت و رحمت تھی۔ تورات نازل کرنے کا مقصد جلیلہ یہ تھا کہ لوگوں کا یہ عقیدہ اور پختہ ہو جائے کہ ہمیں ایک روز اس سارے دنیوی سامان کو چھوڑ کر ایک اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونا ہے۔ جہاں ہم سے ہمارے اعمال کا محاسبہ کیا جائے گا۔

﴿قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْ رَبًّا وَّ هُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ وَ لَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ اِلَّا

Marfat.com

عَلَيْهَا وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ﴾ [پارہ ۸، سورة الانعام: ۱۶۴]

''تم فرماؤ کیا اللہ کے سوا اور رب چاہوں حالانکہ وہ ہر چیز کا رب ہے اور جو کوئی کچھ کمائے وہ اسی کے ذمہ ہے اور کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گی۔ پھر تمہیں اپنے رب کی طرف پھرنا ہے۔ وہ تمہیں بتا دے گا جس میں اختلاف کرتے تھے۔''

تشریح: ......اس آیت میں اخلاص اور توکل کا حکم دیا گیا ہے۔ رب سے مراد اللہ ماننا ہے۔ جس کا انکار مشرکین کرتے رہے۔ جو اس کی ربوبیت کا تقاضا ہے۔ کفارِ مکہ حضور اکرم ﷺ سے بارہا کہا کرتے کہ ہمارا دین قبول کر لیجیے اور ہمارے خداؤں کی پرستش شروع کر دیجیے اور اگر دنیا و آخرت میں آپ کو کوئی نقصان پہنچے تو ہم اس کے ذمہ دار ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کو ارشاد فرماتے ہیں کہ آپ ان احمقوں سے کہیے: تم کتنے بے وقوف ہو کیا میں اس پروردگار کو چھوڑ کر جو میرا بھی رب ہے اور کائنات کی ہر چیز کا خالق و مالک ہے کسی اور کو اپنا رب بنا لوں۔ تمہارا یہ خیال کتنا احمقانہ اور تمہارا یہ کہنا کتنا لغو ہے کہ تم میرا بوجھ اٹھا لو گے۔ کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا۔ ہر ایک کو اپنا بوجھ خود اٹھانا پڑے گا۔ کسی کے بدلے کوئی دوسرا نہیں پکڑا جائے گا۔ اچھے عمل کا اچھا انعام ہو گا۔ کوئی شخص اگر نامناسب عمل کرے گا تو اس کے گناہ کا ردعمل اسی پر ہو گا۔ تم اپنی جگہ پر کام کرو اور ہم بھی اپنی جگہ پر کام کریں گے۔ قیامت کے دن خدا مومنین کو اور مشرکین کو ان کے اعمال سے آگاہ کرے گا۔ دنیا اور آخرت سے متعلق تمام اختلافات کی حقیقت کھل جائے گی۔

﴿وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ﴾ [پارہ ۸، سورة الاعراف: ۳۴]

''اور ہر گروہ کے لیے ایک میعاد معین ہے۔ سو جس وقت ان کی میعاد آ جائے گی اس وقت ایک ساعت نہ پیچھے ہٹ سکیں گے اور نہ آگے بڑھ سکیں گے۔''

Marfat.com

تشریح:......اس آیت کریمہ میں امتوں کی معین میعاد کی بابت کہا گیا ہے۔ اللہ ہر گروہ یا امت کو آزمانے کے لیے مہلت عنایت فرماتا ہے اب وہ اس مہلت سے اللہ کی رضا ڈھونڈتے ہیں یا سرکشی پر آمادہ ہوتے ہیں۔ درحقیقت مہلت کا مفہوم برسوں، مہینوں اور دنوں کے حساب سے نہیں کہ بس ایک مدت کے بعد لازمی طور پر قوم ختم ہو جائے گی۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ ہر قوم کو دنیا میں کام کرنے کا جو موقع دیا جاتا ہے۔ اس کی ایک اخلاقی حد مقرر کر دی جاتی ہے۔ اس معنی میں کہ اس کے اعمال میں خیر اور شر کا کم سے کم کتنا تناسب برداشت کیا جا سکتا ہے۔ جب تک ایک قوم کی بری صفات اس کی اچھی صفات کے مقابلے میں تناسب کی اس آخری حد سے فروتر رہتی ہے اس وقت تک اسے اس کی تمام برائیوں کے باوجود مہلت دی جاتی ہے اور جب وہ اس حد سے گزر جاتی ہے تو پھر اس بدکار و بدصفات قوم کو کوئی مزید مہلت نہیں دی جاتی۔

﴿وَ هُوَ الَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیٰحَ بُشْرًاۢ بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِهٖ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّیِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ۝﴾

[پارہ ۸، سورۃ الاعراف: ۵۷]

"اور وہی ہے کہ ہوائیں بھیجتا ہے۔ اس کی رحمت کے آگے مژدہ سناتی۔ یہاں تک کہ جب اٹھا لائیں بھاری بادل ہم نے اسے کسی مردہ شہر کی طرف چلایا۔ پھر اس سے پانی اتارا پھر اس سے طرح طرح کے پھل نکالے، اس طرح ہم مردوں کو نکالیں گے، کہیں تم نصیحت مانو۔"

تشریح:......اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بارانِ رحمت کا نزول اور اس کی برکات ارشاد فرمائی ہیں۔ اس میں خالق کل کی ربوبیت کا اظہار کیا گیا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے کہ وہ بارش سے پہلے ہواؤں کو بھیجتا ہے جو خوش کر دیتی ہیں اور بارش کی بشارت دیتی ہیں۔ ہوائیں بوجھل بادلوں کو اٹھائے پھرتی ہیں۔ ان میں وزن اور پانی ہوتا ہے جو زمین سے قریب تر ہوتی ہیں۔ بارش سے ہم مردہ اور خشک زمین کو سیراب کرتے ہیں پھر اس میں سے ہر قسم کے پھل،

Marfat.com

اناج، سبزہ پیدا ہوتے ہیں۔ مردہ زمین بارش کے بعد زندہ ہو جاتی ہے اور ہر طرف سبزہ ہی سبزہ نظر آتا ہے۔ مزید فرمان خدا ہے کہ ہم اسی طرح مردہ انسانوں کو جو مٹی میں مل چکے ہیں قیامت کے دن زندہ کریں گے۔ یہ مشاہدہ اس لیے ہے تاکہ تم سمجھ سکو۔

﴿قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اِنْ عُدْنَا فِيْ مِلَّتِكُمْ بَعْدَ اِذْ نَجّٰنَا اللّٰهُ مِنْهَا وَ مَا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّعُوْدَ فِيْهَآ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّنَا وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَ بَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَ اَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ۝﴾ [پارہ ۹، سورۃ الاعراف: ۸۹]

''ضرور ہم اللہ پر جھوٹ باندھیں گے اگر تمہارے دین میں آ جائیں بعد اس کے کہ اللہ نے ہمیں اس سے بچایا ہے اور ہم مسلمانوں میں کسی کا کام نہیں کہ تمہارے دین میں آئے۔ مگر یہ کہ اللہ چاہے جو ہمارا رب ہے۔ ہمارے رب کا علم ہر چیز کو محیط ہے۔ اللہ ہی پر بھروسہ کیا۔ اے ہمارے رب ہم میں اور ہماری قوم میں حق فیصلہ کر اور تیرا فیصلہ سب سے بہتر ہے۔''

تشریح: ...... یہ آیت حضرت شعیب علیہ السلام اور اس کی قوم کے درمیان کفر اور ایمان باللہ کے بارے میں ہونے والے مکالمہ کو بیان کرتی ہے۔ قومِ شعیب کے متکبروں نے ان شعیب علیہ السلام سے کہا کہ اے شعیب! ہم تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو بستی سے نکال دیں گے اور اگر بچنا چاہتے ہو تو ہماری ملت میں واپس آنا پڑے گا۔ تو شعیب علیہ السلام نے کہا کہ کیا تم ایسا کرنا چاہتے ہو اگرچہ ہمیں شرک اختیار کرنا ناپسند ہو۔ اگر ہم تمہاری ملت میں واپس آ جائیں اور تمہارے ہی نظریات کو اپنا لیں تو ہم خدا پر بڑا زبردست بہتان لگائیں گے کہ ان بتوں کو خدا کا شریک ٹھہرائیں۔ اس طرح کفار کے اتباع سے نفرت ظاہر کی جا رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم سے تو یہ نہ ہوگا کہ ہم پھر مشرک بن جائیں ہاں خدا ہی ہمیں بھٹکنے دے تو اور بات ہے۔ یہاں بھی بات کو خدا ہی کی طرف پھیرا جا رہا ہے کیونکہ اسی کی ذات کو آئندہ ہر بات کا علم ہے۔ ہم جو اختیار کرتے ہیں اور جی اختیار نہیں کرتے ان سارے امور میں اللہ ہی

Marfat.com

پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ اے ہمارے رب ہماری اس قوم کے اور ہمارے درمیان حق بات کو کھلم کھلا ظاہر فرما دے اور ہمیں ان پر فتح عنایت فرما۔ تو خیر الفاتحین ہے۔ خیر الحاکمین ہے۔ ایسا عادل اور منصف ہے کہ ذرہ بھر ظلم نہیں کرتا۔

﴿وَ كَتَبْنَا لَهٗ فِي الْاَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْعِظَةً وَّ تَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَّاْمُرْ قَوْمَكَ يَاْخُذُوْا بِاَحْسَنِهَا سَاُورِيْكُمْ دَارَ الْفٰسِقِيْنَ٥﴾ [پارہ ۹، سورۃ الاعراف: ۱۴۵]

''اور ہم نے اس کے لیے تختیوں میں لکھ دی ہر چیز کی نصیحت اور ہر چیز کی تفصیل اور فرمایا اے موسیٰ اسے مضبوطی سے تھام اور اپنی قوم کو حکم دے کہ اس کی اچھی باتیں اختیار کریں۔ عنقریب میں تمہیں بے حکموں کا گھر دکھاؤں گا۔''

تشریح: ......اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ تورات کے (پتھر کی سلوں پر) لکھے ہوئے احکام کو قوم پر نافذ کرو۔ توریت پتھر کی تختیوں کی شکل میں عطا فرمائی گئی جس میں قومِ موسیٰ کے لیے دینی احکام، حلال و حرام، امر و نہی اور ترغیب و خوف کی پوری تفصیل تھی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ ان احکام کو قوت اور مضبوطی کے ساتھ پکڑو یعنی بڑی کوشش، چستی، ہوشیاری اور شوق سے اس پر عمل کرنے کا عزم کر کے اس کو ہاتھ میں لو۔ مطلب یہ ہے کہ اے موسیٰ ان احکام خداوندی پر خود عمل پیرا ہونے کے ساتھ ساتھ اپنی قوم کو بھی حکم دیں کہ وہ اس کے احکام جو سراپا خیر و برکت ہیں پر عمل کریں اور اس کے امر و نہی کی پابندی کریں۔ اگر انہوں نے ہماری شریعت کے احکام سے سرتابی کی تو انہیں بھی وہ گھر دیکھنا پڑے گا جو سرکشوں اور نافرمانوں کا ٹھکانہ ہے۔

﴿سَاَصْرِفُ عَنْ اٰيٰتِيَ الَّذِيْنَ يَتَكَبَّرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَ اِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا وَ اِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا وَ اِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الْغَيِّ يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَ كَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ٥﴾ [پارہ ۹، سورۃ الاعراف: ۱۴۶]

Marfat.com

''اور میں اپنی آیات سے انہیں پھیر دوں گا جو زمین میں ناحق اپنی بڑائی چاہتے ہیں اور اگر سب نشانیاں دیکھیں ان پر ایمان نہ لائیں اور اگر ہدایت کی راہ دیکھیں اس میں چلنا پسند نہ کریں اور گمراہ کا راستہ نظر پڑے تو اس میں چلنے کو موجود ہو جائیں یہ اس لیے کہ انہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں اور ان سے بے خبر بنے۔''

تشریح: ......اس آیت میں خداوند کریم نے متکبرین کو تنبیہ کی ہے اور ان کی اصلیت بتائی ہے۔ تکبر کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ کی آیات واحکامات کے مقابلہ میں اپنے آپ کو بڑا سمجھنا اور لوگوں کو حقیر جاننا۔ یہ تکبر انسان کو زیبا نہیں ہے۔ اللہ خالق ہے اور انسان مخلوق۔ مخلوق ہو کر خالق کا مقابلہ کرنا اور اس کے احکام کو پس پشت ڈالنا کسی طرح سے بھی روا نہیں ہے۔ آیت مذکورہ میں فرمایا گیا کہ جو لوگ غرور وتکبر کی روش اختیار کرتے ہیں اور اپنی بڑائی کے گھمنڈ میں مست رہتے ہیں اور انبیاء کی اطاعت کرنے میں اپنی ہتک محسوس کرتے ہیں تو ایسے لوگوں کو کتاب الٰہی سمجھنے کی توفیق سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ یہ متکبرین اگرچہ ہزار دلیلیں سنتے ہیں اور بے شمار معجزے دیکھتے ہیں لیکن ایمان نہیں لاتے۔ نیکی اور ہدایت کی راہ پر چلنے کے لیے کہا جائے تو ان کا دل ڈوب جاتا ہے اندھیروں اور تاریکیوں سے گھری ہوئی راہ پر چلنے کے لیے بڑے بے تاب نظر آتے ہیں۔ فرمایا گیا کہ آیاتِ الٰہی کی تکذیب اور ان کی طرف سے دانستہ غفلت اور بے پروائی انسان کی ابدی شقاوت کا باعث بن جاتی ہے۔

﴿وَاكْتُبْ لَنَا فِي هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَآ اِلَيْكَ قَالَ عَذَابِيْٓ اُصِيْبُ بِهٖ مَنْ اَشَآءُ وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ۝﴾ [پارہ ۹، سورۃ الاعراف: ۱۵۶]

''اور ہمارے لیے اس دنیا میں بھلائی لکھ اور آخرت میں بے شک ہم تیری طرف رجوع کرتے ہیں۔ فرمایا میرا عذاب میں جسے چاہوں دوں اور میری رحمت ہر چیز کو گھیرے ہے۔ تو عنقریب میں نعمتوں کو ان کے لیے لکھ دوں گا جو

Marfat.com

ڈرتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔"

تشریح: ...... یہ آیت اللہ تعالیٰ کی لامحدود رحمت سے متعلق ہے۔ اسی ذاتِ رحیمی و کریمی کی رحمت لامحدود اور بے کنار ہے کہ دنیا میں نیک اور بد، فاسق اور مومن فیض یاب ہو رہے ہیں۔ اس کی رحمت سب پر حاوی ہے۔ انسانی روح اس کی لامتناہی اور لامحدود رحمت کا اندازہ ہی نہیں کر سکتی ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ کی رحمت کے سو حصے ہیں اور فقط رحمت کا ایک حصہ دنیا میں آیا ہے جس کی وجہ سے مخلوق ایک دوسرے سے اور وحشی جانور اپنے بچوں سے پیار کرتے ہیں۔ [1] مزید فرمایا کہ دنیا میں جو لوگ بن دیکھے مجھ سے ڈرتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں اور آیات پر ایمان لاتے ہیں ان پر میری رحمت ضرور ہوگی۔

﴿وَ قَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ يَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ۝﴾ [پارہ ۹، سورۃ الانفال: ۳۹]

"اور تم ان سے اس حد تک لڑو کہ کوئی فساد باقی نہ رہے اور سارا دین اللہ ہی کا ہو جائے۔ اگر پھر وہ باز رہیں تو اللہ ان کے کام دیکھ رہا ہے۔"

تشریح: ...... یہ آیت جہاد سے متعلق ہے۔ فرمایا گیا کہ اے ایمان والو تم ان کافروں سے جنگ کرو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور پورے کا پورا دین اللہ کے لیے ہو جائے۔ اس آیت سے دو مفہوم نکلتے ہیں پہلا یہ کہ اس وقت تک جنگ جاری رکھی جائے یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دوسرا یہ کہ دین بالکل اللہ کے لیے ہو جائے۔ یعنی تم جنگ جاری رکھو تا کہ حکومت و فرماں روائی اللہ کی ہو جائے۔ یہی ایک اخلاقی مقصد ہے جس کے لیے لڑنا اہل ایمان کے لیے جائز بلکہ فرض ہے۔ اللہ کے سوا اہل ایمان کے لیے جائز نہیں کہ جنگ میں کسی طرح کا حصہ لیں۔

﴿وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَ لِلرَّسُوْلِ وَ لِذِی الْقُرْبٰى وَ الْیَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِیْنِ وَ ابْنِ السَّبِیْلِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَ مَاۤ اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا یَوْمَ الْفُرْقَانِ یَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ وَ اللّٰهُ عَلٰى

[1] صحیح بخاری، ابن ماجہ.

Marfat.com

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ○﴾ [پاره ۱۰، سورة الانفال: ٤١]

''اور جان لو کہ جو کچھ غنیمت لو تو اس کا پانچواں حصہ خاص اللہ اور رسول و قرابت والوں اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں کا ہے۔ اگر تم ایمان لائے ہو اللہ پر اور اس پر جو ہم نے اپنے بندے پر فیصلہ کے دن اتارا جس دن دونوں فوجیں ملی تھیں اور اللہ سب کچھ کر سکتا ہے۔''

تشریح: ...... یہ آیت مالِ غنیمت کے بارے میں ہے۔ غنیمت سے مراد وہ مال ہے جو کافروں پر فتح و غلبہ حاصل کرنے کے بعد ملے۔ آیت سے پہلے یہ مال حلال نہ تھا۔ مگر اس امت کے لیے یہ مال حلال کر دیا گیا۔ جو مال جنگ کے بغیر مثلاً صلح سے ملے تو اسے ''فے'' کہا جاتا ہے۔ اللہ کے کام کا حصہ تو بطور تبرک آیا ہے وہ تو ہر چیز کا مالک ہے اور حکم ہی اس کا چلتا ہے۔ اللہ اور اس کے رسول کے حصہ سے مراد ایک ہی ہے۔ فرمانِ خدا ہے کہ غنیمت کے پانچ حصے کر دیئے جائیں۔ چار حصے ان مجاہدوں میں تقسیم کر دیئے جائیں جنہوں نے جنگ میں حصہ لیا ان میں سے ایک حصہ پیادے کو اور تین حصے سوار کو دیئے جائیں۔ پانچواں حصہ جسے خمس کہتے ہیں اس کے بھی پانچ حصے کر دیئے جائیں۔ ایک حصہ رسول اکرم ﷺ (آپ یہ حصہ بھی مسلمانوں پر خرچ کر دیتے تھے) باقی چار حصے قرابت داری، یتیم، مسکین اور مسافر کے لیے رکھے جائیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ مالِ غنیمت کے بارے میں جو احکام تمہیں دیئے جا رہے ہیں۔ اگر تمہارے دلوں میں نورِ ایمان ہے تو ان پر عمل کرنا ہوگا۔ اس میں من مانی کرنے والی کوئی بات نہیں ہے۔ یہ دربارِ مصطفوی ﷺ کی برکت تھی کہ یہی وہ اخلاقی بلندی تھی کہ کسی کے دل میں خیانت کا خیال تک نہ آیا۔ یہ اہل عرب کی دیانت و ذمہ داری کا احساس تھا کہ جس نے انہیں دنیا کا امام بنا دیا۔ فرقان سے مراد ہے حق و باطل کے درمیان تمیز کرنے والا۔ یومِ فرقان سے مراد بدر کا دن ہے جس روز شکوک کے بادل چھٹ گئے اور حق اپنی جلوہ افشانی کے ساتھ جلوہ گر ہو گیا۔ ۱۷ رمضان المبارک مسلمانوں اور کفار کی افواج بدر کے میدان میں ٹکرائیں اور باطل پاش پاش ہو گیا۔ آخر میں ارشادِ خداوندی ہے کہ اللہ ہر

Marfat.com

چیز پر قادر ہے...... غلبہ و شکست، تخت یا تختہ، بلندی و پستی، عزت و بے عزتی، امارت و غربت، ہدایت و گمراہی اسی کے ہاتھ میں ہے۔ یعنی ہر طریقہ، ہر طور اور ہر طرح سے پوری قوت و عظمت اور جاہ و جلال سے قادر ہے۔

﴿وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَ هَاجَرُوْا وَ جٰهَدُوْا مَعَكُمْ فَاُولٰٓئِكَ مِنْكُمْ وَ اُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ۠﴾ [پارہ ۱۰، سورۃ الانفال: ۷۵]

''اور جو بعد کو ایمان لائے اور ہجرت کی اور تمہارے ساتھ جہاد کیا وہ بھی تمہی میں سے ہیں اور رشتہ والے ایک دوسرے سے زیادہ نزدیک ہیں اللہ کی کتاب میں۔ بے شک اللہ سب کچھ جانتا ہے۔''

تشریح: ......اس آیت کریمہ میں اخوت یا حلف کی بنا پر جو حصہ دار بنتے تھے اس کو منسوخ کر دیا گیا۔ اب وارث صرف وہی ہوں گے جو نسبی اور سسرالی رشتوں سے منسلک ہوں گے۔ اللہ کے حکم سے مراد لوحِ محفوظ ہے۔ اصل حکم یہی تھا لیکن اخوت کی بنا پر ایک دوسرے کا وارث بنا دیا۔ جواب ضرورت پوری ہونے پر غیر ضروری ہو گیا اور اصل حکم نافذ کر دیا گیا۔

﴿اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا وَّ يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَ لَا تَضُرُّوْهُ شَيْـًٔا وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۠﴾ [پارہ ۱۰، سورۃ التوبۃ: ۳۹]

''اگر نہ کوچ کرو گے تو تمہیں سخت سزا دے گا اور تمہاری جگہ اور لوگ لے آئے گا اور تم اس کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے اور اللہ سب کچھ کر سکتا ہے۔''

تشریح: ......اس آیت قرآنی میں جنگ تبوک کا ذکر ہے جو حقیقت میں لڑی نہیں گئی۔ اسلام کے مخالفین مسلمانوں کے عزم و صبر اور رعب سے خوف زدہ ہو کر بھاگ گئے۔ اسے غزوہ تبوک کہا جاتا ہے۔ کیونکہ اس اسلامی فوج کے سپہ سالار رسول اکرم ﷺ تھے۔ روم کے عیسائی بادشاہ ہرقل کے بارے میں مسلمانوں کو اطلاع ملی کہ وہ ان کے خلاف لڑائی کی تیاری کر رہا ہے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے بھی مجاہدین کو جنگ کی تیاری کا حکم دے دیا۔

Marfat.com

یہ شوال ۹ ہجری کا واقعہ ہے۔ موسم سخت گرم اور سفر بہت لمبا تھا۔ جب عیسائی افواج نے سامنا نہ کیا تو واپس آ گئے۔ اس جنگ کو جیش العسرہ ہی کہا جاتا ہے۔ کیونکہ اس لمبے سفر میں مسلمانوں کو بڑی دقتوں اور پریشانیوں سے گزرنا پڑا۔

ایسے سخت حالات میں بعض مسلمانوں اور منافقین پر جنگ کی تیاری اور محاذ کی طرف کوچ کرنے کا حکم گراں گزرا۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت مذکورہ میں اسی حالت کا اظہار کیا ہے۔ مسلمانوں کو سخت تنبیہ کی گئی ہے۔ ڈانٹ ڈپٹ کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے مددگار ہیں۔ اگر تم دوست نہ رہے تو خدا تمہیں ملیامیٹ کر کے اپنے رسول ﷺ کے ساتھی دوسرے لوگوں کو بنا دے گا جو تم جیسے نہ ہوں گے۔ تم اللہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ یہی نہیں کہ تم محاذ پر نہ جاؤ تو مجاہدین جہاد ہی نہ کر سکیں۔ اللہ کے پاس سب قدرتیں ہیں۔ وہ تمہارے بغیر بھی اپنے دشمنوں پر اپنے غلاموں کو غالب کر سکتا ہے۔ اس جنگ کے محاذ پر مجاہدین ۲۰ روز تک ملک شام کے قریب تبوک میں رکے رہے۔

﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ اِذْ هَدٰهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَّا يَتَّقُوْنَ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ﴾ [پارہ ۱۱، سورۃ التوبۃ: ۱۱۵]

"اور اللہ کی شان نہیں کہ کسی قوم کو ہدایت دے کر گمراہ فرمائے۔ جب تک انہیں صاف نہ بتا دے کہ کس چیز سے انہیں بچنا ہے۔ بے شک اللہ سب کچھ جانتا ہے۔"

تشریح:...... جب اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو مشرکین کے حق میں مغفرت کی دعا کرنے سے روکا تو بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنہوں نے ایسا کیا تھا یہ اندیشہ لاحق ہوا کہ ایسا کر کے انہوں نے گمراہی کا کام تو نہیں کیا؟ اس پر خداوند کریم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جب تک بچنے والوں کی وضاحت نہیں فرماتا اس وقت تک اس پر مواخذہ بھی نہیں فرماتا۔ نہ اسے گمراہی اور نہ ہی اسے گمراہ قرار دیتا ہے۔ البتہ جب انسان ان کاموں سے نہیں بچتا جن سے اسے روکا جا چکا تو پھر اللہ تعالیٰ اسے گمراہ کر دیتا ہے۔ اس لیے جن لوگوں نے اس حکم سے پہلے اپنے فوت شدہ مشترکہ رشتہ داروں کے لیے مغفرت کی دعائیں کی تھیں ان کا

Marfat.com

مواخذہ نہیں ہو گا۔ کیونکہ انہیں اس وقت علم ہی نہیں تھا۔ اللہ ہر چیز کا پورا پورا علم رکھتا ہے۔ اس کے احاطہ علم سے باہر کوئی شے نہیں ہے۔

﴿وَ مَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً فَلَوْ لَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَ لِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوْٓا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ۝﴾ [پارہ ۱۱، سورۃ التوبۃ: ۱۲۲]

''اور مسلمانوں سے یہ تو نہیں ہوسکتا کہ سب کے سب نکلیں، تو کیوں نہ ہو کہ ان کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کرسکیں اور واپس آ کر اپنی قوم کو ڈر سنائیں اس امید پر کہ وہ بچیں۔''

تشریح: ......اس آیت کریمہ میں دین کے اعلیٰ مقصد کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ مسلم آبادی کے وہ علاقے جو دینی اور علمی مرکزوں سے دور ہیں وہاں سے چند طالبانِ علم ان مرکزوں میں آئیں اور عالمانِ دین کی خدمت میں کچھ عرصہ رہ کر دین کی صحیح سمجھ پیدا کریں۔ دین میں تفقہ حاصل کرنے کا مطلب یہی ہے اور جب مرکز کی تعلیم و تربیت کی بنا پر ان میں بصیرت کا نور پیدا ہو جائے تو اپنے اپنے دور دراز علاقوں میں لوٹ جائیں۔ پھر وہاں کے رہنے والوں میں اسلام کے احکام کی تبلیغ کریں۔ تاکہ مسلم امت کے افراد دین کی روح سے واقف ہو جائیں کہ جہالت کے باعث مسلم معاشرہ میں اخلاقی اور اعتقادی بے اعتدالیاں نہ ہونے پائیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ بستی سے چند افراد دین کے علم کے حصول اور تبلیغ و اشاعت کے کام کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دیں۔ ان لوگوں کے حصولِ علم کا مقصد یہ ہونا چاہیے کہ وہ مرکزِ علم سے واپس آ کر اپنے علم اور عرفان کی شمع سے اجالا کر دیں۔

﴿هُنَالِكَ تَبْلُوْا كُلُّ نَفْسٍ مَّآ أَسْلَفَتْ وَ رُدُّوْٓا إِلَى اللّٰهِ مَوْلٰهُمُ الْحَقِّ وَ ضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ۝﴾ [پارہ ۱۱، سورۃ یونس: ۳۰]

''یہاں ہر جان جانچ لے گی جو آگے بھیجا اور اللہ کی طرف پھیرے جائیں گے جو ان کا سچا مولا ہے اور ان کی ساری بناوٹیں ان سے گم ہو جائیں گی۔''

Marfat.com

تشریح: ...... یہ آیت قیامت کے دن سے متعلق ہے۔ اس آیت مذکورہ میں ارشادِ ربانی ہے کہ قیامت کے دن ہر شخص کا حساب کتاب ہوگا۔ اچھا برا عمل جو بھی کیا ہے سامنے آ جائے گا۔ اس روز سارے بھید ظاہر ہو جائیں گے اور انسان کو اپنے اگلے پچھلے سارے گناہ ظاہر کر دینا پڑیں گے۔ قیامت کے دن ان کا اعمال نامہ سامنے لایا جائے گا اور کہا جائے گا کہ پڑھ کو اپنا اعمال نامہ اس وقت تم اپنا احتساب کرنے کے لیے کافی ہو۔ سب امور ہی خدا کی طرف پھیرے جائیں گے۔ چنانچہ وہ فیصلہ کر کے جنتیوں کو جنت اور دوزخیوں کو دوزخ کی طرف بھیجے گا۔ اب ان گمراہوں نے اپنی طرف سے جو جھوٹ موٹ کے معبود بنا رکھے تھے سب کے سب ہوا کی طرح اڑ جائیں گے۔

﴿وَ لِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ فَاِذَا جَآءَ رَسُوْلُهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَ هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ﴾ [پارہ ۱۱، سورۃ یونس: ۴۷]

"اور ہر امت میں ایک رسول ہوا جب ان کا رسول ان کے پاس آتا ان پر انصاف کا فیصلہ کر دیا اور ان پر ظلم نہ ہوتا۔"

تشریح: ......اس آیت کا تعلق روزِ حشر سے ہے۔ ارشادِ خدا ہے کہ ہر امت میں تبلیغ کا فریضہ ادا کرنے کے لیے ایک رسول بھیجا گیا۔ قیامت کے دن ہر امت جب خدا کی بارگاہ میں پیش ہوگی تو اس امت میں بھیجا گیا رسول بھی ساتھ ہوگا۔ سب کے اعمال نامے بھی پیش ہوں گے اور فرشتے بطور گواہ پیش ہوں گے۔ جنہیں ان پر نگران مقرر کیا گیا تھا۔ یکے بعد دیگرے ہر امت پیش ہوگی۔ ہر امت اور رسول کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا جائے گا۔

﴿وَ لَوْ اَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا فِي الْاَرْضِ لَافْتَدَتْ بِهٖ وَ اَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ وَ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَ هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ﴾ [پارہ ۱۱، سورۃ یونس: ۵۴]

"اگر ہر ظالم جان زمین میں جو کچھ ہے سب کی مالک ہوتی۔ ضرور اپنی جان چھڑانے میں دیتی اور دل میں چپکے چپکے پشیمان ہوئے جب عذاب دیکھا اور ان

Marfat.com

میں انصاف سے فیصلہ کر دیا گیا اور ان پر ظلم نہ ہوگا۔"

تشریح: ...... جب قیامت قائم ہوگی تو یہ کافر لوگ چاہیں گے کہ زمین بھر سونا دے کر عذاب سے چھٹکارا پالیں لیکن یہ نہ ہو سکے گا۔ عذاب سے بچاؤ کی کوئی صورت نہ ہوگی۔ لہٰذا جب عذاب دیکھیں گے تو ایک خاموش ندامت سے دوچار رہیں گے۔ لیکن جو کچھ بھی ان سے برتاؤ ہوگا انصاف کے ساتھ ہوگا۔ ذرہ بھر زیادتی نہیں ہوگی۔

﴿إِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ٥﴾

[پارہ ۱۱، سورة هود: ٤]

"تمہیں اللہ کی طرف پھرنا ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔"

تشریح: ......اس آیت کا مطلب انسان کی اپنے خدا کی طرف بازگشت ہے۔ فرمانِ خداوندی ہے: اے لوگو! تمہاری بازگشت خدا کی طرف ہے۔ وہ اپنے اولیاء پر احسان کرنے اور اعداء کو سزا دینے پر قادر ہے۔ گویا نیکی کی جزا اور بدی کی سزا پر قادر ہے۔ وہ ذاتِ خداوندی پوری قوت وحشمت کے ساتھ ہر امر پر غالب ہے۔

﴿وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا كُلٌّ فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ٥﴾ [پارہ ۲۱، سورة هود: ٦]

"اور زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمہ کرم پر نہ ہو اور جانتا ہے کہ کہاں ٹھہرے گا اور کہاں سپرد ہوگا۔ سب کچھ ایک صاف بیان کرنے والی کتاب میں ہے۔"

تشریح: ......ارشاد خداوندی ہے کہ تم جانتے ہو کہ دنیا میں ان گنت اقسام کے جانور ہیں اور ہر قسم کے اتنے افراد ہیں کہ ان کا شمار کسی کے بس میں نہیں۔ وہ کون سی ذات ہے جو چیونٹی سے لے کر ہاتھی تک، مولے سے لے کر شاہباز تک، مینڈک اور جھینگے سے مگرمچھ تک ہر جاندار کو اس کی مخصوص غذا مطلوبہ مقدار میں بلا ناغہ بہم پہنچا رہا ہے۔ کسی کی مجال ہے کہ وہ یہ ذمہ داری اٹھا سکے۔ صرف اللہ تعالیٰ کی ذاتِ گرامی ہے کہ جس کا لنگر خانہ ہر وقت کھلا

Marfat.com

ہوا ہے جس کے کرم کا دستر خوان بچھا ہوا ہے۔ ہر ایک جاندار کو اس کی خوراک بروقت مہیا کر دی جاتی ہے۔ یہ اس نے اپنے ذمہ کرم پر لیا ہوا ہے کہ وہ ہر ایک کی ضرورت کا انتظام خود فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہر جاندار کا ٹھکانہ جانتا ہے اور اس کی آرام گاہ کو بھی۔ یہ اسے معلوم ہے کہ مرنے کے بعد وہ کہاں دفن ہوگا۔ ہر ایک چیز کا بیان کھلی اور روشن کتاب میں موجود ہے۔

﴿فَلَعَلَّكَ تَارِكٌۢ بَعْضَ مَا يُوْحٰۤى اِلَيْكَ وَ ضَآئِقٌۢ بِهٖ صَدْرُكَ اَنْ يَّقُوْلُوْا لَوْ لَاۤ اُنْزِلَ عَلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ جَآءَ مَعَهٗ مَلَكٌ اِنَّمَاۤ اَنْتَ نَذِيْرٌ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ۝﴾ [پارہ ۲۱، سورۃ ھود: ۱۲]

”تو کیا جو وحی تمہاری طرف ہوتی ہے اس میں سے کچھ تم چھوڑ دو گے اور اس پر دل تنگ ہو گے اس بنا پر کہ وہ کہتے ہیں ان کے ساتھ کوئی خزانہ کیوں نہ اترا یا ان کے ساتھ کوئی فرشتہ آتا۔ تم تو ڈر سنانے والے ہو اور اللہ ہر چیز پر محافظ ہے۔“

تشریح: ...... مکہ کے لوگ تمام عرب پر اپنے مذہبی اقتدار، اپنی دولت و تجارت اور اپنے سیاسی دبدبے کی وجہ سے چھائے ہوئے تھے۔ ان کے اس انتہائی عروج کے دور میں رسول اکرم ﷺ نے ان کی گمراہی، بت پرستی اور دیگر غیر پسندیدہ حرکات پر ٹوکا اور توحید کا درس دیا۔ اللہ کی طرف سے دیئے گئے مذہب حق اور نظام صالح کی بات کی۔ آپ کے حق کے راستے کو ہر طرح روکنے کی کوششیں کی گئیں۔ آپ پر ظلم و ستم کیا گیا۔ جھوٹے الزامات لگائے گئے۔ مذاق اڑایا گیا۔ پھبتیاں کسی گئیں اور ٹھٹھے لگا کر ان کی باتوں کو ہوا میں اڑایا گیا۔

کفار مکہ آپ ﷺ سے کہتے کہ جو قرآن ہمیں پڑھ کر سناتے ہیں اس میں ہمارے خداؤں کو بہت برا بھلا کہا گیا ہے۔ اس لیے ہم قرآن کو نہیں مانتے۔ ہاں ایسا قرآن لاؤ جس میں ہمارے بتوں کی تکذیب نہ کی گئی ہو تو ہم آپ پر ایمان لا سکتے ہیں۔ یہ بھی اعتراض کیا گیا کہ آپ سچے نبی ہوتے تو آپ کے پاس سونے چاندی اور لعل و جواہرات کے خزانے ہوتے جنہیں لوگوں میں تقسیم کرتے اور لوگ آپ ﷺ کی بات بھی مانتے۔ یا آپ کے ہمراہ کوئی فرشتہ ہوتا جو لوگوں کو آپ کی بات کی صداقت کا یقین دلاتا۔ جو آپ ﷺ کی

Marfat.com

بات ماننے سے انکار کرتا تو اس کی گردن مروڑ کر توڑ دیتا۔ دو چار کے ساتھ ایسا سلوک ہوتا تو کسی کو آپ ﷺ کی دعوت ردّ کرنے کی جرأت نہ ہوتی۔ آپ کے پاس دینے کو کچھ نہیں۔ لہٰذا لوگ آپ کا مذاق اڑاتے ہیں۔ راستے میں کانٹے پھینکتے ہیں۔ ان حالات میں کسی کو آپ کی اطاعت کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ ان حالات میں آپ ﷺ کی دل شکنی ہوتی اور آپ ﷺ تنگ دل ہو جاتے مگر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو حوصلہ دیا اور ہمت بندھائی یہ بھی فرمایا کہ اے میرے محبوب یہ کیسے ممکن ہے کہ ان کفار کی رضا جوئی کے لیے کتاب میں ردّ و بدل کر دیں، یا دولت کی کمی یا فرشتوں کے ہمراہ نہ ہونے کی وجہ سے دل گرفتگی محسوس کریں آپ ایسا ہرگز نہیں کریں گے۔ بلکہ جو قرآن آپ ﷺ کی طرف نازل کیا گیا ہے اسے جوں کا توں پہنچا دیں۔ آپ دل شکن نہ ہوں کوئی مانے یا نہ مانے۔ آپ ﷺ کا فرض انہیں عذاب الٰہی سے آگاہ کر دینا ہے۔ آپ ﷺ انہیں اصل حقائق پہچاننے والے اور ڈرانے والے ہیں۔ ہر چیز کا نگہبان اللہ ہے سب معاملات اسی ذاتِ اقدس کے حوالے ہیں۔

﴿فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ مَّا أُرْسِلْتُ بِهِ إِلَيْكُمْ وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّي قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّونَهُ شَيْئًا إِنَّ رَبِّي عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَفِيظٌ ۝﴾

[پاره ۱۱، سورة هود: ۵۷]

"پھر اگر تم منہ پھیرو تو میں تمہیں پہنچا چکا جو تمہاری طرف لے کر بھیجا گیا اور میرا رب تمہاری جگہ اوروں کو لے آئے گا اور تم اس کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے۔ بے شک میرا رب ہر شے پر نگہبان ہے۔"

تشریح: ...... حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا کہ میں اپنا کام کر چکا یعنی تمہیں خدا کا پیغام پہنچا چکا ہوں۔ اس کے بعد میری ذمہ داری ختم ہو گئی اور تم پر حجت تمام ہو گئی۔ اگر تم راہ حق سے منہ موڑو گے تو خدا میں قدرت ہے کہ وہ تمہاری جگہ ایسی قوم لے آئے جو اس کی توحید کو مانے۔ تم اللہ تعالیٰ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ اسے تمہاری کوئی پروا نہیں ہے۔ تمہارا کفر اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ بلکہ اس کا وبال تم پر ہی پڑے گا۔ میرا خدا مجھے

Marfat.com

تمہارے مکروفریب سے محفوظ رکھے گا اور شیطانی چالوں سے بچائے گا۔ میرا رب بندوں پر شاہد ہے۔ ان کے اقوال وافعال اس کی نظر میں ہیں۔

﴿وَ تِلْكَ عَادٌ جَحَدُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَ عَصَوْا رُسُلَهٗ وَ اتَّبَعُوْٓا اَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ۝﴾ [پارہ ۱۱، سورۃ ھود: ۵۹]

''اور یہ عاد ہیں کہ اپنے رب کی آیتوں سے منکر ہوئے اور اس کے رسول کی نافرمانی کی اور ہر بڑے سرکش ہٹ دھرم کے کہنے پر چلے۔''

تشریح: ......قومِ عاد کی طرف حضرت ہود علیہ السلام ہی بھیجے گئے تھے۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انہوں نے اللہ کے رسولوں کی نافرمانی کی۔ اس سے یہ واضح کرنا مقصود ہے کہ ایک رسول کی تکذیب یا نافرمانی گویا تمام رسولوں کی تکذیب ہے کیونکہ تمام رسولوں پر ایمان لانا ضروری ہے۔ یا مطلب یہ ہے کہ یہ قوم اپنے کفر وانکار میں اتنی بڑھ چکی تھی کہ حضرت ہود علیہ السلام کے بعد اگر ہم اس قوم میں متعدد رسول بھی بھیجتے تو یہ قوم ان سب کی تکذیب ہی کرتی اور اس سے قطعاً یہ امید نہیں تھی کہ وہ کسی رسول پر ایمان لے آتی، اس قوم نے اللہ کے نبیوں کی تو تکذیب کی لیکن اس کے برعکس سرکش اور نافرمانوں کی پیروی کی۔

﴿وَ اِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ اَعْمَالَهُمْ اِنَّهٗ بِمَا يَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ۝﴾

[پارہ ۱۱، سورۃ ھود: ۱۱۱]

''اور بے شک جتنے ہیں ایک ایک کو تمہارا رب اس کا عمل پورا بھر دے گا اسے ان کے کاموں کی خبر ہے۔''

تشریح: ......اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ قیامت کے دن وہ سب کو جمع کرے گا اور ان کے کیے ہوئے اعمال کا بدلہ دے گا۔ کوئی ایسا انسان نہیں ہوگا جو اس کے سامنے پیش نہ ہو۔ زمین اپنے تمام بوجھوں کو نکال باہر کرے گی۔ حساب کتاب سے کوئی نہیں بچ سکے گا۔ خدا کے آگے پیش ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کے اعمال سے پوری طرح باخبر اور آگاہ ہے۔

﴿وَ كُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ وَ جَآءَكَ

Marfat.com

فِیْ هٰذِهِ الْحَقُّ وَ مَوْعِظَةٌ وَّ ذِكْرٰی لِلْمُؤْمِنِیْنَ○﴾

[پارہ ۱۱، سورۃ ھود: ۱۲۰]

''اور سب کچھ ہم تمہیں رسولوں کی خبریں سناتے ہیں جس سے تمہارا دل ٹھہرائیں اور اس سورت میں تمہارے پاس حق آیا اور مسلمانوں پند و نصیحت۔''

تشریح: ......جس وقت اس سورت کا نزول ہوا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ بڑے صبر آزما ایام سے گزر رہے تھے۔ کفار کی سختیاں اور غیظ و غضب جوبن پر تھا۔ اسلام کے عروج اور ترقی نے انہیں آتش زیرپا کر دیا تھا۔ وہ اسلام کی شمع کو بجھانے کے لیے ہر امکانی کوشش میں لگ گئے۔ غریب مسلمانوں پر مصائب کے پہاڑ توڑے جا رہے تھے۔ جناب رسالت مآب حضور اکرم ﷺ کی حوصلہ شکنی اور دل آزاری کے لیے ہر حربہ استعمال کیا جا رہا تھا۔ ظاہری نگاہوں پر یاس و قنوط چھا گیا تھا۔ امید کی کوئی کرن دکھائی نہ دیتی تھی۔ ایسے حالات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پاک ﷺ کو انبیاء اور رسولوں کے واقعات سنائے۔ یہ سب اس لیے کیا گیا تاکہ آپ ﷺ کا قلب مبارک چین پائے اور مستحکم و مضبوط رہے۔ علاوہ ازیں آپ کے غلاموں کو بھی تسکین و اطمینان کی دولت نصیب ہو۔

﴿وَ لِلّٰهِ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اِلَیْهِ یُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ وَ تَوَكَّلْ عَلَیْهِ وَ مَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ○﴾

[پارہ ۱۱، سورۃ ھود: ۱۲۳]

''اور اللہ ہی کے لیے ہیں آسمانوں اور زمین کے غیب اور اسی کی طرف سب کاموں کی رجوع ہے۔ تو اس کی بندگی کرو اور اس پر بھروسہ رکھو اور تمہارا رب تمہارے کاموں سے غافل نہیں۔''

تشریح: ......آسمان اور زمین کے سارے غیب اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ وہی خدائے تعالیٰ عزوجل ہے جس کی سب کو عبادت کرنی چاہیے اور اسی پر بھروسہ رکھنا چاہیے۔ جو بھی اس کی ذات پر بھروسہ رکھے اس کے لیے کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ مخلوق کے کسی عمل سے غافل نہیں ہے۔

Marfat.com

﴿لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ مَا كَانَ حَدِيْثًا يُّفْتَرٰى وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ۝﴾ [پارہ ۱۳، سورۃ یوسف: ۱۱۱]

''بے شک ان کی خبروں سے عقل مندوں کی آنکھیں کھلتی ہیں یہ کوئی بناوٹ کی بات نہیں لیکن اپنوں سے اگلے کاموں کی تصدیق ہے اور ہر چیز کا مفصل بیان اور مسلمانوں کے لیے ہدایت اور رحمت۔''

تشریح: ......قرآن میں نبیوں کے واقعات، مسلمانوں کی نجات اور کافروں کی ہلاکت کے لیے بڑی عبرت والے قصے ہیں۔ قرآن پاک بناوٹی نہیں بلکہ اگلی آسمانی کتابوں کی سچائی کی دلیل ہے ان میں جو حقیقی باتیں ہیں وہ خدا کی ہیں۔ قرآن ان کی تصدیق کرتا ہے۔ جو تحریف اور تبدیلی ہوئی ہے اسے چھانٹ دیتا ہے۔ جو باتیں ان کی باقی رکھنے والی تھیں اور جو احکام منسوخ ہو گئے انہیں بیان کرتا ہے۔ ہدایت حلال وحرام محبوب ومکروہ کو کھول کھول کر بیان کرتا ہے۔ طاعات و واجبات، مستحبات اور مکروہات کو واضح کرتا ہے۔ اجمالی اور تفصیلی خبریں دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفات بیان کرتا ہے۔ اور بندوں نے خالق کے بارے میں جو غلطیاں کی ہیں اور الجھنیں پیدا کی ہیں ان کو یہ آیت کھول کر بیان کرتی ہے۔ نیز یہ سراپا ہدایت ورحمت ہے اس قوم کے لیے جو اس کو اللہ تعالیٰ کا کلام مانے۔

﴿وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ۝﴾ [پارہ ۱۳، سورۃ الرعد: ۷]

''اور کافر کہتے ہیں ان پر ان کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہیں اتری۔ تم تو ڈر سنانے والے اور ہر قوم کے ہادی۔''

تشریح: ......اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو حالات وضروریات کے تحت اور اپنی مشیت و مصلحت کے تقاضوں کے مطابق کچھ نشانیاں اور معجزات عطا فرمائے۔ لیکن کافر اپنے حسب منشا نشانیاں مانگتے۔ نشانی سے کافروں کی مراد ایسی نشانی تھی جسے دیکھ کر انہیں یقین آ جائے

Marfat.com

کہ رسول اکرم ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ وہ آپ کی سیرت پاک سے سبق لینے کے لیے تیار نہ تھے۔ وہ آپ کے زبردست اخلاقی انقلاب سے بھی کچھ حاصل نہ کرنا چاہتے تھے۔ وہ معقول دلائل پر بھی غور کرنے کے لیے تیار نہ تھے جو قرآن نے ان کے مشرکانہ مذہب اور اوہام جاہلیت کو رد کرنے کے لیے پیش کیے تھے۔ ان سب چیزوں کو چھوڑ کر وہ چاہتے تھے کہ کوئی ایسا کرشمہ دکھایا جائے جس کی بنا پر وہ محبوب خدا رسول پاک ﷺ کی رسالت کو جانچ اور پرکھ سکیں مثلاً وہ رسول خدا ﷺ سے کہتے کہ کوہ صفا کو سونے کا بنا دیا جائے، یا پہاڑوں کی جگہ سبزہ پیدا ہو جائے اور نہریں بن جائیں۔ آیت مذکورہ میں خداوند تعالیٰ نے کفار کے مطالبے کا مختصر سا جواب دیا ہے جو براہ راست ان کو دیئے جنے کی بجائے اپنے پیغمبر ﷺ کو خطاب کر کے دیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اے نبی ﷺ تم اس فکر میں نہ پڑو کہ ان لوگوں کو مطمئن کرنے کے لیے کون سا کرشمہ دکھایا جائے تمہارا کام ہر ایک کو مطمئن کر دینا نہیں بلکہ تمہارا کام غفلت میں پڑے لوگوں کو چونکانا اور برے انجام سے باخبر کرنا ہے۔ ہم نے یہ خدمت ہر زمانے میں، ہر قوم میں ایک نہ ایک ہادی مقرر کر کے لی ہے۔ اب تم سے بھی خدمت لے رہے ہیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کفار کے مطالبے سے رخ پھیر کر انہیں متنبہ کرتا ہے کہ تمہارا واسطہ ایک ایسے خدا سے ہے جو زندگی بھر تمہاری ایک ایک حرکت پر نظر رکھتا ہے۔ اس کے ہاں تمہاری قسمتوں کا فیصلہ ٹھیٹھ عدل اور انصاف کے ساتھ ہوتا ہے۔ زمین آسمان میں کوئی ایسی طاقت نہیں جو اس کے فیصلوں پر اثر انداز ہو سکے۔

﴿اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَ مَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَ مَا تَزْدَادُ وَ كُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ۝﴾ [پارہ ۱۳، سورۃ الرعد: ۸]

"اللہ جانتا ہے جو ہر مادہ اٹھائے ہوئے ہے اور جو کچھ رحم کم کرتے ہیں اور جو زیادہ کرتے ہیں اور ہر چیز اس کے ہاں ایک اندازے سے ہے۔"

تشریح:...... اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کا غیب جاننے والا ہے اس کے علم سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے۔ تمام مادائیں (مادہ کی جمع) انسان ہوں یا حیوان ان کے پیٹ کے بچوں کا

Marfat.com

اور ان کے حمل کا خدا کو پورا پورا علم ہے۔ نر ہے یا مادہ، نیک ہے یا بد، خوبصورت ہے یا بدصورت، لمبی عمر یا چھوٹی عمر ہے۔ ان چیزوں کا علم سوائے خدائے پاک کے اور کسی کو ہرگز نہیں۔ اس کے پاس ہر چیز کا اندازہ صحیح صحیح ہے۔

﴿قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ قُلِ اللّٰهُ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِیَآءَ لَا یَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الْاَعْمٰى وَ الْبَصِیْرُ اَمْ هَلْ تَسْتَوِی الظُّلُمٰتُ وَ النُّوْرُ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَیْهِمْ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ وَّ هُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ۝﴾ [پارہ ۱۳، سورۃ الرعد: ۱۶]

”تم فرماؤ کون رب ہے آسمانوں اور زمین کا تم خود ہی فرماؤ اللہ۔ تم فرماؤ تو کیا اس کے سوا تم نے وہ حمایتی بنا لیے ہیں جو اپنا بھلا برا نہیں کر سکتے۔ تم فرماؤ کیا برابر ہو جائیں گے اندھا اور بینا۔ یا کیا برابر ہو جائیں گی اندھیریاں اور اجالا۔ کیا اللہ کے لیے ایسے شریک ٹھہراتے ہو جنہوں نے اللہ کی طرح کچھ بنایا تو انہیں ان کا اور اس کا بنانا ایک سا معلوم ہوا۔ تم فرماؤ اللہ ہر چیز کا بنانے والا ہے اور وہ اکیلا سب پر غالب ہے۔“

تشریح:...... یہ آیت کریمہ خدائے وحدہٗ لاشریک کی وحدانیت کو اس کی قدرتِ کاملہ اور حکمتِ بالغہ کی صفتوں کے ساتھ بیان کرتی ہے۔ ان گنت دلیلوں اور بے شمار شواہد کے باوجود بھی کفار بتوں کو خدا کا شریک ٹھہرانے اور اپنا معبود بنانے سے باز نہیں آتے تھے۔ اس آیت کے مطابق اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ سے فرمایا کہ اے میرے رسول ﷺ کہ ان کفار سے پوچھو کہ زمین و آسمان کا خالق اور پروردگار کون ہے۔ اگر وہ اس سوال کا جواب دینے میں پس و پیش کریں تو آپ ﷺ خود ہی فرما دیجیے۔ اللہ جب آپ ﷺ کے پوچھنے پر کفار جواب نہ دے سکے بلکہ خاموشی اختیار کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ زمین و آسمان کا خالق اللہ ہے۔ خدا نے اپنے پیارے نبی ﷺ سے فرمایا کہ آپ ﷺ ان سے

Marfat.com

پوچھیں کہ جب زمین و آسمان کا خالق اور پروردگار اللہ ہے تو پھر تم ان بے بس اور بے اختیار معبودوں کو اللہ کا شریک کیوں ٹھہراتے ہو جو تمہیں نفع نہیں دے سکتے اور ضرر نہیں پہنچا سکتے وہ تمہارے کس کام کے۔ ذرا سوچو تو تم کدھر جا رہے ہو۔

اندھا وہ شخص ہے جو کائنات میں ہر طرف اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے بکھرے ہوئے نہیں دیکھ سکتا۔ جلوے اور مناظر بکھرے ہوئے ہیں۔ اس کے برعکس آنکھ والا وہ ہے جو ہر طرف ذرے ذرے، پتے پتے اور پھول پھول میں خدا کی ذات کی نشانیاں دیکھ رہا ہے۔

روشنی سے مراد علم حق کی وہ روشنی ہے جس سے رسول پاک ﷺ اور ان کے متبعین مستفید ہوتے تھے تاریکی سے مراد وہ جہالت ہے جن میں منکرین اسلام بھٹک رہے تھے۔ مطلب یہ کہ روشنی والے صراطِ مستقیم پر ہیں اور ہدایت یافتہ ہیں۔ تاریکی والے گمراہ اور بھٹکے ہوئے ہیں۔

اگر دنیا میں کچھ چیزیں اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہوتیں اور کچھ دوسروں کی تخلیق کردہ ہوتیں تو یہ معلوم کرنا مشکل ہوتا کہ خدا کا تخلیقی کام کون سا ہے اور دوسروں کا کون سا۔ اس بنیاد پر شرک کی کوئی خاص وجہ ہو سکتی تھی۔ لیکن جب یہ مشرکین مانتے ہیں اور اقرار کرتے ہیں کہ ان کے معبودوں میں سے کسی نے بھی ایک تنکا اور بال تک ہی پیدا نہیں کیا۔ انہیں جب خود تسلیم ہے کہ ان جعلی خداؤں نے کچھ بھی پیدا نہیں کیا تو پھر یہ حقیقی خدا خالق کے اختیارات اور اس کے حقوق میں کس طرح شریک ٹھہرائے جا سکتے ہیں۔

اس آیت میں قہار کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ جس کے معنی ہیں وہ تنہا جو اپنے زور سے سب پر حکم چلائے اور سب کو مغلوب کر کے رکھے۔ یہ بات واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کا خالق ہے۔ مشرکین اس حقیقتِ صریحہ کو مانتے ہیں جس سے انہوں نے کبھی انکار نہیں کیا۔ دوسری بات کہ اللہ تعالیٰ یکتا اور قہار ہے۔ اس تسلیم شدہ حقیقت کا لازمی نتیجہ ہے جس سے انکار ممکن ہی نہیں۔ پہلی حقیقت کو مان لینے کے بعد کسی صاحبِ شعور کے لیے ممکن ہی نہیں کہ وہ اس سے انکار کرے کہ جو ہر چیز کا خالق ہے وہ لامحالہ یکتا و یگانہ ہے۔ اللہ کے سوا ہر چیز اس کی مخلوق ہے۔ بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ کوئی مخلوق اپنے خالق کی ذات یا صفات یا اختیارات یا

Marfat.com

حقوق میں اس کی شریک ہو۔ اسی طرح وہ لامحالہ قہار بھی ہے۔ کیونکہ مخلوق کا اپنے خالق سے مغلوب ہو کر رہنا عین تصویرِ مخلوقیت میں شامل ہے۔ اگر خالق کو غلبہ کامل حاصل نہ ہو تو وہ خُلق کیسے کر سکتا ہے۔

﴿اَفَمَنْ هُوَ قَآئِمٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ قُلْ سَمُّوْهُمْ اَمْ تُنَبِّئُوْنَهٗ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي الْاَرْضِ اَمْ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مَكْرُهُمْ وَ صُدُّوْا عَنِ السَّبِيْلِ وَ مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ﴾ [پاره ۱۳، سورة الرعد: ۳۳]

''تو کیا وہ ہر جان پر اس کے اعمال کی نگہداشت رکھتا ہے اور اللہ کے شریک ٹھہراتے ہو۔ تم فرماؤ ان کا نام تو لو۔ یا اسے وہ بتاتے ہو جو اس کے علم میں ساری زمین میں نہیں یا یوں ہی اوپری بات۔ بلکہ کافروں کی نگاہ میں ان کا فریب اچھا ٹھہرا اور راہ سے روکے گئے اور جسے اللہ گمراہ کرے اسے کوئی ہدایت کرنے والا نہیں۔''

تشریح: ......ارشادِ خداوندی ہے کہ وہ ذات جو کائنات کی ہر چیز کی نگہبان ہے کیا تمہارے بت جو محض بے خبر اور بے بس ہیں اس کی طرح ہو سکتے ہیں ہرگز نہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں ذرا ان بتوں کا نام تو بتاؤ جن کو تم نے میرا شریک بنایا ہوا ہے۔ یہی لات و منات کا نام پیش کرو گے تو یہ اندھے بہرے مجسمے کبھی خدا ہو سکتے ہیں؟ کچھ تو عقل سے کام لو۔ اگر اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک ہوتا تو آخر اسے بھی تو اس کی خبر ہوتی۔ اس ہمہ دان اور ہمہ بین کو تو معلوم ہی نہیں ہے کہ اس کا کوئی شریک ہے۔ تم نے یہ شریک کہاں سے ڈھونڈ لیے ہیں۔

شیطان نے اسلام کے خلاف منکرین کی سازشوں اور کوششوں کو آراستہ کر کے پیش کیا۔ وہ تو یہ سمجھ رہے ہیں کہ وہ (نعوذ باللہ) شمع توحید کو بجھا کر اپنے خاندان، قوم اور نوعِ انسانی کے لیے کام کر رہے ہیں اور نتائج کے لحاظ سے ان کی کوششیں اور کاوشیں بڑی فائدہ مند ہوں گی۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ اس طرح سے اپنے لیے بھی اور دوسروں لیے بھی تباہی اور گمراہی کا سامان اکٹھا کر رہے ہیں۔ ان کی بداعمالیوں کی وجہ سے ان پر ہدایت کا راستہ بند ہو

Marfat.com

گیا ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کر دے اسے کوئی راہ نہیں دکھا سکتا۔ دوسرے الفاظ میں ان کے لیے ان کی مکاری خوش نما بنا دی گئی ہے اور وہ راہ راست پر آنے سے روک دیئے گئے۔

﴿وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَ جَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّ ذُرِّيَّةً وَ مَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ٥﴾

[پارہ ۱۳، سورۃ الرعد: ۳۸]

''اور بے شک ہم نے تم سے پہلے رسول بھیجے اور ان کے لیے بیبیاں اور بچے تھے اور کسی رسول کا کام نہیں کہ کوئی نشانی لے آئے مگر اللہ کے حکم سے۔ ہر وعدہ کی ایک لکھت ہے۔''

تشریح:...... اللہ تعالیٰ نے اپنے اشرف الرسل رسول پاک ﷺ سے فرمایا کہ ہم نے آپ سمیت بھی رسول بھیجے ہیں وہ سب بشر تھے۔ جن کا اپنا خاندان اور قبیلہ تھا اور بیوی بچے تھے۔ وہ نہ تو فرشتے تھے اور نہ انسانی شکل میں نوری مخلوق بلکہ جنس بشر ہی تھے۔ اگر وہ فرشتے ہوتے تو انسان ان سے مانوس نہ ہوتے۔ لہٰذا وہ بشری شکل میں فرشتے یا نوری مخلوق نہ تھے۔ نشانی سے مراد معجزات کا عمل میں آتا ہے۔ بغیر اذنِ خدا رسولوں کے بس میں نہیں کہ معجزہ دکھا سکیں۔ کلی طور پر یہ اختیار اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ وہ اپنی حکمت و مشیت سے فیصلہ کرتا ہے کہ معجزے کی ضرورت ہے یا نہیں اور اگر ہے تو کس طرح اور کب دکھایا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے جس چیز کا بھی وعدہ کیا ہے اس کا ایک وقت مقرر ہے۔ اللہ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں ہوتا۔

﴿وَ قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلِلّٰهِ الْمَكْرُ جَمِيْعًا يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ وَ سَيَعْلَمُ الْكُفّٰرُ لِمَنْ عُقْبَى الدَّارِ٥﴾

[پارہ ۱۳، سورۃ الرعد: ۴۲]

''اور ان سے اگلے فریب کر چکے ہیں تو ساری خفیہ تدبیر کا مالک تو اللہ ہی ہے۔ جانتا ہے جو کچھ کوئی جان کمائے اور اب جاننا چاہتے ہیں کافر کسے ملتا ہے پچھلا گھر۔''

Marfat.com

تشریح: ......اگلے کافروں نے بھی اپنے نبیوں کے ساتھ مکر کیا لیکن اللہ کی تدبیروں کے آگے ان کی کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی۔ اسی طرح ان کا کوئی مکر بھی اللہ تعالیٰ کی مشیت کے سامنے نہ ٹھہر سکے گا۔ اے پیغمبر دیکھ لے ان مشرکین و کفار کا کیا انجام ہوا۔ ہم نے اپنی قدرتِ کاملہ سے ان کی ہر سازش کو ناکام بنا دیا اور ان کے منصوبوں کو خاک میں ملا دیا۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک شخص کے اعمال سے بخوبی باخبر ہے۔ انسانوں کے پوشیدہ عمل خدا تعالیٰ پر واضح اور ظاہر ہیں۔ ہر شخص کو اس کے اعمال کا بدلہ ملے گا۔ نیک کو نیکی کی جزا اور بد کو بدی کی سزا۔ کافروں کو معلوم ہو جائے کہ انجام کس کا اچھا ہے۔

﴿وَ اسْتَفْتَحُوْا وَ خَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍۙ﴾ [پارہ ۱۳، سورۃ ابراھیم: ۱۵]

تشریح: ......اس آیت قرآنی کا فاعل انبیاء بھی ہو سکتے ہیں اور کفار خود بھی۔ پہلی صورت میں مفہوم یہ ہوگا کہ انبیاء نے ان سے مایوس ہو کر دربارِ الٰہی میں فتح کی دعا کی اور یہ لفظ اس معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ جس طرح حدیث پاک میں ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فقراء مہاجرین کے وسیلہ سے فتح کی دعا کی۔ دعا کیا کرتے تھے۔ دوسری صورت میں آیت کا معنی یہ ہوگا کہ کافروں نے دعا مانگی کہ اگر یہ لوگ سچے ہیں تو ہم پر عذاب نازل کر۔ چنانچہ عذاب آیا جس نے ہر سرکش کو نامراد کر کے رکھ دیا۔

﴿لِيَجْزِيَ اللّٰهُ كُلَّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ۝﴾

[پارہ ۱۳، سورۃ ابراھیم: ۵۱]

"اس لیے کہ اللہ ہر جان کو اس کی کمائی کا بدلہ دے۔ بے شک اللہ کو حساب کرتے کچھ دیر نہیں لگتی۔"

تشریح: ......اس آیت میں اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کا حال بیان فرماتا ہے کہ وہ روزِ محشر ہر شخص کو اس کے کیے ہوئے اعمال کا بدلہ دے گا وہ جلد ہی ساری مخلوق کو حساب سے فارغ کر دے گا۔ وہ ہر چیز پر قدرت کاملہ رکھتا ہے۔

﴿وَ حَفِظْنٰهَا مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ۝﴾ [پارہ ۱۴، سورۃ الحجر: ۱۷]

Marfat.com

''اور اسے ہم نے ہر شیطان مردود سے محفوظ رکھا۔''

تشریح: ......اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ زمین کے بالائی حصے میں نظام شمسی اس طریقے پر مزین کیا گیا ہے۔ اس کے ستاروں کے و مقامات متعین کیے گئے ہیں اور اس کے سیاروں کے لیے حرکت کرنے کی جو مقداریں مقرر کی گئی ہیں کوئی تخریبی قوت بال برابر بھی اس میں فساد برپا نہیں کر سکتی۔ اس کی حفاظت کا بندوبست نہایت معقول طریقے سے کیا گیا ہے۔ اسے ہر مردود شیطان کی دخل اندازی، اس کی تخریبی سرگرمی اور فساد انگیزی اس نظام کو نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ کوئی شیطان اس میں گڑ بڑ پیدا نہیں کر سکتا۔ اگر کوئی مردود شیطان قدرت کی طرف سے قائم کردہ حد بندیوں کو توڑ کر آگے جانا چاہتا ہے تو شہاب ثاقب اس پر ٹوٹ کر گرتے ہیں۔

﴿وَ الْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَ اَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَ اَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُوْنٍ۝﴾ [پارہ ١٤، سورة الحجر: ١٩]

''اور ہم نے زمین پھیلائی اور اس میں لنگر ڈالے اور اس میں ہر چیز اندازے سے اگائی۔''

تشریح: ......اس آیت خداوندی میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ہم نے زمین کو پھیلا دیا۔ اس میں پہاڑ بنا دیئے اور ہر چیز خاص اندازے سے اگا دی۔ یہ آیت دنیوی معیشت و اقتصادیات سے متعلق ہے۔ لوگوں کا رزق، روزگار اور دیگر انسانی ضروریات کا سامان فراہم کیا ہے۔ وسیع سیرگاہیں، جنگلات، دریا، ندی نالے، پہاڑ، صحرا، میدان، چٹانیں اللہ تعالیٰ نے انسان کی آسائش، سہولت اور معیشت کے لیے ہر چیز مہیا کی۔ تو پھر اس پروردگار کی الوہیت اور وحدانیت کا انکار کہاں کی دانش مندی ہے۔ اللہ کی ہر چیز کے بارے میں حکمت ہے۔ گویا ہر چیز کی اتنی مقدار بخشی گئی جو اس کے لیے مناسب ہے اس میں نہ زیادتی کی گنجائش ہے اور نہ کمی کی۔ ہر چیز خواہ وہ جاندار ہو یا بے جان، نباتات ہو یا جمادات، معین مقدار اور مخصوص خاصیتیں رکھ دی ہیں۔ ہر نوع کی جسامت، پھیلاؤ، اٹھان اور نشوونما کی ایک حد مقرر کر دی ہے جس سے تجاوز نہیں ہو سکتا۔ گندم کے پودے پر انار کے دانے نہیں لگ

Marfat.com

سکتے۔ شیر بڑھ کر ہاتھی کا حکم اختیار نہیں کر سکتا۔ ہر چیز کے پیمانے مقرر ہیں جن میں تبدیلی ممکن نہیں۔

﴿وَ لِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَآ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ [پارہ ۱۴، سورة النحل: ۷۷]

''اور اللہ ہی کے لیے ہیں آسمانوں اور زمین کی چھپی چیزیں اور قیامت کا معاملہ نہیں مگر جیسے ایک پلک کا مارنا بلکہ اس سے ہی قریب بے شک اللہ سب کچھ کر سکتا ہے۔''

تشریح:......اس آیت مقدسہ میں قیامت کے دن کا ذکر کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بے مثال کمالِ علم اور کمالِ قدرت کی دلیل پیش کی جا رہی ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے جو زمینوں اور آسمانوں کے تمام غیبوں کو جانتی ہے۔ غیب کا علم فقط خداوند قدوس کے ساتھ مخصوص ہے۔ کوئی انسان اپنے حواس کا ذریعہ یا اپنی عقل کے زور سے اس کو نہیں جان سکتا۔ دراصل غیب اسے کہتے ہیں کہ جس کا ادراک نہ حواس سے ہو سکے اور نہ ہی عقل سے۔ چنانچہ قیامت کے دن کا علم بھی فقط رب العالمین کو ہی ہے۔ اس کے سوا کوئی بھی محشر بپا ہونے کی ساعت بتانے سے قاصر ہے۔ حقیقت میں یہ کفارِ مکہ کے سوال کا جواب ہے جس کی بابت وہ رسول اکرم ﷺ سے کیا کرتے تھے کہ قیامت جو آنے والی ہے وہ کب اور کس تاریخ کو آئے گی۔ اس آیتِ مذکورہ میں اسی سوال کا جواب دیا جا رہا ہے قیامت جب آئے گی تو وہ کسی روز اچانک آنکھ تیزی سے جھپکنے سے بھی پہلے بلکہ اس سے بھی کم مدت میں آ جائے گی۔ انسانوں سے کہا گیا ہے کہ اپنے رویے کے متعلق جو بھی فیصلہ کرنا ہے کر لیں۔ کوئی اس بھروسے پر نہ رہے کہ قیامت ابھی بہت دور ہے۔ جب آئے گی تو اللہ تعالیٰ سے معاملہ درست کر لیں گے۔ توحید اور شرک کے درمیان کسی ایک عقیدہ کا انتخاب کرنا ہوگا اور اس کے مطابق اعمال بھی مرتب ہوں گے۔ توحید والے اور کفر والے دونوں روز قیامت اللہ کے سامنے پیش ہوں گے۔ توحید کے نام لیوا اپنے اعمال صالح اور اللہ کے فضل

Marfat.com

کے حق دار ہوں گے جب کہ اہل شرک اپنی سزا بھگتیں گے۔

﴿وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِينَ كَفَرُوا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُونَ﴾ [پاره ١٤، سورة النحل: ٨٤]

"اور جس دن ہم اٹھائیں گے ہر امت میں سے ایک گواہ پھر کافروں کو نہ اجازت ہو، نہ وہ منائے جائیں۔"

تشریح: ...... یہ آیت کریمہ روزِ قیامت کا منظر پیش کرتی ہے۔ اس دن کافروں اور مشرکین کا کیا حال ہوگا جب ان کے انبیاء ان پر گواہی دیں گے کہ اے رب العالمین ہم نے تیرا پیغام ان تک پہنچایا تھا۔ توحید قبول کرنے کی دعوت دی تھی۔ تیرے احسانات اور فضل و کرم کی یاد دہانی کرائی تھی مگر انہوں نے ہماری ایک نہ سنی۔ اس دن کافر معذرت کریں گے، توبہ کریں گے یا دنیا میں واپس لوٹنے کی خواہش کریں گے۔ ان کی کوئی درخواست قبول نہیں کی جائے گی۔ کیونکہ توبہ و استغفار کی جگہ دنیا ہے نہ کہ آخرت۔ وہاں تو اس چیز کا بدلہ ملے گا جو انسان دنیا سے کر کے گیا ہے۔

﴿وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِي كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا عَلَيْهِمْ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيدًا عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ﴾ [پاره ١٤، سورة النحل: ٨٩]

"اور جس دن ہم ہر گروہ میں ایک گواہ انہی میں سے اٹھائیں گے کہ ان پر گواہی دے اور اے محبوب تمہیں ان سب پر شاہد بنا کر لائیں گے اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے اور ہدایت اور رحمت اور بشارت مسلمانوں کو۔"

تشریح: ...... اس آیت میں قیامت کے دن نبیوں کی اپنی امتوں پر گواہی اور پھر سب پر رسول کریم ﷺ کی گواہی کی بات کی گئی ہے۔ اسی لیے ارشادِ خداوندی ہے کہ اے رسول! ان لوگوں کے مقابلے میں شہادت دینے کے لیے ہم تمہیں لائیں گے اور یہ اسی شہادت کی تیاری ہے کہ ہم نے یہ کتاب تم پر نازل کی ہے۔ جو ہر چیز کی صاف صاف

Marfat.com

وضاحت کرنے والی ہے۔ ہدایت، رحمت اور بشارت ہے ان لوگوں کے لیے جنہوں نے سر تسلیم خم کر دیا۔ یعنی جو لوگ اس کتاب کو مانیں گے اور اطاعت کی راہ اختیار کریں گے ان کو یہ زندگی کے ہر معاملہ میں صحیح راہنمائی دے گی۔ اس کی پیروی کی وجہ سے ان پر اللہ کی رحمتیں نازل ہوں گی۔ انہیں یہ کتاب خوش خبری دے گی کہ فیصلے کے دن اللہ کی عدالت سے وہ کامیاب وکامران ہو کر نکلیں گے اور نہ ماننے والے رحمت خداوندی سے محروم رہیں گے اور مزید یہ کہ روز قیامت کو یہی کتاب متکبرین کے خلاف زبردست حجت ثابت ہوگی۔ کیونکہ پیغمبر ثابت کر دے گا کہ وہ چیز ان تک پہنچا دی گئی جس میں حق و باطل کو کھول کر بیان کیا گیا۔

﴿يَوْمَ تَأْتِي كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَفْسِهَا وَ تُوَفَّى كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَ هُمْ لَا يُظْلَمُونَ۝﴾ [پاره ١٤، سورة النحل: ١١١]

”جس دن ہر جان اپنی ہر طرف جھگڑتی آئے گی اور ہر جان کو اس کا کیا پورا بھر دیا جائے گا اور ان پر ظلم نہ ہوگا۔“

تشریح:...... یہ آیت مذکورہ بھی قیامت کے دن کا منظر پیش کرتی ہے یعنی فیصلہ کے دن ہر انسان اپنے ہی بچاؤ کی فکر میں ہوگا اور اپنا چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے ہر جتن اختیار کرے گا۔ انکارِ جرم بھی کرنے کی کوشش کرے گا کہ اے الٰہی میں نے تو کوئی جرم کیا ہی نہیں۔ مگر جب فرشتے اس کا ریکارڈ پیش کریں گے اور اس کے ہاتھ پاؤں گواہی دیں گے تو تب وہ جان لے گا اور اقبال جرم کرے گا۔ ہر شخص کو اس کے نیک و بد اعمال کا بدلہ دیا جائے گا یہ اللہ کا فضل و کرم ہوگا کہ نیکوں کا راجر ان کے حق سے زیادہ دیا جائے گا یا بروں کی سزا میں کمی کر دی جائے گی۔ یہ ایسا طریقہ خداوندی ہے جو کہ اللہ کے فضل و کرم کا آئینہ دار ہے اللہ کی شان کریمی کو یہی سجتا ہے۔

﴿وَ جَعَلْنَا الَّيْلَ وَ النَّهَارَ اٰيَتَيْنِ فَمَحَوْنَآ اٰيَةَ الَّيْلِ وَ جَعَلْنَآ اٰيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَ الْحِسَابَ وَ كُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيْلًا۝﴾ [پاره ١٥، سورة بني اسرائيل: ١٢]

Marfat.com

''ہم نے رات اور دن کو دو نشانیاں بنایا تو رات کی نشانی مٹی ہوئی رکھی اور دن کی نشانی دکھانے والی کہ اپنے رب کا فضل تلاش کرو اور برسوں کی گنتی اور حساب جانو اور ہم نے ہر چیز خوب جدا جدا ظاہر فرما دی۔''

تشریح:...... اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے رات اور دن کی نشانیوں کے بارے میں فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کی بے شمار نشانیاں ہیں۔ اس آیت مذکورہ میں دو نشانیوں کا ذکر ہے۔ یعنی رات اور دن۔ فرمایا کہ رات کو ہم نے بے نور یعنی تاریک کر دیا ہے تاکہ تم آرام کر سکو اور تمہارے دن بھر کی تھکاوٹ دور ہو جائے اور دن کو روشن کر دیا تاکہ کسب معاش کے ذریعے سے تم رب کا فضل تلاش کرو۔ علاوہ ازیں رات اور دن کا ایک دوسرا فائدہ یہ بھی ہے کہ اس طرح ہفتوں، مہینوں اور برسوں کا شمار اور حساب تم کو سکو۔ اس حساب کے بھی بے شمار فائدے ہیں۔ اگر رات کے بعد دن اور دن کے بعد رات نہ آتی تو ہمیشہ رات رات اور دن، دن ہی رہتا۔ تو تمہیں آرام و سکون یا کاروبار کرنے کا موقع نہ ملتا اور پھر مہینوں اور سالوں کا حساب بھی ممکن نہ رہتا۔ ہم نے انسان کے لیے دین اور دنیا کی ضروری باتیں کھول کر بیان کر دی ہیں تاکہ وہ ان سے فائدہ اٹھائے۔

﴿وَ كُلَّ إِنْسَانٍ أَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ وَ نُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا۝﴾ [پارہ ۱۵، سورۃ بنی اسرائیل: ۱۳]

''اور ہر انسان کی قسمت ہم نے اس کے گلے سے لگا دی اور اس کے لیے قیامت کے دن ایک نوشتہ نکالیں گے جسے کھلا ہوا پائے گا۔''

تشریح:...... ہر انسان کی نیک بختی اور بدبختی اور اس کے انجام کی بھلائی اور برائی کے اسباب اس کی اپنی ذات میں موجود ہوتے ہیں۔ انسان اپنے اوصاف، اپنی سیرت و کردار اور فیصلہ و انتخاب کی قوت کے استعمال سے وہ خود ہی اپنے آپ کو سعادت کا مستحق بھی گردانتا ہے اور شقاوت (بدبختی) کا مستحق بھی۔ نادان اور بے سمجھ لوگ اپنی قسمت کے شگون باہر سے لیتے ہیں اور ہمیشہ خارجی اسباب کو اپنی بدبختی کا ذمہ دار ٹھہراتے ہیں۔ حقیقت میں

Marfat.com

انسان کے خیر وشر کا نوشتہ ان کے اپنے گلے کا ہار ہے۔ اگر وہ اپنے گریبان میں منہ ڈالیں تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ ان کے اپنے ہی برے اوصاف تھے جنہوں نے انہیں بگاڑا اور برے راستے پر ڈالا۔ باہر سے ان پر کوئی چیز مسلط نہیں کی گئی۔ اے انسان! آج تو اپنے گندے اعمال پر پردہ ڈال سکتا ہے مگر حشر کے روز تو اپنا کھلا ہوا اعمال نامہ سامنے پائیگا۔ اگر تو بامراد بننا چاہتا ہے تو ندامت کے آنسو بہا کر گناہوں کی سیاہی دھو ڈال۔

﴿يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ فَمَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَاُولٰٓئِكَ يَقْرَءُوْنَ كِتٰبَهُمْ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا﴾

[پارہ ۱۵، سورۃ بنی اسرائیل: ۷۱]

"جس دن ہم ہر جماعت کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے تو جو اپنا نامہ داہنے ہاتھ میں دیا گیا۔ یہ لوگ اپنا نامہ پڑھیں گے اور دھاگے کے برابر بھی ظلم نہ کیے جائیں گے۔"

تشریح: ......اس آیت کریمہ میں روزِ محشر کے حوالے سے ذکر کیا گیا ہے۔ امام اسے کہتے ہیں جس کی پیروی کی جائے۔ راہ راست پر قائم رہنے والوں کو ان کے انبیاء کے ذریعے سے بلایا جائے گا جب کہ گمراہوں کو ان کے گمراہ لیڈروں کے ساتھ آواز دی جائے گی جیسے اے فرعونیو! اے نمرودیو!۔ جس کے دائیں ہاتھ میں اعمال نامہ ہوگا وہ خوش وخرم ہو گا۔ وہ راحت وخوشی کے ساتھ ہوں گے اور دوسروں کو اپنا اعمال نامہ دکھاتے اور پڑھواتے پھریں گے۔ یہی لوگ صالح اور نیکوکار ہوں گے۔ انسان کا ہر عمل لکھا جارہا ہے۔ اللہ کے ہاں انسان کے ہر عمل کا پورا پورا ریکارڈ محفوظ ہوگا۔ قیامت کے دن اس کے مطابق فیصلہ ہوگا اور کسی پر ذرہ برابر بھی ظلم نہ ہوگا۔

﴿وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا﴾ [پارہ ۱۵، سورۃ بنی اسرائیل: ۸۹]

"اور بے شک ہم نے لوگوں کے لیے اس قرآن میں ہر قسم کی مثل طرح طرح

Marfat.com

بیان فرمائی تو اکثر آدمیوں نے مانا مگر ناشکری کرنا۔"

تشریح:...... اس آیت قرآنی میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ اس آسمانی کتاب میں ہر طرح کی نصیحت، احکام کے علاوہ اور گمراہ قوموں کا دردناک انجام بھی بیان کر دیا گیا ہے، اور خدا کے نیک بندوں اور برگزیدہ شخصیتوں کا بھی حوالہ دیا گیا ہے۔ الغرض اس کتابِ روشن میں ہر طرح کی ہدایت بہم پہنچائی گئی ہے۔ ہر بات کو شرح وبسط سے بیان کر دیا گیا ہے۔ اس کے باوجود بھی اکثر لوگ حق کی مخالفت میں لگے رہتے ہیں اور خدا کی نافرمانی میں آگے آگے ہیں۔

﴿وَ اضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا۝﴾ [پاره ۱۵، سورة الكهف: ۴۵]

"اور ان کے سامنے دنیا کی زندگی کی مثال بھی بیان کرو، جیسے ایک پانی ہم نے آسمان سے اتارا تو اس کے سبب زمین کا سبزہ گھنا ہو کر نکلا کہ سوکھی گھاس ہو گیا جسے اڑائے لیے پھرتی ہیں۔ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔"

تشریح:...... اس آیت مذکورہ میں خدا تعالیٰ نے دنیا کی بے ثباتی، ناپائیداری کو واضح کیا ہے۔ فرمایا کہ دنیا اپنے زوال، فنا اور خاتمہ اور بربادی کے لحاظ سے آسمانی پانی سے زمین پر پھلنے پھولنے والی کھیتی اور سبزہ کی طرح ہے۔ جس طرح کھیتی بارش کے اثر سے لہلہا اُٹھتی ہے پودے نئی زندگی پاتے ہیں لیکن آخر کھیتی سوکھ جاتی ہے اور پھر خشک اور بوسیدہ گھاس کو ہوا اڑائے پھرتی ہے۔ اسی طرح دنیا کی خوشی اور راحت عارضی ہے۔ آج اگر خوشحالی ہے تو کل غربت بھی آ سکتی ہے۔ دنیا بھی ایک روز ختم ہو جائے گی۔ سارے تصرفات خدا کے ہاتھ میں ہیں۔ جو ہر چیز پر مکمل قدرت رکھتا ہے۔

﴿وَ لَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ وَ كَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا۝﴾ [پاره ۱۵، سورة الكهف: ۵۴]

Marfat.com

"اور بے شک ہم نے لوگوں کے لیے اس قرآن میں ہر قسم کی مثل طرح طرح بیان فرمائی اور آدمی ہر چیز سے بڑھ کر جھگڑالو ہے۔"

تشریح: ......ارشاد ربانی ہے کہ ہم نے اس قرآن میں ہر طرح کی مثالیں کھول کر بیان کی ہیں تاکہ انسان ہدایت پالے مگر انسان بڑا سرکش اور نافرمان واقع ہوا ہے۔

﴿إِنَّا مَكَّنَّا لَهُ فِي الْأَرْضِ وَآتَيْنَاهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا﴾

[پارہ ۱۵، سورۃ الکهف: ۸۴]

"بے شک ہم نے اسے زمین میں قابو دیا اور ہر چیز کا ایک سامان عطا فرمایا۔"

تشریح: ......اس آیت میں ذوالقرنین کا ذکر کیا گیا ہے کہ ذوالقرنین کو خدا تعالیٰ نے ملک میں تسلط بخشا اور بااختیار کیا۔ اسے علم، قدرتی اور تمام ممکنہ وسائل و ذرائع عطا فرمائے تاکہ وہ اپنی فتوحات کو وسعت دیتے ہوئے اور زمین کو سرکشوں سے پاک کراتے ہوئے اللہ کی توحید کے ساتھ موحدین کی بادشاہت دنیا پر پھیلائیں اور اللہ والوں کی حکومت قائم کریں۔ ان کاموں میں جن متعلقہ اسباب کی ضرورت پڑتی ہے وہ سارے کے سارے رب عزوجل نے حضرت ذوالقرنین کو عطا فرمائے تھے۔ وہ جس کو چاہے جو چاہے عطا کر دے اس کی ذات ہر چیز پر کلی اختیار رکھتی ہے۔

﴿ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيعَةٍ أَيُّهُمْ أَشَدُّ عَلَى الرَّحْمَٰنِ عِتِيًّا﴾

[پارہ ۱۶، سورۃ مریم: ۶۹]

"پھر ہم ہر گروہ سے نکالیں گے جو ان میں رحمٰن پر سب سے زیادہ بے باک ہوگا۔"

تشریح: ...... یہ آیت روزِ قیامت کا تذکرہ کرتی ہے۔ فرمایا کہ قیامت کے دن ہم خدا کے ان سرکش اور نافرمان باغیوں کو چھانٹ لیں گے جو خداوند رحمٰن کے سخت سرکش تھے تاکہ سب سے پہلے ان کو دوزخ کا ایندھن بنایا جائے۔

﴿إِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا آتِي الرَّحْمَٰنِ عَبْدًا﴾

[پارہ ۱۶، سورۃ مریم: ۹۳]

Marfat.com

''آسمانوں اور زمین میں جتنے ہیں سب اس کے حضور بندے ہو کر حاضر ہوں گے۔''

تشریح: ......اس آیت میں ارشادِ خداوندی ہے کہ اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہے۔ زمین و آسمان میں جو کچھ ہے وہ قیامت کے دن رحمٰن کے سامنے غلام بن کر حاضر ہوگا۔

﴿وَ كُلُّهُمۡ اٰتِيۡهِ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ فَرۡدًا٥﴾ [پاره ١٦، سورة مريم: ٩٥]

''اور ان میں ہر ایک روز قیامت اس کے حضور اکیلا حاضر ہوگا۔''

تشریح:......قیامت کے دن خدا کے سامنے سارے کے سارے اکیلے حاضر ہونے والے ہیں۔ یعنی ہر انسان فرداً فرداً حشر کے دن خالق کائنات کے سامنے پیش ہوگا اور اس کے حساب و کتاب کا فیصلہ ہوگا۔

﴿اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ اَكَادُ اُخۡفِيۡهَا لِتُجۡزٰى كُلُّ نَفۡسٍ بِمَا تَسۡعٰى٥﴾

[پاره ١٦، سورة طٰهٰ: ١٥]

''قیامت یقیناً آنے والی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کو پوشیدہ رکھوں تاکہ ہر شخص جو کوشش کرے اُس کا بدلہ پائے۔''

تشریح: ......اس آیت مذکورہ میں قیامت کا واقعہ......اور جزا و سزا کا بیان ہے۔ توحید کے بعد عقیدۂ آخرت ہی پر زور دیا گیا ہے۔ جو آخرت کا منکر ہے اس کا ایمان نہیں ہے۔ قیامت کا دن اچانک آئے گا۔ اس کا علم صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کو ہے۔ نہ ہی فرشتے اور نہ ہی پیغمبر اس کے بارے میں کوئی علم رکھتے ہیں۔ خداوند قدوس نے قیامت کا وقوع ہونا چھپا کر رکھا ہوا ہے۔ کسی پر اس کا راز فاش نہیں کیا تاکہ بنی نوع انسان آخرت کا کھٹکا ذہن و دل میں رکھ کر مثبت اعمال سرانجام دیتے رہیں اور یہ کھٹکا انہیں بےراہ روی سے بچاتا رہے اور جو دنیا میں گم رہنا چاہتا ہے وہ اس خیال میں مست رہے کہ قیامت ابھی نظر نہیں آتی۔ اللہ کے بندوں کا اور دنیا کے بندوں کا انداز عمل اپنا اپنا ہے۔ اس دن اللہ تعالیٰ ہر عامل کو اپنے اپنے عمل کا بدلہ دے گا۔ خواہ ذرہ بھر نیکی ہو یا ذرہ بھر بدی۔ یعنی اہل ایمان اور نیکوں کو نیکی کی جزا اور کفار کو ان کی بداعمالی کی سزا ملے گی۔

Marfat.com

﴿قَالَ رَبُّنَا الَّذِيْۤ اَعْطٰى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى۝﴾

[پارہ ۱۶، سورۃ طٰہٰ: ۵۰]

"کہا ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو اس کے لائق صورت دی پھر راہ دکھائی۔"

تشریح: ...... جب فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ اس رب کی حقیقت بتاؤ جس نے تمہیں رسول بنا کر بھیجا ہے تو انہوں نے جواب میں فرمایا کہ ہم ہر معنی میں صرف اُسی کو رب مانتے ہیں ...... پروردگار، آقا، مالک، حاکم یعنی سب کچھ ہمارے نزدیک وہی ہے۔ کسی معنی میں بھی اس کے سوا کوئی دوسرا رب ہمیں منظور نہیں۔ فرمایا میرا رب وہ ہے جس نے کائنات کی ہر چیز کو اس طرح پیدا کیا کہ وہ زندگی کے فرائض اور مقاصد کو حسن و خوبی سے ادا کر سکے۔ دنیا کی ہر شے جیسی کچھ بنی ہے اسی کے بنانے سے بنی ہے۔ یہ چیز کو جو بناوٹ، جو شکل و صورت، جو قوت و صلاحیت اور جو صفت و خاصیت حاصل ہے اسی کے عطیے اور بخشش کی بدولت حاصل ہے۔ دنیا میں انسانی ہاتھ کام کرنے کے لیے جو جس ساخت کی ضرورت تھی وہ اس کو دی گئی اور اسی طرح پاؤں کو مناسب ساخت عطا کی گئی۔ انسان، حیوانات، نباتات، جمادات، ہوا، پانی، روشنی الغرض ہر ایک چیز کو وہ خاص صورت اور کارکردگی کی صلاحیت عطا کی گئی جو کائنات میں ٹھیک ٹھیک کام کرنے کے لیے مطلوب تھے۔

ہر چیز کو مخصوص بناوٹ دے کر اسے راہنمائی بھی عطا کی۔ دنیا کی ہر تخلیق کردہ چیز کو اپنا مقصد تخلیق سکھایا۔ کان کو سننا اور آنکھ کو دیکھنا اسی نے سکھایا۔ مچھلی کو تیرنا اور پرندوں کا فضا میں اڑنا اسی کی تعلیم سے آیا۔ زمین کو نباتات اگانے اور ہر مخلوق کو طرز خصوصی دیا جس کی مدد سے وہ اپنی زندگی فطری تقاضا کے مطابق گزار سکے۔

اس مختصر اور لاجواب جملے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فقط یہی نہیں بتایا کہ ان کا رب کون ہے۔ بلکہ یہ بھی فرما دیا کہ وہ کیوں رب ہے اور کس لیے؟ اس کے سوا کسی اور کو رب نہیں مانا جا سکتا۔ دعوے کے ساتھ اس کی دلیل بھی اسی چھوٹے سے جملے میں آ گئی۔ حقیقت یہ ہے کہ فرعون اور اس کی رعایا کا ہر فرد اپنے وجود کے لیے اللہ کے احسان کا ممنون ہے اور ان میں

Marfat.com

سے کوئی بھی زندہ نہیں رہ سکتا جب تک اس کا دل، پھیپھڑے، معدہ اور جگر اللہ کے حکم کے مطابق کام نہ کریں۔ لہٰذا فرعون کا یہ دعویٰ کہ وہ لوگوں کا اور لوگوں کا یہ ماننا کہ وہ واقعی ان کا رب ہے۔ فقط ایک حماقت اور ایک مذاق ہے۔ اسی جملے میں یہ راز بھی آشکارا ہو گیا کہ خدا جو تمام کائنات کا ہادی ہے اور جو ہر چیز کو اس کی ضرورت اور حالت کے مطابق ہدایت دے رہا ہے۔ لہٰذا اس کے عالمگیر منصب ہدایت کا لازمی یہ تقاضا ہے کہ وہ انسان کی شعوری زندگی کے لیے بھی راہنمائی کا انتظام کرے۔ یعنی ایک ذی شعور انسان اپنی طرف سے ہدایت کے لیے مامور کرے۔

﴿إِنَّمَآ إِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِىْ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ وَسِعَ كُلَّ شَىْءٍ عِلْمًا۝﴾

[پارہ ۱۶، سورۃ طٰہٰ: ۹۸]

”تمہارا معبود خدا ہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس کا علم ہر چیز پر محیط ہے۔“

تشریح: ...... اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی صفات کا ذکر ہے کہ وہی معبود ہے اور اس کا علم تمام چیزوں پر حاوی ہے۔ اللہ ہی عبادت کا مستحق ہے۔ مخلوقات، حیوانات، جمادات اور انسان اللہ ہی کی عبادت کرتے ہیں اور اسی سے مانگتے ہیں۔ سب اس کے محتاج ہیں۔ اسے ہر چیز کا علم ہے۔ اس کے علم نے تمام مخلوق کا احاطہ کر رکھا ہے۔ ہر چیز کی گنتی اسے معلوم ہے ایک ذرہ بھی اس کے علم سے باہر نہیں۔ ہر شے کا، ہر پتے کا، ہر پھول اور پھل کا اور ہر دانے کا اسے علم ہے۔ وہی روزی رساں اور ہر چیز پر قادر ہے۔

﴿قُلْ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوْا فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ أَصْحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِىِّ وَمَنِ اهْتَدٰى۝﴾ [پارہ ۱۶، سورۃ طٰہٰ: ۱۳۵]

”تم فرماؤ سب راہ دیکھ رہے ہیں تو تم بھی راہ دیکھو تو اب جان جاؤ گے کہ کون ہیں سیدھی راہ والے اور کس نے ہدایت پائی۔“

تشریح: ...... اللہ تعالیٰ اپنے رسول کریم ﷺ سے فرماتے ہیں کہ آپ ان کافروں سے کہہ دیجیے کہ ہم بھی انجام کے منتظر ہیں اور تم بھی منتظر رہو۔ ابھی سارا حال کھل جائے گا

Marfat.com

کہ راہِ مستقیم پر کون ہے۔ حق کی طرف کون جا رہا ہے اور گمراہی کی جانب کون۔ ابھی آنکھیں کھل جائیں گی۔ اس وقت معلوم ہو جائے گا کہ کون گمراہی میں مبتلا تھا اور کون حق کے راستہ پر ہے۔

﴿اَوَلَمْ یَرَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ کَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا وَ جَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ کُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ اَفَلَا یُؤْمِنُوْنَ۝﴾

[پارہ ۱۷، سورۃ الانبیاء: ۳۰]

"کیا کافروں نے یہ خیال نہ کیا کہ آسمان اور زمین بند تھے تو ہم نے انہیں کھولا اور ہم نے ہر جاندار چیز پانی سے بنائی تو کیا وہ ایمان لائیں گے۔"

تشریح: ......ارشادِ خداوندی ہے کہ پہلے پہل زمین و آسمان شے واحد کی طرح تھے اور ان کے اجزا ایک دوسرے سے جڑے ہوئے، چمٹے ہوئے تھے۔ پھر ہوا کے ذریعے انہیں علیحدہ علیحدہ کر دیا گیا۔ سیکڑوں صدیوں کی تحقیق، تجربات اور غور و فکر کے بعد علمائے طبیعین جس نتیجہ پر پہنچے قرآن نے اس حقیقت کو پہلے ہی چند الفاظ میں ذکر کر دیا تھا۔ ان کی تحقیق کے نتیجے میں ابتدا میں سورج ایک بھڑکتا ہوا شعلہ تھا جس کی حرکت بہت تیز تھی۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کی حرکت کم ہوتی چلی گئی اور وہ سکڑتا اور چھوٹا ہوتا چلا گیا۔ اس سبب اس کے مادے میں گاڑھا پن آ گیا اور حرکت کی تیزی کے سبب اس میں سے چند ٹکڑے ٹوٹ کر دور دور تک چلے گئے اور اس کے گرد چکر کھانے لگے۔ اس وقت ظاہر ہوا کہ آفتاب سے گیارہ ٹکڑے ٹوٹے ہوئے ہیں جن سے ہمارا نظام شمسی بنا ہے اور زمین بھی انہیں میں سے ایک ہے۔ "رتق" اور "فتق" کا ایک اور مفہوم لیا گیا ہے "رتق" سے مراد یہ ہے کہ آسمان کا منہ پہلے بند تھا کوئی بارش نہیں ہوتی تھی اور زمین کا منہ بھی بند تھا۔ کوئی چیز اس میں پیدا نہیں ہوتی تھی۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے آسمان کا منہ بھی کھلا (فتق) اور بارش برسنے لگی۔ زمین کی مہر بھی ٹوٹی۔ اس سے ضرورت کی ہر شے اگنے لگی۔ پھر فرمانِ ربی ہے کہ ہر جاندار چیز کی تخلیق پانی سے کی گئی۔ ہر جاندار کی بقا اور نشو و نما کا انحصار پانی پر ہے۔ ہر جاندار کا اصل پانی

Marfat.com

ہے۔ زندگی اور پانی کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔

﴿وَ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ الَّیْلَ وَ النَّهَارَ وَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ كُلٌّ فِیْ فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ۝﴾ [پارہ ۱۷، سورۃ الانبیاء: ۳۳]

''اور وہی جس نے بنائے رات اور دن اور سورج اور چاند۔ ان میں ہر ایک گھیرے میں تیر رہا ہے۔''

تشریح:......ارشاد فرمایا گیا کہ نظامِ کائنات چلانے کے لیے رات دن کا تسلسل قائم کر دیا گیا۔ اگر ہمیشہ رات کا اندھیرا چھایا رہتا یا ہمیشہ دن ہی رہتا تو دنیا کا نظام نہ چل سکتا اور یہ رونقیں نظر نہ آتیں۔ یا تو زمین سورج کی گرمی سے جل جاتی یا قطب شمالی کی طرح برف کے نیچے دبی رہتی۔ دن کو کام اور رات کو آرام سے انسانی زندگی کا حسن برقرار رہتا ہے۔

پھر ارشاد فرمایا کہ سورج اور چاند یہ سب اپنے اپنے مدار میں تیر رہے ہیں۔ فلک کیا ہے کیا سماء (آسمان) اور فلک دونوں ایک چیز ہیں۔ کیا شمس وقمر اور دوسرے سیارے ان میں اس طرح جڑے ہوئے ہیں جس طرح لکڑی میں کیل؟ فلاسفہ یعنی علمائے طبیعین نے فلک اور آسمان کو ایک چیز کہا ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ سارے ان میں گڑے ہوئے ہیں۔ وہ متحرک نہیں بلکہ وہ فلک متحرک ہیں جن میں وہ گڑے ہوئے ہیں۔ کیونکہ حرکتیں مختلف ہیں اس لیے انہوں نے افلاک کو متعدد مانا ہے۔ ان کے نزدیک افلاک کی تعداد نو ہے۔

علمائے اسلام نے فلاسفہ کے برخلاف یہ کہا ہے کہ فلک اور سماء (آسمان) ایک چیز نہیں بلکہ علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں اور سماء افلاک سے اوپر ہے۔ علامہ آلوسی کے بقول فلک ایک موج کا نام ہے جسے اس کے طبقہ میں روک دیا گیا ہے اور وہ آسمان کے نیچے ہے۔ شمس وقمر اسی میں حرکت کرتے ہیں۔ دوسرے مشہور مسلم مفکر ضحاک کے نزدیک فلک کسی ایسی چیز کا نام نہیں جس کا کوئی جسم ہو بلکہ جہاں یہ سیارے گردش کرتے ہیں۔ ان کے مدار کا نام ہے۔ مزید یہ کہ فلاسفہ کی تحقیق شدہ افلاک کی تعداد نو بھی قابل یقین نہیں ہے۔

فلاسفہ اور سائنس دان نظریات پیش کرتے ہیں پھر ان پر تنقید ہوتی ہے۔ نظریات باطل

Marfat.com

قرار پاتے ہیں۔ فلکیات کی تحقیق ہوتی رہے گی مگر ہر مومن کا فرض ہے کہ بلا چون و چرا صداقت قرآن کو تسلیم کر لے اور اس وقت تک شک وشبہ میں نہ رہے کہ جدید تحقیقات کی سند ملنے تک پختہ یقین سے مانا جائے۔ بلکہ اس بات کا پختہ یقین ہونا چاہیے کہ حق وہ ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے۔ قدیم تحقیقات اور جدید انکشافات کا وہی حصہ درست ہے جس کی تائید قرآن سے ملتی ہے اور جو قرآن کی تصریحات کے خلاف ہے وہ غلط ہے۔ آج نہیں تو کل اس کے علم بردار اپنی غلطی کا اعتراف کر لیں گے۔ قرآنی حقائق کو سمجھنے کے لیے حتی المقدور پوری پوری کوشش کی جانی چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ ہم سنے سنائے نظریات کو قرآن کے نظریات تصور کرتے ہیں۔ خدا ہمیں غلط اور درست حقائق میں امتیاز کو سمجھنے کی توفیق دے۔

﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ وَ نَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَ الْخَيْرِ فِتْنَةً وَ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ۝﴾ [پارہ ۱۷، سورۃ الانبیاء: ۳۵]

''ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔ ہم تمہاری آزمائش کرتے ہیں۔ برائی اور بھلائی سے جانچنے کو اور ہماری ہی طرف تمہیں لوٹ کر آنا ہے۔''

تشریح: ......اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے دنیا کی سب سے بڑی حقیقت واضح کی ہے یعنی یہ کہ ہر ایک کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔ امیر ہو، غریب ہو، بادشاہ ہو، نادار ہو، عورت ہو مرد ہو ہر ایک مر کر رہے گا۔ ہر ایک جاندار کو مرنا ہے۔ فقط اللہ تعالیٰ ہی کی ذات اقدس ایسی ہے کہ جسے فنا نہیں بلکہ بقا ہے وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ سب کو دنیا چھوڑ جانا ہے۔ رہے نام اللہ کا۔ اے لوگو! ہم تمہیں راحت و رنج، امیری اور غریبی، غلبہ اور مغلوبی، قوت وضعف، تندرستی اور بیماری اور مختلف حالات کے ذریعے سے آزمائیں گے۔ تاکہ یہ دیکھیں کہ تم اچھے حالات میں متکبر، ظالم، خدا فراموش اور نفس کے بندے تو نہیں بن جاتے اور برے حالات میں کم ہمتی، گھٹیا طریقے اور ناجائز راستے تو تلاش نہیں کرتے۔ لہٰذا انسان کو ہر حال میں شکر گزاری اور صبر کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ انسان نہ تو اچھے حالات میں فرعون بننے کی کوشش کرے اور نہ ہی ناموافق حالات میں زمین پر ناک رگڑنے لگے۔ شکر اور صبر رضائے

Marfat.com

الٰہی کا اور کفرانِ نعمت اور ناصبری غضبِ الٰہی کا موجب ہے۔ فرمایا کہ تم سب کے سب ہماری طرف لوٹو گے اور قیامت کے روز نیکوں کو ان کی نیکی کی جزا اور بروں کو ان کی بدی کی سزا ملے گی۔

﴿وَ لِسُلَیۡمٰنَ الرِّیۡحَ عَاصِفَۃً تَجۡرِیۡ بِاَمۡرِہٖۤ اِلَی الۡاَرۡضِ الَّتِیۡ بٰرَکۡنَا فِیۡہَا ؕ وَ کُنَّا بِکُلِّ شَیۡءٍ عٰلِمِیۡنَ۝﴾ [پارہ ۱۷، سورۃ الانبیاء: ۸۱]

''اور سلیمان کے لیے تیز ہوا مسخر کر دی کہ اس کے حکم سے چلتی ہے اس زمین کی طرف جس میں ہم نے برکت رکھی اور ہم کو ہر چیز معلوم ہے۔''

تشریح: ...... یہ آیت اللہ کی جانب سے حضرت سلیمان علیہ السلام پر انعامات کے بارے میں ہے۔ ہم نے ہوا کو حضرت سلیمان علیہ السلام کے تابع کر دیا تھا۔ جو انہیں ان کے فرمان کے مطابق برکت والی زمین یعنی ملک شام میں پہنچا دیتی تھی۔ آپ اپنے تخت پر مع اپنے لشکر اور سامانِ اسباب کے بیٹھ جاتے پھر جہاں جانا ہوتا ہوا آپ کو وہاں پہنچا دیتی۔ تخت پر پرندے پر کھول کر آپ پر سایہ فگن ہو جاتے۔ فرمان خداوندی ہے کہ ہمیں ہر چیز کا بخوبی علم ہے۔

﴿وَ تَقَطَّعُوۡۤا اَمۡرَہُمۡ بَیۡنَہُمۡ ؕ کُلٌّ اِلَیۡنَا رٰجِعُوۡنَ۝﴾

[پارہ ۱۷، سورۃ الانبیاء: ۹۳]

''اور اوروں نے اپنے کام آپس میں ٹکڑے ٹکڑے کر لیے۔ سب کو ہماری طرف پھرنا ہے۔''

تشریح: ...... ارشاد خداوندی ہے کہ اے انسانو! تم سب حقیقت میں ایک ہی امت ہو اور ایک ہی ملت۔ دنیا میں جتنے بھی نبی آئے وہ فقط ایک ہی دین لے کر آئے تھے اور یہ دین صرف یہی تھا کہ اللہ وحدہٗ لاشریک ہے، وہ سب کا رب ہے۔ صرف اور صرف اللہ ہی کی بندگی ہونی چاہیے۔ بعد میں دینِ توحید کو بگاڑ کر مختلف مذاہب بنا لیے گئے۔ ہر ایک گمراہ ہو گیا اور بے شمار ملتیں وجود میں آ گئیں۔ حقیقت کے جزو کو لے کر اس میں اور کئی کچھ اس میں ملا دیا گیا۔ اب یہ کہنا کہ فلاں نبی فلاں مذہب کا بانی تھا، انسانیت میں ملتوں اور مذہبوں کا تفرقہ

Marfat.com

انبیاء کا ڈالا ہوا ہے محض ایک بہتان اور غلط خیال ہے۔ انبیاء علیہم السلام مختلف مذاہب نہیں بنا سکتے۔ وہ فقط توحید کی بات کرتے تھے اور اللہ کی جانب بلاتے تھے۔

﴿لَوْ كَانَ هٰٓؤُلَآءِ اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوْهَا وَ كُلٌّ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ۝﴾

[پارہ ۱۷، سورۃ الانبیاء: ۹۹]

''اگر یہ خدا ہوتے جہنم میں نہ جاتے اور ان سب کو ہمیشہ اس میں رہنا۔''

تشریح: ...... فرمانِ خدا ہے کہ یہ جعلی اور بنائے ہوئے جھوٹے معبود اگر سچے ہوتے تو اپنے پوجنے والوں کو جہنم میں جانے سے روک دیتے۔ لیکن وہ خود بھی جہنم میں جارہے ہیں تو وہ اپنے پجاریوں کو کس طرح دوزخ کی آگ کا ایندھن بننے سے روک سکتے ہیں۔ دونوں ہی ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔

﴿يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ اَرْضَعَتْ وَ تَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَ تَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَ مَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَ لٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ۝﴾ [پارہ ۱۷، سورۃ الحج: ۲]

''جس دن تم اسے دیکھو گے۔ ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پیتے کو بھول جائے گی اور تمام حمل والیوں کے حمل گر پڑیں گے اور تو لوگوں کو دیکھے گا جیسے نشہ میں ہیں اور نشہ میں نہ ہوں گے مگر ہے یہ کہ اللہ کی مار کڑی ہے۔''

تشریح: ...... یہ آیت حشر کے دن کا نقشہ بیان کرتی ہے۔ لوگوں پر سخت خوف، دہشت اور گھبراہٹ طاری ہوگی۔ ہر طرف حشر کا عالم ہوگا۔ یکے بعد دیگرے زلزلوں کی بنا پر زبردست جھٹکے لگیں گے یہی وقت ہوگا جب دودھ پلانے والی عورتیں اپنے بچوں کو بھول جائیں گی اور عورتوں کے حمل گر جائیں گے۔ بچے بوڑھے ہو جائیں گے لوگ حواس باختہ ہو جائیں گے۔ لوگ بدحواس وہ جائیں گے۔ ایسا معلوم ہو رہا ہوگا کہ لوگ نشے میں بدمست ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہوگا بلکہ حشر کے دن کی سختی نے انہیں بے ہوش کر رکھا ہوگا۔ قیامت کے دن کا منظر پیش کرنے کا مطلب لوگوں کو خوف دلانا بھی مقصود ہے۔ وہ اعمال بد سے باز آ

Marfat.com

جائیں اور نیکوکار بن جائیں۔ حقیقت میں اللہ کا عذاب بڑا دل ہلا دینے والا ہے۔

﴿یَاَیُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّ غَیْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَیِّنَ لَكُمْ وَ نُقِرُّ فِی الْاَرْحَامِ مَا نَشَآءُ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْۤا اَشُدَّكُمْ وَ مِنْكُمْ مَّنْ یُّتَوَفّٰى وَ مِنْكُمْ مَّنْ یُّرَدُّ اِلٰۤى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَیْلَا یَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ عِلْمٍ شَیْـٴًـا وَ تَرَى الْاَرْضَ هَامِدَةً فَاِذَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَیْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَ رَبَتْ وَ اَنْۢبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍۭ بَهِیْجٍ۝﴾ [پارہ ۱۷، سورۃ الحج: ۵]

''اے لوگو! اگر تمہیں قیامت کے دن جینے میں کچھ شک ہو تو یہ غور کرو کہ ہم نے تمہیں پیدا کیا مٹی سے، پھر پانی کی بوند سے پھر خون کی پھٹک سے پھر گوشت کی بوٹی سے۔ بعض کی تخلیق مکمل ہو اور بعض کی نامکمل۔ تاکہ ہم تمہارے لیے اپنی نشانیاں ظاہر فرمائیں اور ہم ٹھہرا کر رکھتے ہیں ماؤں کے پیٹ میں جسے چاہیں ایک مقرر میعاد تک۔ پھر تمہیں نکالتے ہیں بچہ۔ پھر اس لیے کہ تم اپنی جوانی کو پہنچو اور تم میں کوئی پہلے ہی مر جاتا ہے اور کوئی سب سے نکمی عمر تک ڈالا جاتا ہے کہ جاننے کے بعد بھی کچھ نہ جانے اور تو زمین کو دیکھے مرجھائی ہوئی پھر جب ہم نے اس پر پانی اتارا تو تر و تازہ ہوئی اور ابھر آئی اور ہر رونق والا خوشہ اگا لائی۔''

تشریح: ......اس آیت کریمہ میں حق تعالیٰ انسانی پیدائش کے مختلف ادوار بتاتے ہیں انسان کی پیداوار کن مرحلوں میں مکمل ہوتی ہے۔ پھر اس کی زندگی کا آغاز، جوانی اور بڑھاپے کے متعلق بتایا جاتا ہے۔ قیامت کے مخالفین اور منکرین کے سامنے اللہ تعالیٰ دلیل پیش کرتا ہے کہ اگر تمہیں دوبارہ جی اٹھنے سے انکار ہے تو اس کی دلیل میں تمہاری پہلی دفعہ کی پیدائش تمہیں یاد دلاتے ہیں تم اپنی اصلیت پر غور کرو۔ ہم نے تمہیں مٹی سے بنایا ہے۔ انسان کو ایک حقیر پانی کے قطرہ سے پیدا کیا گیا ہے۔ رحم مادہ میں بچہ بننے تک کافی مدارج آتے

Marfat.com

ہیں۔ یعنی پہلے خونِ بستہ کی شکل، پھر گوشت کا لوتھڑا، پھر خدا کے حکم سے اس میں خون کی سرخ پھٹکی پڑتی ہے۔ پھر گوشت کا ٹکڑا بن جاتا ہے۔ جس کی کوئی شکل وصورت نہیں ہوتی۔ پھر سر، ہاتھ، سینہ، پیٹ، رانیں، پاؤں اور کل اعضاء بنتے ہیں۔ کبھی اس سے پہلے ہی حمل ساقط ہو جاتا ہے۔ کبھی بچہ گر پڑتا ہے۔ کبھی حمل ٹھہر جاتا ہے۔ تمہارے مشاہدے کی بات ہے۔ پھر چار ماہ کے بعد بچے میں فرشتہ روح پھونکتا ہے اور خدا کے حکم سے بچہ شکل وصورت اختیار کر لیتا ہے۔

﴿ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَ اَنَّهٗ يُحْيِ الْمَوْتٰى وَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۝﴾ [پاره ١٧، سورة الحج: ٦]

''یہ اس لیے ہے کہ اللہ ہی حق ہے اور یہ کہ وہ مردے جلائے گا اور یہ کہ وہ سب کچھ کرسکتا ہے۔''

تشریح:......اس آیت خداوندی میں یہ جملہ کہ اللہ ہی حق ہے، تین معنی دے رہا ہے ایک یہ کہ اللہ ہی سچا ہے اور تمہارا یہ گمان محض باطل ہے کہ موت کے بعد دوبارہ زندگی کا کوئی امکان نہیں ہے۔ دوسرے یہ کہ اللہ کا وجود محض ایک خیال اور فرضی وجود نہیں ہے، جسے بعض عقلی مشکلات دور کرنے کی غرض سے گھڑ لیا گیا ہے۔ وہ فلسفیوں کا خیال کیا ہوا، واجب الوجود اور علت العلل ہی نہیں ہے بلکہ وہ حقیقی فاعلِ مختار ہے جو ہر آن اپنی قدرتِ کاملہ اور حکمتِ بالغہ اور اپنے علم سے پوری کائنات اور اس کی ایک ایک چیز کی تدبیر کر رہا ہے۔ تیسرے یہ کہ وہ کھلنڈرا نہیں ہے کہ محض دل بہلانے کے لیے کھلونے بنائے اور پھر یونہی توڑ پھوڑ کر خاک میں ملا دے بلکہ وہی حق ہے اس کے سب کام سنجیدہ اور بامقصد حکمت سے بھرپور ہیں۔

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ الَّذِيْنَ هَادُوْا وَ الصّٰبِئِيْنَ وَ النَّصٰرٰى وَ الْمَجُوْسَ وَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ۝﴾ [پاره ١٧، سورة الحج: ١٧]

Marfat.com

''بے شک مسلمان اور یہودی اور ستارہ پرست اور نصرانی اور آتش پرست اور مشرک، بے شک اللہ ان سب میں قیامت کے دن فیصلہ دے گا۔ بے شک ہر چیز اللہ کے سامنے ہے۔''

تشریح: ...... یہ آیت خدا کے بارے میں مختلف انسانی گروہوں کے خیالات اور عقائد کو بیان کرتی ہے جو حسب ذیل ہیں:

۱۔ اہل ایمان: یعنی مسلمان جنہوں نے اپنے زمانے میں خدا اور تمام انبیاء، اس کے فرشتوں، کتابوں اور یوم آخرت پر ایمان لانا قبول کیا۔

۲۔ یہودی: حضرت موسیٰ علیہ السلام کے امتی۔

۳۔ صابی: صابی کے نام سے دو گروہ مشہور تھے ...... ایک حضرت یحییٰ علیہ السلام کے پیرو اور دوسرے ستارہ پرست لوگ جو اپنے دین کو حضرت شیث اور حضرت ادریس علیہما السلام کی طرف منسوب کرتے۔ یہاں پہلا گروہ مراد ہے کیونکہ دوسرا گروہ نزول قرآن کے وقت اس نام سے موسوم نہ تھا۔

۴۔ نصاریٰ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے امتی۔

۵۔ مجوسی: ایران کے آتش پرست جو روشنی اور تاریکی کے دو خدا مانتے تھے اور اپنے آپ کو زردشت کا پیرو کہتے تھے۔

۶۔ مشرکین (منکرین خدا): عرب اور دوسرے ممالک کے مشرکین جو مذکورہ بالا گروہوں کی طرح کسی خاص نام سے موسوم نہ تھے۔ قرآن ان کو دوسرے گروہوں سے ممتاز کرنے کے لیے مشرکین اور الذین اشرکوا کے اصطلاحی ناموں سے یاد کرتا ہیں۔

قرآن مجید فرماتا ہے کہ خدا کے بارے میں دنیا میں جو مختلف انسانی گروہوں کے درمیان جھگڑا ہے اس طرح فیصلہ اس دنیا میں نہیں بلکہ قیامت کے دن ہو گا۔ وہاں پر اس بات کا دوٹوک فیصلہ کر دیا جائے گا کہ ان میں حق پر کون ہے اور کون باطل پر۔ اللہ تعالیٰ اپنی قدرتِ کاملہ اور حکمتِ بالغہ سے ہر چیز پر قادر ہے۔

Marfat.com

﴿وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗ اَسْلِمُوْا وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ٥﴾ [پاره ١٧، سورة الحج: ٣٤]

''اور ہر امت کے لیے ہم نے ایک قربانی مقرر فرمائی کہ اللہ کا نام لیں۔ اس کے دیئے ہوئے بے زبان چوپایوں پر تو تمہارا معبود ایک معبود ہے۔ تو اس کے حضور گردن رکھو اور اے محبوب خوشی سنا دو ان تواضع والوں کو۔''

تشریح: ......اس آیت قرآنی میں قربانی کرنے کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ اے امت محمدیہ! یہ جانوروں کی قربانی کا حکم صرف تمہیں ہی نہیں دیا گیا بلکہ تم سے پہلی جتنی ہدایت یافتہ امتیں گزری ہیں ان سب کو حکم دیا گیا تھا۔ رسول کریم ﷺ نے مدینہ طیبہ میں ہر سال قربانی دی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قربانی دینے کا حکم دیا اور اس کے احکام سے آگاہ کیا۔ آج تک امت مسلمہ کا ہر جگہ اور ہر زمانہ میں اس پر عمل رہا ہے۔ قربانی دینے کا مقصد یہ ہے کہ تم مویشیوں کو ذبح کرو تو ذبح کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لو۔ شریعت کے قوانین میں اختلاف کے باوجود ہدایت اس عقیدہ میں یک دل اور یک زبان ہے کہ لا الہ الا اللہ۔ اس لیے اس کے پیدا کیے ہوئے جانور جب ذبح کیے جائیں تو اسی کا نام پاک لے کر ذبح کرو۔ اللہ تعالیٰ کے احکام کے آگے اپنی گردنیں جھکا دو۔

اس آیت کے آخر میں ''مخبط'' کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ اس لفظ میں تین مفہوم شامل ہیں: (۱) استکبار اور غرور نفس کو چھوڑ کر اللہ کے مقابلے میں عجز اختیار کرے۔ (۲) اس کی بندگی اور غلامی پر مطمئن ہو جائے۔ (۳) اس کے فیصلوں پر راضی ہو جانا۔ جو لوگ ان صفات عالیہ کے متصف ہیں انہیں خوشخبری سنا دی گئی ہے کہ وہ مبارکباد کے مستحق ہیں۔

﴿لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوْهُ فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِى الْاَمْرِ وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ اِنَّكَ لَعَلٰى هُدًى مُّسْتَقِيْمٍ٥﴾

[پاره ١٧، سورة الحج: ٦٧]

Marfat.com

''ہر امت کے لیے ہم نے عبادت کے قاعدے بنا دیئے کہ وہ ان پر چلے تو ہرگز وہ تم سے اس معاملہ میں جھگڑا نہ کریں اور اپنے رب کی طرف بلاؤ بے شک تم سیدھی راہ پر ہو۔''

تشریح: ......اس آیت کریمہ میں شریعت محمدی کا ذکر فرمایا گیا ہے کہ آج تک جو رسول بھی بھیجا گیا ہے اسے اس کی قوم کے مخصوص حالات کے پیش نظر ایک نظام شریعت دیا گیا۔ اسی طرح اس دور میں آپ کو بھی شریعت کا ایک ایسا دستور عطا کیا گیا جو عصرِ حاضر کی ضرورتوں کو پورا کرسکتا ہے اور اسلام کے عالمی اور ابدی دین ہونے کے تقاضوں سے بڑی خوبی کے ساتھ عہدہ برآ ہوسکتا ہے۔ سابقہ شریعت والوں کو مناسب نہیں کہ احکامِ شریعت کے اختلاف کو لڑائی جھگڑے کا موجب بنائیں اور مخالفت کا طوفان برپا کردیں۔ پس اے میرے حبیب! آپ اپنا فرض ادا کرتے رہیے اور کسی کی فساد انگیزی کی پروا نہ کیجیے۔ کیونکہ آپ صراط مستقیم پر گامزن ہیں۔ یعنی پچھلی شریعتیں منسوخ ہو چکی ہیں۔ کوئی مفسد اپنے فساد کی وجہ سے تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

﴿قُلْ مَنْۢ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾ [پارہ ۱۸، سورۃ المومنون: ۸۸]

''تم فرماؤ کس کے ہاتھ ہے ہر چیز کا اختیار اور وہ پناہ دیتا ہے اور اس کے خلاف کوئی پناہ نہیں دے سکتا اگر تمہیں علم ہو۔''

تشریح: ......اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی شانِ بے نیازی بیان کی گئی ہے۔ اس کی قدرت اور حکمت کا بیان ہے۔ اس آیت میں لفظ مَلَكُوْت استعمال ہوا ہے جس کے معنی بادشاہی اور ملکیت کے ہیں۔ مطلب یہ کہ ہر چیز پر کامل اقتدار اللہ تعالیٰ کا ہے اور ہر چیز پر بلا اختیار غیرے اسی کا قبضہ ہے۔ وہ قادرِ مطلق ہے اور ہر چیز پر اسی کا حکم چلتا ہے۔ وہ جس کو چاہے پناہ دے کسی کی مجال نہیں کہ اف کر سکے۔ کسی میں یہ طاقت نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف کسی کو پناہ دے سکے۔ اے لوگو! اب تم کسی ایسی شے کی نشان دہی کرو جو اس صفت

Marfat.com

سے متصف ہو۔ اس سوال کے جواب میں وہ یہ کہنے پر مجبور ہوں گے کہ لِلّٰہ! ہر چیز اسی کی ملک ہے۔ تو اب بتاؤ، یہ ماننے کے باوجود کیا تمہیں یہ حق پہنچتا ہے کہ اس کے بغیر کسی کو الٰہ کہو اور اس کو خدا مانو اس کی پوجا پاٹ کرو یا قیامت کا انکار کرو۔

﴿اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْھَا مِصْبَاحٌ اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَۃٍ اَلزُّجَاجَۃُ کَاَنَّھَا کَوْکَبٌ دُرِّیٌّ یُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ زَیْتُوْنَۃٍ لَّا شَرْقِیَّۃٍ وَّلَا غَرْبِیَّۃٍ یَّکَادُ زَیْتُھَا یُضِیْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْہُ نَارٌ نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ یَھْدِی اللّٰہُ لِنُوْرِہٖ مَنْ یَّشَآءُ وَیَضْرِبُ اللّٰہُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۝﴾ [پارہ ۱۸، سورۃ النور: ۳۵]

"اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا۔ اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق کہ اس میں چراغ ہے وہ چراغ ایک فانوس میں ہے۔ وہ فانوس گویا ایک ستارہ ہے۔ موتی سا چمکتا روشن ہوتا ہے۔ برکت دینے والے پیڑ زیتون سے جو نہ پورب نہ پچھم کا۔ قریب ہے کہ اس کا تیل بھڑک اٹھے اگر اسے آگ نہ چھوئے۔ نور پر نور ہے۔ اللہ اپنے نور کی راہ بتاتا ہے جسے چاہتا ہے اور اللہ مثالیں بیان فرماتا ہے لوگوں کے لیے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔"

تشریح:...... یہ طویل آیت اللہ تعالیٰ کی شان کی مظہر ہے۔ آسمانوں اور زمین کا لفظ قرآن مجید میں کائنات کے لیے استعمال ہوا ہے۔ دوسرے الفاظ میں آیت کا ترجمہ یہ بھی ہے کہ اللہ ساری کائنات کا نور ہے۔ نور سے مراد وہ چیز ہے جس کی بدولت اشیاء کا ظہور ہوتا ہے۔ جو آپ سے آپ ظاہر ہو اور دوسری چیزوں کو ظاہر کر دے۔ انسان کے ذہن میں نور اور روشنی کا اصل مفہوم یہی ہے کچھ نہ سوجھنے کی حالت کا نام اندھیرا، تاریکی اور ظلمت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لیے لفظ "نور" کا استعمال اسی بنیادی مفہوم کے لحاظ سے کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لیے انسانی زبان کے جتنے الفاظ بھی بولے جاتے ہیں وہ اپنے اصل بنیادی مفہوم کے اعتبار سے بولے جاتے ہیں نہ کہ ان کے مادی معنی کے اعتبار سے۔ ہم اللہ تعالیٰ کے لیے

Marfat.com

دیکھنے کا لفظ بولتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ انسان اور حیوان کی طرح آنکھ نامی ایک عضو کے ذریعے سے دیکھتا ہے۔ اس کے لیے ہم سننے کا لفظ بولتے ہیں اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ وہ ہماری طرح کانوں سے سنتا ہے۔ یہ سارے الفاظ اس کی ذات کے لیے ہمیشہ ایک اطلاقی شان میں بولے جاتے ہیں۔ اسی طرح نور کے متعلق بھی یہ خیال کرنا محض ایک تنگ خیالی ہے کہ اس کے معنی کا مصداق اس شعاع ہی کی صورت میں پایا جا سکتا ہے جو کسی چمکنے والے نوری جسم سے نکل کر آنکھ کے پردے پر منعکس ہو۔ اللہ تعالیٰ کی بابت نور کا مصداق محدود معنی میں نہیں بلکہ مطلق معنی میں ہے۔ یعنی اس کائنات میں وہی ایک اصل ''سبب ظہور'' ہے باقی سب تاریکی اور ظلمت۔ دوسری روشنی دینے والی چیزیں بھی اس کی بخشی ہوئی روشنی سے روشن اور روشن گر ہیں۔ ورنہ ان کے پاس اپنا کچھ نہیں جس سے وہ یہ کرشمہ دکھائیں۔

نور کا لفظ علم کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے اور اس کے برعکس جہل کو تاریکی اور ظلمت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس معنی میں بھی کائنات کا نور ہے کہ یہاں حقائق کا علم اور راہِ راست کا علم اگر مل سکتا ہے تو اسی سے مل سکتا ہے۔ اس کے فیض کے بغیر جہالت اور گمراہی کے سوا کچھ اور نہیں۔

مبارک درخت سے مراد بہت سے فائدے دینے والا درخت۔ ایسے زیتون کے درخت کے تیل سے چراغ روشن کیا جاتا ہے جو کھلے میدان میں یا اونچی جگہ واقع ہو۔ شام تک اس پر دھوپ پڑتی ہو۔ کسی آڑ میں نہ ہو کہ اس پر صرف صبح کی یا صرف شام کی دھوپ پڑے۔ زیتون کے ایسے درخت کا تیل زیادہ لطیف ہوتا ہے اور زیادہ تیز روشنی دیتا ہے۔ محض شرقی یا محض غربی رُخ کے درخت نسبتاً غلیظ تیل دیتے ہیں۔ ان کی روشنی ہلکی ہوتی ہے۔

اس تمثیل میں چراغ سے اللہ تعالیٰ کی ذات کو اور طاق سے کائنات کو تشبیہ دی گئی ہے اور فانوس سے مراد وہ پردہ ہے جس میں حق تعالیٰ نے اپنے آپ کو مخلوق کی نگاہ سے چھپا رکھا ہے۔ حقیقت میں یہ پردہ پوشیدگی کا نہیں بلکہ شدتِ ظہور کا پردہ ہے۔ نگاہ خلق اس کو دیکھنے سے عاجز ہے۔ اس کی وجہ یہ نہیں کہ درمیان میں تاریکی حائل ہے بلکہ اصل وجہ یہ ہے کہ

Marfat.com

درمیان کا پردہ شفاف ہے اور اس شفاف پردے سے گزر کر آنے والا نور ایسا شدید، بسیط اور محیط ہے کہ محدود طاقت رکھنے والی بینائیاں اس کا ادراک کرنے سے عاجز رہ گئی ہیں۔ یہ کمزور بینائیاں صرف ان محدود روشنیوں کا ادراک کرسکتی ہیں جن کے اندر کمی وبیشی ہوتی رہتی ہے۔ جو کبھی زائل ہوتی ہیں اور کبھی پیدا ہو جاتی ہیں۔ جن کے مقابلے میں کوئی تاریکی موجود ہے۔ اس کے برعکس نورِ مطلق جس کا کوئی مدمقابل نہیں۔ جو کبھی زائل نہیں ہوتا۔ جو سدا ایک ہی شان سے ہر طرف چھایا رہتا ہے۔ اس کا ادراک خلقت کے بس سے باہر ہے۔

''چراغ ایک ایسے زیتون کے درخت کے تیل سے روشن کیا جاتا ہو جو نہ شرقی ہو نہ غربی۔'' سے مراد صرف چراغ کی روشنی کے کمال اور اس کی شدت کا تصور دلانے کے لیے ہے۔ قدیم زمانے میں زیادہ سے زیادہ روشنی روغنِ زیتون کے چراغوں سے حاصل کی جاتی تھی۔ ان میں روشن ترین چراغ وہ ہوتا تھا جو بلند اور کھلی جگہ کے زیتون کے درخت سے نکالے ہوئے تیل سے جلتا تھا۔ مضمون کا مدعا یہ نہیں کہ اللہ کی ذات جسے چراغ سے تشبیہ دی گئی ہے اور کسی چیز سے طاقت حاصل کر رہی ہے بلکہ مقصود یہ ہے کہ مثال میں معمولی چراغ نہیں بلکہ اس روشن ترین چراغ کا تصور جو تمہارے مشاہدہ میں ہوتا ہے جس طرح یہ چراغ سارے مکان کو جگمگا دیتا ہے اسی طرح اللہ کی ذات کے نور نے ساری کائنات کو بقعۂ نور بنا رکھا ہے۔

فرمانِ خدا کہ ''اس کا تیل آپ سے آپ بھڑکا پڑتا ہو چاہے آگے اس کو نہ لگے۔'' اس سے بھی چراغ کی روشنی سے زیادہ سے زیادہ تیز ہونے کا تصور دلانا مقصود ہے۔ یعنی مثال میں اس انتہائی تیز روشنی کے چراغ کا تصور کرو جس میں ایسا لطیف اور ایسا سخت اشتعال پذیر تیل پڑا ہوا ہو۔ یہ تینوں چیزیں یعنی زیتون اور اس کا غیر شرقی وغربی ہونا اور اس کا آگ لگے بغیر ہی آپ سے آپ بھڑکا پڑنا، مستقل اجزائے تمثیل نہیں ہیں بلکہ پہلے جزوِ تمثیل یعنی چراغ کے ضمنی متعلقات ہیں اصل اجزائے تمثیل نہیں۔ چراغ، طاق اور فانوس شفاف۔

آیت کا یہ جملہ بھی غور طلب ہے کہ ''اس کے نور کی مثال ایسی ہے'' اس سے وہ غلط فہمی

Marfat.com

دور ہو جاتی ہے جو ”اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے“ کے الفاظ سے کسی کو ہو سکتی تھی۔ اس سے ثابت ہوا کہ ”نور“ کہنے کا مطلب یہ نہیں کہ معاذ اللہ اس کی حقیقت ہی بس ”نور“ ہونا ہے۔ دراصل وہ تو ایک ذات اکمل ہے۔ جو صاحب علم صاحب قدرت، صاحب حکمت وغیرہ ہونے کے ساتھ ساتھ صاحب نور بھی ہے۔ لیکن خود اس نور محض اس کے کمال نورانیت کی وجہ سے کیا گیا۔ جیسے کسی کے کمالِ فیاضی کا حال بیان کرنے کے لیے اس کو خود فیض کہہ دیا جائے۔ یا اس کے کمالِ خوبصورتی کا وصف بیان کرنے کے لیے خود اسی کو حسن کے لفظ سے تعبیر کر دیا جائے۔

اگرچہ اللہ کا نور مطلق ساری کائنات کو روشن کر رہا ہے مگر اس کا ادراک ہر ایک کو نصیب نہیں ہوتا۔ اس کے ادراک کی توفیق اور اس کے فیض سے فیض یاب ہونے کی نعمت اللہ ہی جس کو چاہتا ہے بخشتا ہے۔ ورنہ جس طرح اندھے کے لیے دن رات برابر ہیں اسی طرح بے بصیرت انسان کے لیے بجلی اور سورج اور چاند اور تاروں کی روشنی ہے مگر اللہ کا نور اس کو سجھائی نہیں دیتا۔ اس لیے اس بدنصیب کے لیے کائنات میں ہر طرف تاریکی ہے۔

وہ جانتا ہے کہ کسی حقیقت کو کسی مثال سے بہترین طریقے سے سمجھایا جا سکتا ہے۔ دوسرے یہ کہ وہ جانتا ہے کہ کون اس نعمت کا مستحق ہے اور کون نہیں۔ جو شخص نورِ حق کا طالب ہی نہ ہو اور ہمہ تن رات دن اپنی دنیوی زندگی کی اغراض ہی میں گم ہو اور مادی لذتوں اور نفع مندیوں ہی کی جستجو میں غرق ہو اسے زبردستی نور حق دکھانے کی اللہ کو ضرورت نہیں ہے۔ اس عطیے کا مستحق وہی ہے جسے اللہ جانتا ہے کہ وہ اس کا طالب اور مخلص طالب ہے۔

﴿اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ٥﴾

[پارہ ۱۸، سورۃ النور: ۴۱]

”کیا تم نے نہ دیکھا کہ اللہ کی تسبیح کرتے ہیں جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں اور پرندے پر پھیلائے۔ سب نے جان رکھی ہے اپنی نماز اور اپنی تسبیح اور اللہ

Marfat.com

ان کے کاموں کو جانتا ہے۔"

تشریح:......اس آیت کریمہ میں ارشاد خداوندی ہے کہ زمین وآسمان کی تمام مخلوقات یعنی انسان، جن، فرشتے، حیوانات اور جمادات سب کے سب اللہ کی تسبیح کے بیان میں مشغول ہیں۔ پرندے فضا میں بھی اڑتے ہیں اور زمین پر بھی چلتے پھرتے ہیں یہ سب اللہ کی تسبیح بیان کرتے ہیں۔ ان سب کو جو تسبیح لائق تھی خدا نے انہیں سکھا دی۔ سب کو اپنی اپنی عبادات کے مختلف طریقے سکھا دیئے۔ وہ عالم کل ہے وہی معبود حقیقی ہے۔ اسی کے قبضۂ قدرت میں سب کچھ ہے۔ اس آیت میں انسانوں اور جنوں کو تنبیہ کی گئی ہے کہ تمہیں اللہ نے شعور اور ارادے کی آزادی دی ہے تو تمہیں تو دوسری مخلوقات سے زیادہ اللہ کی تسبیح اور اطاعت کرنی چاہیے تھی۔ لیکن معاملہ اس کے برعکس ہے۔ دیگر مخلوقات تو تسبیح میں رات دن مصروف ومشغول ہیں مگر تم اس میں کوتاہی کا ارتکاب کر رہے ہو۔ بہرحال تمام مخلوقات کے حال، نیت اور اعمال سے بخوبی واقف ہے۔

﴿وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى بَطْنِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى رِجْلَيْنِ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى اَرْبَعٍ يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌo﴾ [پارہ ۱۸، سورۃ النور: ٤٥]

"اور اللہ نے زمین پر ہر چلنے والا پانی سے بنایا۔ تو ان میں کوئی اپنے پیٹ پر چلتا ہے اور ان میں کوئی دو پاؤں پر چلتا ہے اور ان میں کوئی چار پاؤں پر چلتا ہے۔ اللہ بناتا ہے جو چاہے۔ بے شک اللہ سب کچھ کر سکتا ہے۔"

تشریح:......ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ وہ اپنی قدرت کاملہ اور حکمت ومشیت سے ایک ہی پانی سے طرح طرح کی مخلوقات پیدا کرتا ہے یعنی پیٹ کے بل چلنے والی مخلوق مثلاً سانپ اور دیگر حشرات الارض، دو پاؤں پر چلنے والی مخلوق یعنی انسان اور پرند اور چار پاؤں پر چلنے والے جانور مثلاً گائے، بھینس۔ اللہ حسب ارادہ جو چاہے پیدا کر سکتا ہے اور کرتا ہے مثلاً کیکڑا اور مکڑی کے کئی پاؤں ہیں۔ ہر ایک اپنی ہیئت اور خصوصیات سے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت

Marfat.com

اور اس کی پاکی کی گواہی دے رہا ہے۔

﴿اَلَا اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ قَدْ یَعْلَمُ مَا اَنْتُمْ عَلَیْهِ وَیَوْمَ یُرْجَعُوْنَ اِلَیْهِ فَیُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۝﴾

[پارہ ۱۸، سورة النور: ٦٤]

''سن لو بے شک اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ بے شک وہ جانتا ہے جس حال پر تم ہو اور اس دن کہ جس میں پھیرے جائیں گے۔ تو وہ انہیں بتا دے گا جو کچھ انہوں نے کیا اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔''

تشریح: ......اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کی تمام مخلوقات کا خالق اور مالک ہے۔ ہر چیز اس کی مِلک ہے۔ سب اسی کے بندے اور اس کی ماتحتی میں ہیں۔ وہ جس طرح چاہے تصرف کرے اور جس چیز کا چاہے حکم دے۔ جس حال پر تم ہو، جو تمہاری حالت ہو اس خدا تعالیٰ پر عیاں ہے۔ کوئی ذرہ اس سے چھپا نہیں۔ بندوں کے تمام خیر و شر کا وہ عالِم ہے۔ ہر ایک جان دار کے ہر حال کو جاننے والا وہی ہے۔ جب مخلوق اللہ کی طرف لوٹائی جائے گی تو اس وقت ان کے سامنے ان کی چھوٹی سے چھوٹی نیکی اور بدی پیش کر دی جائے گی اور وہ اس کے مطابق روزِ قیامت جزا اور سزا دے گا۔ اللہ کی ذات کسی قسم کا ظلم نہ کرے گی۔ یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔ زمین و آسمان کے اندر کوئی چیز اس سے مخفی نہیں ہے۔

﴿الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَیْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِیْرًا ۝﴾

[پارہ ۱۸، سورة الفرقان: ۲]

''وہ جس کے لیے ہے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اور اس نے نہ اختیار فرمایا بچہ اور اس کی سلطنت میں کوئی ساجھی نہیں۔ اس نے ہر چیز پیدا کر کے ٹھیک اندازہ پر رکھی۔''

تشریح: ......اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ کے کمال کی صفات کا ذکر فرمایا گیا ہے۔

Marfat.com

بتایا گیا کہ قرآن نازل کرنے والا وہ پروردگار ہے جس کی حکومت وسلطنت کا ڈنکا ساری کائنات میں بج رہا ہے۔ اس نے کسی کو اپنا فرزند نہیں بنایا اور نہ اسے اس کی ضرورت ہے۔ کوئی شخص اس کی حکومت وسلطنت میں حصہ دار نہیں کہ کچھ حصہ اس کا ہو اور کچھ حصہ اس کے شریک کا۔ ہر چھوٹی بڑی چیز کا وہی خالق ہے وہی مالک ہے۔

اس کے حکمت وعلم کا یہ عالم ہے کہ اس جہان میں بے شمار چیزیں ہیں لیکن ہر چیز اپنے خاص انداز سے بنائی اور ہر چیز کو پورے لوازمات سے بنایا۔ الغرض سارا نظام عالم دانائی اور کمالِ مہارت سے بنایا گیا۔ ہر چیز کی وضع وقطع اور محل ومکان ایسی عمدگی سے مقرر کیا گیا ہے کہ اگر اس میں بال برابر بھی ردوبدل کیا جائے تو ہر چیز پاش پاش ہو جائے۔ ساری بلندیاں اور پستیاں اس کے آگے سر جھکائے ہوئے ہیں۔ وہ ہر چیز کا خالق ہے۔ اس کے علم وحکمت کی گواہی ہر چیز دے رہی ہے۔ ایسے خدا کا کوئی بیٹا ہوسکتا ہے؟ کیا اس کا کوئی شریک ہوسکتا ہے؟ اے غافلو! تم اس روشن حقیقت کو کیوں نہیں سمجھتے۔ وہ خالق، مالک، رازق، وحدہٗ لا شریک اور قیامت کے دن کا مالک ہے۔

﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ وَكَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّنَصِيْرًا۝﴾ [پارہ ۱۹، سورۃ الفرقان: ۳۱]

”اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لیے دشمن بنا دیئے تھے مجرم لوگ اور تمہارا رب کافی ہے ہدایت کرنے اور مدد دینے کو۔“

تشریح: ...... ارشاد خداوندی ہے کہ اے حبیب آج جو دشمنی تمہارے ساتھ کی جا رہی ہے یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ پہلے بھی ایسا ہوتا رہا ہے کہ جب کوئی نبی حق اور راستی کی دعوت دینے اٹھا تو وقت کے سارے جرائم پیشہ لوگ اس کے خلاف کھڑے ہو گئے۔ یہ جو فرمایا کہ ہم نے ان کو دشمن بنایا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارا قانون فطرت یہی ہے۔ لہٰذا ہماری اس مشیت پر صبر کرو اور قانون فطرت کے تحت جن حالات سے دوچار ہونا ضروری ہے ان کا مقابلہ ٹھنڈے دل اور مضبوط عزم کے ساتھ کرتے رہو۔ راہنمائی سے مراد صرف علم حق

Marfat.com

عطا کرنا ہی نہیں بلکہ اسلامی دعوت وتحریک کو کامیاب بنانے کے لیے اور دشمنوں کی چالوں کو شکست دینے کے لیے صحیح تدبیریں سمجھانا بھی شامل ہے۔ مدد سے مراد ہر قسم کی مدد ہے۔ حق و باطل کے ہر محاذ پر اہل حق کی تائید میں مدد پہنچانا اللہ کا کام ہے۔ دلیل کی لڑائی میں اہل حق کو حجتِ بالغہ عطا کرتا ہے۔ اخلاق کی لڑائی میں اہل حق کو اخلاقی برتری عطا کرتا ہے۔ تنظیم کا مقابلہ ہو تو وہی باطل پرستوں کے دل پھاڑتا اور اہل حق کے دل جوڑتا ہے۔ انسانی طاقت کا مقابلہ ہو تو وہی ہر مرحلہ پر موزوں اشخاص کو لا کر اہل حق کی جمعیت بڑھاتا ہے۔ مادی وسائل کی ضرورت ہو تو وہی اہل حق کے تھوڑے سے مال میں برکت ڈال دیتا ہے۔ الغرض کوئی پہلو ایسا نہیں ہے کہ جس میں اس کی راہنمائی اور مدد شامل نہ ہو بشرطیکہ مسلمان اللہ کی کفایت پر ایمان رکھیں اور حسب توفیق حق کی بلندی کے لیے آگے بڑھتے رہیں۔

﴿وَعَادًا وَّثَمُودَ وَأَصْحٰبَ الرَّسِّ وَقُرُونًا بَيْنَ ذٰلِكَ كَثِيرًا ۝ وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْأَمْثَالَ وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيرًا ۝﴾ [پارہ ۱۹، سورۃ الفرقان: ۳۹]

''اور عاد اور ثمود اور کنویں والوں کو اور ان کے بیچ میں بہت سی سنگتیں (قومیں) اور ہم نے سب سے مثالیں بیان فرمائیں اور سب کو تباہ کر کے مٹا دیا۔''

تشریح:...... آیت کریمہ کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم نے امتوں کے سامنے دلائل کے ذریعے حجت قائم کی اور پھر اتمامِ حجت کے بعد امتیں ہلاک کر دی گئیں۔ ہم نے ان سب کے سامنے اپنا کلام پیش کیا۔ دلیلیں قائم کیں۔ معجزے دکھائے، عذر مٹائے پھر آخر کار سب کو غارت اور برباد کر دیا۔

﴿وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِي كُلِّ قَرْيَةٍ نَّذِيرًا ۝﴾ [پارہ ۱۹، سورۃ الفرقان: ۵۱]

''اور ہم چاہتے تو ہر بستی میں ایک ڈر سنانے والا بھیجتے۔''

تشریح:...... اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ہر ایک بستی میں نبی بھیج سکتا تھا لیکن اس نے ایسا نہیں کیا بلکہ تمام دین کے لیے ایک ہی نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیج کر تمام لوگوں کو ڈر اور بشارت سنائی۔

Marfat.com

﴿اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الْاَرْضِ كَمْ اَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ﴾
[پارہ ۱۹، سورۃ الشعراء: ۷]

''کیا انہوں نے زمین کو نہ دیکھا ہم نے اس میں کتنے عزت والے جوڑے اگائے۔''

تشریح:......اس آیت ربانی میں یہ بتایا گیا ہے کہ اے لوگو ذرا آنکھیں کھول کر زمین پر اردگرد پھیلے ہوئے سرسبز مرغزاروں، لہلہاتے ہوئے کھیتوں اور شاداب و تر و تازہ باغوں کو دیکھو کہ ان کے پتے پتے ہر قدرت کی روشنی نشانیاں موجود ہیں۔ یہ اگنے والی بے شمار انواع و اقسام کی چیزیں جن مادوں اور قوتوں کی بدولت اگ رہی ہیں اور جن قوانین کے تحت اگ رہی ہیں یہ سب کچھ کسی حکیم کی حکمت، کسی علیم کے علم، کسی قادر و توانا کی قدرت اور کسی خالق کے تخلیقی منصوبہ کے بغیر نہیں اگ سکتیں۔ پس فرمان خدا ہے کہ نادان نہ بنو، اپنے منہ سے اپنی تباہی کا مطالبہ نہ کرو بلکہ اللہ کی روشن نشانیوں کو غور سے دیکھو جو تمہارے اردگرد بڑے سلیقے اور قرینے سے سجا دی گئی ہیں اور ایمان لا کر اپنی ابدی فلاح کا اہتمام کر لو۔

﴿فَاَوْحَيْنَا اِلٰى مُوْسٰى اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ﴾ [پارہ ۱۹، سورۃ الشعراء: ٦٣]

''ہم نے موسیٰ کو وحی فرمائی کہ دریا پر اپنا عصا مار تو جبھی دریا پھٹ گیا اور ہو گیا پانی کا ہر حصہ بڑے پہاڑ کی مانند۔''

تشریح:......اس آیت مذکورہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کے بارے میں فرمایا ہے۔ فرعون اور اس کے امراء حضرت موسیٰ علیہ السلام کو سزا دینے کے لیے نکلے۔ لہٰذا فرعون اپنی فوجوں کے ساتھ بنی اسرائیل کے تعاقب میں نکلا۔ فرعون بنی اسرائیل کا تعاقب کرتا ہو، ان کے قریب پہنچ گیا۔ دونوں فریقوں نے ایک دوسرے کو دیکھ لیا تو بنی اسرائیل کے حواس باختہ ہو گئے۔ سامنے سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا اور پیچھے فرعون کا لشکر جرار نے گھیرا تنگ کر دیا۔ کہنے لگے کہ ہم تو پکڑے گئے۔ ان نازک حالات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام

Marfat.com

قطعاً نہ گھبرائے اور ساتھیوں کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا ''کلا'' ہمیں وہ ہرگز نہیں پکڑ سکتے۔ میرے ساتھ میرا رب ہے۔ میں اس کے حکم سے تمہیں لے کر نکلا ہوں۔ وہ ضرور ہماری راہنمائی فرمائے گا۔ کتنا پختہ یقین ہے اور توکل ہے ایک پیغمبر علیہ السلام کا۔ لہٰذا ارشاد ربانی ہوا اے موسیٰ علیہ السلام اس سمندر پر اپنے عصا کی ایک ضرب لگاؤ۔ آپ نے ایسا ہی کیا۔ لہٰذا سمندر کی اچھلتی اور مچلتی ہوئی موجوں پر سکتہ طاری ہوگیا۔ سمندر میں شگاف پیدا ہوگیا اور پانی کی لہریں اونچے پہاڑوں کی طرح جامد و ساکت ہوگئیں، درمیان میں خشک راستہ بن گیا۔ بنی اسرائیل کا قافلہ آسانی سے اس میں سے گزر گیا۔ اس کے بعد فرعون کا لشکر بھی گزرنے لگا۔ جب لشکر درمیان میں پہنچا تو ٹھہرا ہوا پانی دونوں طرف سے باہم مل گیا۔ یوں فرعون اور اس کا لشکر سمندر میں غرق ہوگیا۔ یہ اللہ کا حکم تھا۔

﴿وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُودَ وَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنطِقَ الطَّيْرِ وَأُوتِينَا مِن كُلِّ شَيْءٍ إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِينُ ۝﴾

[پارہ ۱۹، سورۃ النمل: ۱۶]

''اور سلیمان داؤد کا جانشین ہوا اور کہا اے لوگو! ہمیں پرندوں کی بولی سکھائی گئی اور ہر چیز میں سے ہم کو عطا ہوا بے شک یہی ظاہر فضل ہے۔''

تشریح: ......اس آیت قرآنی میں حضرت داؤد علیہ السلام کے بیٹے حضرت سلیمان علیہ السلام کا ذکر گرامی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ملک اور نبوت کی وراثت بخشی اور یہ مال و جائیداد کی وراثت نہ تھی۔ ویسے بھی نبی مال و دولت کی وراثت نہیں چھوڑتے بلکہ علم و حکمت کی دولت چھوڑتے ہیں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے یہ خصوصی اعزاز فرمایا کہ پرندوں کی بولیاں سکھائی گئیں۔ پرندے سائے کے لیے آپ کے ساتھ رہتے۔ جن چیزوں کی انہیں دنیا اور آخرت میں ضرورت تھی وہ کثرت سے آپ کو عطا کی گئیں۔ ان نعمتوں کا ذکر کر کے انہوں نے فرمایا کہ ان میں سے کوئی چیز میری ذاتی نہیں بلکہ میرے رب نے مجھے بخشی ہیں۔ یہ بخشش و عطا اس رب کریم کا فضل و کرم ہے۔

Marfat.com

﴿وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّنْ يُّكَذِّبُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ۝﴾ [پارہ ۲۰، سورۃ النمل: ۸۳]

”اور جس روز ہم ہر امت میں سے اس گروہ کو جمع کریں گے جو ہماری آیتوں کی تکذیب کرتے تھے تو ان کی جماعت بندی کی جائے گی۔“

تشریح:......اس آیت کریمہ میں بتایا گیا ہے کہ حشر کے دن خدا کی باتوں کو نہ ماننے والوں کا کیا حشر ہو گا۔ قیامت کے دن تمام قوموں کے نافرمان، متکبرین اور خدا و رسول کے جھٹلانے والوں کو ایک جگاہ اکٹھا کیا جائے گا وہاں ان کی ڈانٹ ڈپٹ ہو گی۔ تاکہ ان کی ذلت و حقارت ہو۔ یہ سب جانوروں کی طرح ہنکا کر خدا کے سامنے پیش کیے جائیں گے۔ خدا ان سے نہایت غصے کے عالم میں باز پرس کرے گا۔ یہ نیکیوں سے خالی ہوں گے۔ کسی کو جرأت نہیں ہو گی کہ ایک جگہ سے سرک سکے۔

﴿اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِيْ حَرَّمَهَا وَلَهٗ كُلُّ شَيْءٍ وَّاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ۝﴾ [پارہ ۲۰، سورۃ النمل: ۹۱]

”مجھے تو یہی حکم ہوا ہے کہ پوجوں اس شہر کے رب کو جس نے اسے حرمت والا کیا اور سب کچھ اسی کا ہے اور مجھے حکم ہوا ہے کہ فرماں برداروں میں رہوں۔“

تشریح:......اس آیتِ قرآنی میں اللہ تعالیٰ نے کعبہ شہر کی حرمت کا ذکر فرمایا ہے۔ آپ ان لوگوں میں اعلان کر دیں کہ میں کسی جھوٹے خدا کا عبادت گزار نہیں ہوں۔ میری عبادتیں، نیاز مندیاں اور عاجزیاں اس رب کریم کے لیے ہیں جو اس مبارک شہر کا رب ہے اور جس نے اس شہر کو لازوال سعادتوں کا سرچشمہ بنا دیا ہے۔ میرا رب فقط اسی شہر کا رب نہیں بلکہ کائنات کی ہر چیز کا مالک ہے۔ عرش اسی کا، فرش اسی کا، ہم بھی اسی کے اور تم بھی اسی کے۔ اسی نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اس کی عبادت کروں اور اسی کی جناب میں اپنا سرِ نیاز جھکاؤں۔

﴿وَقَالُوْٓا اِنْ نَّتَّبِعِ الْهُدٰى مَعَكَ نُتَخَطَّفْ مِنْ اَرْضِنَا اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا يُّجْبٰٓى اِلَيْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ شَيْءٍ رِّزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا وَلٰكِنَّ

Marfat.com

اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَo﴾ [پاره ۲۰، سورة القصص: ۵۷]

''اور کہتے ہیں اگر ہم تمہارے ساتھ ہدایت کی پیروی کریں تو لوگ ہمارے ملک کے ہمیں اچک لے جائیں گے۔ کیا ہم نے انہیں جگہ نہ دی امان والی حرم میں جس کی طرف ہر چیز کے پھل لائے جاتے ہیں۔ یہ رزق ہے ہماری طرف سے لیکن ان میں اکثر کو علم نہیں۔''

تشریح: ......اس آیت میں کفارِ قریش اسلام نہ لانے کا یہ عذر پیش کرتے تھے کہ آپ ﷺ کی باتیں برحق ہیں۔ آپ ﷺ کا دین بھی سچا ہے۔ یہ کتاب بھی اللہ کا کلام ہے مگر آپ ﷺ سوچیں کہ ہمارے اردگرد سارے قبیلے مشرک ہیں۔ اگر ہم دین اسلام قبول کرلیں تو وہ ہم پر اکٹھے ہو کر حملہ کردیں گے اور ہمیں اس زمین سے اچک کر لے جائیں گے۔ ہم اپنی بقا اور سلامتی کے لیے مجبور ہیں کہ پرانے مذہب پر چلتے رہیں۔ اس لیے سردست دین اسلام قبول کرنا مصلحت کے خلاف ہے۔ اللہ نے فرمایا کہ تمہارے سارے خطرات فرضی ہیں۔ ہم نے تمہیں اپنے حرم کی ہمسائیگی اور پاسبانی کا شرف بخشا ہے۔ اس حرم کے احترام کی وجہ سے کوئی کسی پر ہاتھ نہیں اٹھا سکتا۔ لوگ اپنے باپ کے قاتل کو بھی یہاں دیکھ کر آنکھ پھیر لیتے ہیں۔ کسی کی کیا مجال کہ تم اسلام قبول کرلو اور وہ تم پر حملہ کر کے تمہیں ہلاک و برباد کردے بلکہ دوسرے قبائل تو اس انتظار میں ہیں کہ تم پیغمبر اسلام کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہو۔ اگر تم آج اسلام قبول کرلو تو لوگ دیکھتے ہی دیکھتے فوج در فوج اسلام قبول کرلیں گے۔ تمہارا یہ بہانہ ہے جو کچھ تم کہہ رہے ہو۔

اگر تمہیں کوئی خطرہ ہے کہ اسلام لانے کی صورت میں مشرک قبائل تمہیں کعبہ کی تولیت سے بے دخل کردیں گے، بت پرست قبائل کے ساتھ تمہارے معاہدات ختم ہو جائیں گے جن کی وجہ سے تمہارے قافلے رات دن عرب کے مختلف حصوں سے گزرتے ہیں اس طرح یہ دین (نعوذ باللہ) ہمارے مذہبی اثر و رسوخ کا بھی خاتمہ کردے گا اور ہماری خوشحالی کا بھی۔ بلکہ یہ مشرک قبائل ہمیں مکہ ہی چھوڑ دینے پر مجبور نہ کردیں۔ تو ذرا غور کرو مکہ اور اس کا گرد و

Marfat.com

نواح ریگستان ہی ریگستان ہے۔ یہاں معمولی کھیتی باڑی بھی نہیں ہوتی لیکن اس کے باوجود دنیا بھر کے پھلوں سے تمہارے بازار بھرے پڑے ہیں۔ اس حرم کے زیر سایہ جو امن و عافیت تمہیں حاصل ہے اور جس کثرت سے پھل تمہاری طرف کھنچے چلے آتے ہیں اس کی مثال دنیا بھر میں نہیں ملتی۔ تم خود سوچو کہ اگر کفر کی حالت میں تمہیں اپنی عنایات سے محروم نہیں کیا تو اگر تم اسلام لاؤ گے تو اس کی رحمت گوارا کرے گی کہ لوگ تم پر ہلہ بول دیں اور تباہ کر دیں یا رزق کے دروازے تم پر بند کر دیں۔

مِنْ لَّدُنَّا فرما کر یہ بتا دیا کہ ہر چیز کی فراوانی میں تمہاری کسی تدبیر اور منصوبہ بندی کا کوئی دخل نہیں اگر حضرت ابراہیم کو اس جگہ کعبہ بنانے کا حکم ہی نہ دیا جاتا بلکہ کوئی اور جگہ منتخب کی جاتی یا اولادِ اسمٰعیل کو اس کی خدمت پر مقرر نہ کیا جاتا بلکہ حضرت اسحاق یا کسی اور کو منتخب کیا جاتا تو پھر کیا یہ مرکزیت، یہ امن و عافیت، یہ معاشی خوشحالی جو آج تمہیں نصیب ہے کیا یہ میسر ہوتی۔ ہرگز نہیں، یہ سب کچھ ہم نے بہم پہنچایا ہے اور تم پر لازم ہے کہ ہماری بات مانو اور اس دینی رشد و ہدایت کو کسی مزید پس و پیش کے قبول کر لو۔

اکثر لوگ اپنے خود ساختہ اندیشوں میں گھلے جا رہے ہیں اور یہ حقیقت ان کی آنکھوں سے اوجھل رہتی ہے کہ عزت و عافیت بخشنے والا پاکیزہ اور فراخ رزق عطا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

کفارِ مکہ کو بتایا گیا کہ دنیا کی جس دولت پر تم فخر کر رہے ہو وہ بہت تھوڑی دولت ہے اور بہت تھوڑے دنوں کے لیے تم اس سے بہرہ ور ہو سکتے ہو۔ اس کے برعکس اللہ تعالیٰ کے ہاں جو کچھ ہے وہ دنیوی مال و دولت سے بدرجہا بہتر اور ہمیشہ باقی رہنے والا ہے اس لیے تم سخت حماقت کرو گے اگر اس عارضی دنیا کی محدود نعمتوں سے فائدہ اٹھانے کی خاطر وہ روش اختیار کرو جس کا نتیجہ آخرت کے دائمی خسارے کی شکل میں تمہیں بھگتنا پڑے۔

﴿وَ نَزَعْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا فَقُلْنَا هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ فَعَلِمُوْٓا اَنَّ الْحَقَّ لِلّٰهِ وَ ضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ۝﴾

[پارہ ۲۰، سورۃ القصص: ۷۵]

Marfat.com

''اور ہر گروہ میں سے ہم ایک گروہ نکال کر فرمائیں گے اپنی دلیل لاؤ تو جان لیں گے کہ حق اللہ کا ہے اوران سے کھولی جائیں گی جو بناوٹیں کرتے تھے۔''

تشریح: ......اس آیت قرآنی میں رب تعالیٰ قیامت کے دن کا منظر پیش کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ جس دن ہر امت میں سے ایک گواہ یعنی اس کا پیغمبر یا اس کے پیروؤں میں سے کوئی ایسا ہدایت یافتہ انسان جس نے اس امت میں تبلیغ حق کا فریضہ انجام دیا تھا کھڑا کردیں گے اور مشرکین سے کہا جائے گا کہ اپنے شرک شرک کی کوئی دلیل پیش کرو۔ یہ پیغمبروں کی دعوت توحید کے باوجود میرے شریک ٹھہراتے تھے۔ میرے ساتھ ان کی بھی عبادت کرتے تھے۔ وہ کوئی دلیل اور جواب نہ دے سکیں گے۔ انہیں انکار کی مجال نہیں ہوگی۔ سارے شکوک وشبہات دور ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی توحید کا یقین آجائے گا وہ شرک، انکارِ آخرت اور انکارِ نبوت کے بارے میں کوئی جواب نہ دے سکیں گے۔ دنیا میں جو باتوں کا بتنگڑ بنایا کرتے تھے اور بال کی کھال اتارا کرتے تھے وہ سب کچھ بھول جائیں گے۔ ان کے پاس سوائے شرمندگی اور ندامت کے اور کچھ نہ ہوگا۔

﴿وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ﴾ [پارہ ۲۰، سورۃ القصص: ۸۸]

''اور اللہ کے ساتھ دوسرے خدا کو نہ پوج۔ اس کے سوا کوئی خدا نہیں ہر چیز فانی ہے سوا اس کی ذات کے۔ اسی کا حکم ہے اور اسی کی طرف پھر جاؤ گے۔''

تشریح: ......اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی بنیادی صفات الٰہیہ بیان کی گئی ہیں۔ وہی ذاتِ معبودِ حقیقی ہے۔ اسی کی فرماں روائی ہے، وہی وحدہٗ لاشریک ہے۔ اسی کی یاد میں اپنی زندگی گزار دو۔ ساری دنیا اپنی تمام نعمتوں، وسعتوں، راحتوں اور کثرتوں کے باوجود فانی ہے۔ عرش وفرش اور مہر و ماہ سب فنا ہو جائیں گے۔ ایک اللہ تعالیٰ کی ذات باقی رہے گی۔ اسی رب کریم اللہ تعالیٰ کی ذات باقی رہے گی۔ اسی رب کریم کا حکم آسمانوں اور زمین میں چلتا ہے۔ چھوٹی بڑی ہر چیز اس کے فرمان کے آگے سر جھکائے ہوئے ہے۔ کسی کی مجال نہیں

Marfat.com

کہ دم مار سکے اور تمہیں چند روز زندگی گزارنے کے بعد آخر کار اسی کے پاس لوٹ جاتا ہے۔ پھر وہ قیامت کے دن نیکوں اور بدوں کو اپنا فیصلہ سنا دے گا۔

﴿قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ بَدَاَ الْخَلْقَ ثُمَّ اللّٰهُ يُنْشِئُ النَّشْاَةَ الْاٰخِرَةَ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝﴾

[پارہ ۲۰، سورۃ العنکبوت: ۲۰]

''تم فرماؤ زمین میں سفر کر کے دیکھو اللہ کیونکر پہلے بناتا ہے۔ پھر اس دوسری اٹھان اٹھاتا ہے۔ بے شک اللہ سب کچھ کر سکتا ہے۔''

تشریح: ......اس آیت میں رب تعالیٰ نے کائنات کی تخلیق اور حیوانات اور انسانوں کی تخلیق کے بارے میں فرمایا ہے کہ اے منکرینِ قیامت! تم مختلف ممالک کی سیر کرو۔ وہاں تمہیں رنگا رنگ مخلوق نظر آئے گی جو اپنی شکل صورت، اپنی خصوصیات اور اپنے اثرات وغیرہ کے لحاظ سے ایک دوسرے سے مختلف ہے جس طرح اس نے ان کو یہ خوبیاں دے کر پیدا کیا ہے۔ وہ اسی طرح دوبارہ پیدا کرنے پر مکمل قدرت رکھتا ہے۔ وہ ہر شے پر قادر ہے اس کے لیے کچھ مشکل نہیں ہے۔

﴿اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝﴾ [پارہ ۲۱، سورۃ العنکبوت: ۶۲]

''اللہ کشادہ کرتا ہے رزق اپنے بندوں میں جس کے لیے چاہے اور تنگی فرماتا ہے جس کے لیے چاہے بے شک اللہ سب کچھ جانتا ہے۔''

تشریح: ......مشرکین مسلمانوں سے کہا کرتے تھے کہ اگر تم حق پر ہو تو تم غریب کیوں ہو۔ تمہاری خستہ حال کا یہ حال نہ ہوتا۔ پاؤں میں جوتا نہیں، بدن پر چیتھڑے ہیں، کیا خدا کے ماننے والے ایسے ہوتے ہیں۔ اللہ نے اس کا ردّ فرما رہا ہے کہ دولت و معیشت کی کثرت و قلت حق و باطل کی شناخت کا کوئی معیار نہیں۔ وہ اپنے بندوں کے حالات کو بہتر جانتا ہے۔ دولت کی تقسیم اس کی قسمت کے مطابق کی جاتی ہے۔ اپنی قسمت کو تم نہیں جان

Marfat.com

سکتے، وہی بخوبی جانتا ہے۔

﴿وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ۝﴾

[پارہ ۲۱، سورۃ الروم: ۲۶]

''اور اسی کے ہیں جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں سب اسی کے زیر حکم ہیں۔''

تشریح: ......اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ نظر آ رہا ہے سب خدا کی ملکیت ہے اور سب کے سب اسی کے زیر فرمان ہیں۔ نباتات، جمادات، حیوانات اور انسان اور اس کے علاوہ ہر چیز اس کی ملکیت ہے وہ شاہِ حقیقی ہے۔ وہ اول و آخر اور ظاہر و باطن ہے۔ کوئی اس کی بادشاہی میں دم مارنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ انسانوں کو چاہیے کہ اسی کی عبادت کریں۔ اسی سے مانگیں وہ بے نیاز، صمد اور شاہِ حقیقی ہے۔ وہی فاعلِ حقیقی ہے۔ زندگی، موت، ہار جیت، بیماری اور تندرستی، عزت و ذلت، تنگی و خوش حالی، کثرت و قلت، امارت و غربت سب اسی کی نشانیاں ہیں۔ وہ جسے چاہے شاہی دے دے اور جسے چاہے فقیری۔ وہ ہر شے پر قادر ہے۔

﴿فَانْظُرْ اِلٰٓى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتٰى وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۝﴾

[پارہ ۲۱، سورۃ الروم: ۵۰]

''تو اللہ کی رحمت کے اثر دیکھ کیونکر زمین کو زندہ کرتا ہے اس کے مردہ ہونے کے بعد۔ بے شک وہ مردوں کو زندہ کرے گا اور وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔''

تشریح: ......اس آیت میں زمین پر بارش کے اثرات کا ذکر ہے۔ فرمانِ خدا ہے کہ جب مردہ زمین پر بارش برستی ہے تو اس میں رحمت کے آثار پیدا ہو جاتے ہیں۔ یعنی سبزہ، پھل، پھول، اناج، غلہ جات اور میوے پیدا ہوتے ہیں جو خوش حال اور فراغت کا باعث بنتے ہیں۔ انسان غور سے دیکھ لے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے مردہ زمین کو بارش کے اثر سے زندہ کر دیا ہے اسی طرح وہ مردوں کو زندہ کر دے گا۔ پس جان لو کہ اللہ تعالیٰ ہر شے

Marfat.com

پر مکمل قدرت اور حکمت کے ساتھ غالب ہے۔

﴿وَ لَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ وَ لَئِنْ جِئْتَهُمْ بِاٰيَةٍ لَّيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُبْطِلُوْنَ۝﴾

[پارہ ۲۱، سورۃ الروم: ۵۸]

''اور بے شک ہم نے لوگوں کے لیے اس قرآن میں ہر قسم کی مثال بیان فرمائی اور اگر تم ان کے پاس کوئی نشانی لاؤ تو ضرور کافر کہیں گے تم تو نہیں مگر باطل پر۔''

تشریح:......فرمانِ خداوندی ہے کہ قرآن حکیم میں لوگوں کو گمراہی سے نکالنے کے لیے ہر طرح کی مثالیں دی گئیں اور طرح طرح کے دلنشیں دلائل پیش کیے گئے ہیں۔ جن سے عقیدۂ توحید کی حقانیت اور رسولوں کی صداقت روزِ روشن کی طرح واضح کی گئی ہے۔ اگر وہ ذرا بھی غور وفکر اور تدبر سے کام لیتے تو وہ یوں گمراہی کے صحرا میں سرگرداں نہ پھرتے۔ لیکن ان عقل کے اندھوں کا تو ہمیشہ سے یہی وطیرہ رہا ہے کہ جب بھی آپ ﷺ نے ان کے سامنے کوئی دلیل پیش کی یا اپنی صداقت کو ثابت کرنے کے لیے انہیں کوئی معجزہ دکھایا تو انہوں نے اسے ماننے بلکہ غور وفکر کرنے سے ہی انکار کر دیا اور الٹا آپ ﷺ پر اور آپ ﷺ کے متبعین پر یہ الزام لگا دیا کہ تم باطل کے پیروکار ہو۔ تمہارا ہدایت سے کوئی واسطہ نہیں اور یہ عجیب وغریب رموز جو تم ہم کو دکھاتے ہو یہ محض جادو کے کرشمے ہیں۔

﴿خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَ اَلْقٰى فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَ بَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ وَ اَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ۝﴾ [پارہ ۲۱، سورۃ لقمن: ۱۰]

''اس نے پیدا فرمایا آسمانوں کو ایسے ستونوں کے بغیر جنہیں تم دیکھ سکو اور کھڑے کر دیئے زمین میں اونچے اونچے پہاڑ تا کہ زمین ڈولتی نہ رہے ساتھ تمہارے اور پھیلا دیئے اس میں ہر قسم کے جانور اور ہم نے آسمان سے پانی اتارا تو زمین میں ہر نفیس جوڑا اگایا۔''

Marfat.com

تشریح: ......اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک لہٗ اس آیت شریفہ میں حسب ذیل انعامات اپنے بندوں کے لیے ارشاد فرما رہا ہے:

آسمانوں کو بغیر ستون کے پیدا کیا (ان کو ستاروں سے مزین کر دیا)۔

زمین میں پہاڑوں کو ڈال دیا تاکہ جنبش نہ دے سکے۔ (پہاڑوں میں متعدد معدنیات بھی رکھ دی گئیں جن سے مخلوق بہرہ ور ہو رہی ہے۔

ہر طرح کے جانور زمین میں پھیلا دیئے۔ (انسانوں کو گوشت فراہم کرنے، بار برداری، زینت اور آرائش کے لیے اور سواری کے لیے اور ماحول کو خوشگوار بنانے کے لیے۔)

آسمان سے بارش برسا کر زمین میں سبزہ، روئیدگی، اناج، غلہ، میوے، پھل، پھول، جنگلات پیدا کر دیئے تاکہ مخلوق مستفید ہو سکے اور تہذیب وتمدن انسانی پھلے پھولے۔

یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرتِ کاملہ اور حکمتِ بالغہ سے تخلیق فرمایا ہے اور اے انسانو! تم اس کے انکار کی جرأت نہیں کر سکتے۔ لہٰذا تمہیں چاہیے کہ ایک خدا کو مانو اور اسی کی عبادت کرو۔ وہی معبود برحق ہے۔

﴿اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَّجْرِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّاَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ۝﴾ [پارہ ۲۱، سورۃ لقمن: ۲۹]

"اے سننے والے کیا تو نے دیکھا کہ اللہ رات لاتا ہے دن کے حصے میں اور دن کرتا ہے رات کے حصے میں اور اس نے سورج اور چاند کام میں لگائے ہر ایک ایک مقرر میعاد تک چلتا ہے اور یہ کہ اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔"

تشریح: ......فرمانِ خداوندی ہے کہ وہی رات کو کچھ گھٹا کر بڑھانے والا اور دن کو کچھ گھٹا کر رات کو بڑھانے والا ہے۔ جیسے سردی میں دن چھوٹے اور راتیں بڑی اور گرمیوں کے دن بڑے اور راتیں چھوٹی ہوتی ہیں۔ رات کے بعد دن اور دن کے بعد رات آتی ہے۔ اسی طرح اس کے فرمان کے تحت سورج اور چاند ایک ضابطے میں کسے ہوئے ہیں اور اپنی

Marfat.com

مقرر جگہ پر چلتے ہیں۔ قیامت تک اسی مقررہ چال پر چلتے رہیں گے۔ اپنی جگہ سے ادھر ادھر نہیں ہو سکتے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا قائم کردہ نظام ہے جس میں خلل واقع نہیں ہو سکتا۔ دنیا کی مشینری میں خرابی یا گڑبڑ ہو جاتی ہے۔ مگر نظام کائنات کی مشینری میں بال بھر فرق نہیں آ سکتا کہ اس کا چلانے والا وحدہٗ لاشریک ہے۔ جس کے حکم کے آگے کوئی دم نہیں مار سکتا۔ مزید یہ کہ اللہ تعالیٰ کائنات کی ہر چیز سے بخوبی خبردار ہے۔ انسانی اعمال اس کے آگے کھلے ہوئے ہیں۔ وہ ہر ظاہری اور باطنی اعمال کو جانتا ہے۔

﴿اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِیُرِیَكُمْ مِّنْ اٰیٰتِهٖ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ٥﴾ [پارہ ۲۱، سورۃ لقمن: ۳۱]

”کیا تو نے نہ دیکھا کہ کشتی دریا میں چلتی ہے اللہ کے فضل سے تاکہ تمہیں وہ اپنی کچھ نشانیاں دکھائے۔ بے شک اس میں نشانیاں ہیں ہر بڑے صبر کرنے والے شکر گزار کو۔“

تشریح:...... اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ سمندر میں کشتی اس کے فضل و کرم سے چلتی ہے اس میں انسانوں کے لیے اللہ کی طرف سے بہت سی نشانیاں ہیں۔ یعنی اختیارات اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔ انسان خواہ کیسے ہی مضبوط اور بحری سفر کے لیے موزوں جہاز بنا لے، جہاز رانی کے فن اور اس سے تعلق رکھنے والی معلومات اور تجربات میں کتنا ہی کمال حاصل کر لے لیکن سمندری طوفانوں، ناموافق ہواؤں اور دیگر ہولناک طاقتوں سے اس کا سابقہ پیش آتا ہے۔ ان کے مقابلے میں تنہا وہ اپنی تدابیر کے سہارے بخیریت سفر نہیں کر سکتا یہ سب کچھ اللہ کے فضل کی بنا پر ہے۔ جب سمندری طوفان میں کشتی ڈولنے لگتی ہے تو مشرک بھی جان لیتا ہے کہ بس خدا کی ذات ہی اسے بچا سکتی ہے۔

ارشاد ربانی ہے کہ صبر کرنے والے اور شکر کرنے والے ہر حال میں ایک عقیدہ صالحہ پر رہتے ہیں۔ صبر والے سخت، نرم، برے اور اچھے حالات میں خدا کو یاد رکھتے ہیں اور شکر کرنے والے نعمتِ خدا کی قدر شناسی کرتے ہیں اور اس کا شکر ادا کرتے رہتے ہیں۔

Marfat.com

﴿الَّذِیْٓ اَحْسَنَ كُلَّ شَیْءٍ خَلَقَهٗ وَ بَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِیْنٍ٥﴾

[پارہ ۲۱، سورۃ سجدۃ: ۷]

''وہ جس نے ہر چیز بنائی خوب بنائی اور ابتدا فرمائی انسان کی تخلیق کی گارے سے۔''

تشریح: ...... اللہ تعالیٰ نے ہر چیز قرینے، سلیقے اور بہترین توازن و ترکیب سے بنائی۔ ہر چیز کی پیدائش کتنی عمدہ، کیسی مستحکم اور مضبوط ہے۔ ہر چیز کو اس کی فطرت پر پیدا کیا اور ہر چیز اس کو عطا کر دی جو اس کی زندگی کو فعال بنانے کے لیے ضروری تھی۔ یعنی ہر چیز اپنا الگ حسن رکھتی ہے۔ کوئی چیز بے ڈھنگی اور بے تکی نہیں بنائی۔ کوئی بھی اللہ کی تخلیق کردہ چیز کے نقشے میں کسی کوتاہی کی نشان دہی نہیں کر سکتا نہ اس میں کوئی ترمیم پیش کر سکتا ہے۔

زمین و آسمان کی چیزوں کی تخلیق کے بعد انسان کی پیدائش کا حال بیان کیا جو اس کی شانِ تخلیق کا شاہکار ہے۔ انسان کی پیدائش کے دو نظریے ہیں۔ پہلا نظریہ قرآنی نظریہ ہے جس کے مطابق اللہ تعالیٰ نے براہ راست انسانِ اول (آدم علیہ السلام) کو مٹی سے پیدا فرمایا۔ اس کے سینے کو علوم و معارف سے منور کیا۔ اس کو نورِ نبوت عطا فرمایا اور اسے خلافتِ ارضی کے تخت پر بٹھایا۔ وہی اشرف المخلوقات نے سارا نظامِ ہستی اس کی خدمت اور چاکری کے لیے بنایا۔ دوسرا نظریہ یورپی سائنس دان ڈارون کا ہے۔ جسے وہ ''نظریۂ ارتقا'' کا نام دیتا ہے کہ زندگی رینگتی رینگتی ہزاروں صدیوں میں ارتقائی منازل طے کرتی ہوئی بندر اور بندر سے انسانی شکل میں نمودار ہوئی۔ اس کے تجربہ کو تقریباً ڈیڑھ صدی کا طویل عرصہ گزر چکا ہے لیکن کوئی بھی ٹھوس بنیاد فراہم نہیں کی جا سکی۔ اس کا نظریہ سوائے ظن و تخمین کے کچھ بھی نہیں۔ ڈارون کے دلائل فکر و نظر کے معیار پر پورے نہیں اترتے۔ سیدھی سی بات ہے کہ ہر نوع کی تخلیق براہِ راست ہوئی اس کے بعد ہر نوع میں ایسی خصوصیات رکھ دی گئی اور ایسے خودکار انتظامات کر دیئے گئے کہ اس نوع کی افزائش نسل خود بخود ہوتی رہے۔

﴿وَ لَوْ شِئْنَا لَاٰتَیْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا وَ لٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّیْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ اَجْمَعِیْنَ٥﴾ [پارہ ۲۱، سورۃ سجدۃ: ۱۳]

Marfat.com

"اور اگر ہم چاہتے تو ہم دے دیتے ہر شخص کو اس کی ہدایت۔ لیکن یہ بات طے ہو چکی ہے میری طرف سے کہ میں ضرور بھر دوں گا جہنم کو تمام (سرکش) جنوں اور (نافرمان) انسانوں سے۔"

تشریح: ......فرمانِ خدا ہے کہ اگر ہم چاہتے تو کوئی شخص بھی گمراہ نہ ہوتا۔ ہر شخص کی جبلت اور فطرت میں ہدایت کا نور رکھ دیا جاتا۔ سرکشی اور گناہ کی کسی کو طاقت نہ ہوتی۔ فرشتوں کی مثل سب انسان متقی اور پرہیزگار ہوتے لیکن ہماری حکمت کا یہ تقاضا نہیں۔ اس طرح نوع انسانی کی پیدائش کا مقصد فوت ہو جاتا ہے اور انسان کو جس شرف و کرامت سے سرفراز کرنا مقصود تھا اس کے لیے کوئی وجہ جواز نہ رہتی۔

انسان کی تخلیق سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ اسے عقل اور فہم کا نور بخشا جائے۔ حق اور باطل کی راہوں کو اس کے سامنے واضح کر دیا جائے۔ انبیاء کرام آ کر اسے راہِ حق پر چلنے کی دعوت دیں اور غلط روی سے بچنے کی تلقین کریں۔ اس کے بعد انسان کو ایک گونہ آزادی دی جائے کہ چاہے تو ایمان لے آئے اور چاہے تو کفر کرے۔ جب وہ اپنی مرضی سے ہماری رضا کی خاطر رکاوٹوں کو توڑ کر اور مشکلات کا مقابلہ کر کے آئے گا تو اس کے سر پر اپنا دست کرم رکھیں گے اور اگر اس نے عقل کو فہم کو پس پشت ڈال دیا اور انبیاء کی دعوت کو جان بوجھ کر ٹھکرا دیا ہماری آیات سننے، سمجھنے اور ان پر عمل کرنے سے انکار کر دیا تو اسے واصل جہنم کر دیا جائے گا کہ اس کا ذمہ دار وہ خود ہو گا۔ لیکن جبر و اکراہ سے کام نہیں لیا جائے گا نہ کسی کو زبردستی حق کے راستے پر چلنے کے لیے مجبور کیا جائے گا اور نہ ہی کسی کو جبراً فسق و فجور میں مبتلا کیا جائے گا جہنم کو صرف سرکش اور نافرمانوں سے بھرا جائے گا۔

﴿وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّمْ تَطَئُوْهَا وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا﴾ [پارہ ۲۱، سورۃ الاحزاب: ۲۷]

"اور اس نے تمہیں ان کی زمینوں کا اور ان کے گھر بار کا اور ان کے مال کا وارث کر دیا اور اس زمین کا بھی جس کو تمہارے قدموں نے روندا نہیں۔ اللہ

Marfat.com

تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔"

تشریح:......اس آیت میں غزوہ بنی قریظہ کا ذکر ہے۔ بنی قریظہ کے لوگوں نے جنگِ احزاب میں مشرکوں اور یہودیوں کا ساتھ دیا تھا۔ چنانچہ جنگ احزاب کے بعد رسول اکرم ﷺ نے اللہ کے حکم سے اس قبیلہ سے جنگ کی۔ بنی قریظہ قلعہ بند ہو گئے۔ مسلمانوں نے ۲۵ روز تک محاصرہ جاری رکھا۔ آخر کار جب وہ عاجز آ گئے اور ان میں مقابلہ کی طاقت نہ رہی تو رسول کریم ﷺ کا فیصلہ قبول کرنے پر رضامند ہو گئے۔ رسول اکرم ﷺ نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو ثالث مقرر فرما دیا۔ بنو قریظہ کے لوگ رضامند ہو گئے۔ لہٰذا انہوں نے فیصلہ دیا کہ بنی قریظہ کے لڑنے والے قتل کر دیئے جائیں۔ ان کی عورتوں اور بچوں کو غلام بنا لیا جائے۔ ان کے مال اور جائیدادیں مسلمانوں میں تقسیم کر دی جائیں۔ رسول کریم ﷺ نے اس فیصلہ کی توثیق کر دی۔ اللہ نے فرمایا کہ اے مسلمانو! تمہیں ان کی زمینوں اور مکانوں اور مال و متاع کا وارث بنا دیا اور ایسی زمین کی فتح بھی تمہارے مقدر میں لکھ دی جہاں تک ابھی تم نہیں پہنچے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ہونے والی فتوحات کی بھی بشارت دی۔ بعض نے اس سے خیبر کی فتح مراد لی۔ بعض نے مکہ اور بعض نے ارض فارس و روم کو اس کا مصداق قرار دیا اور بعض کے نزدیک تمام وہ زمینیں قرار دیں جو قیامت تک مسلمان فتح کریں گے۔ یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت کاملہ رکھتا ہے۔

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا﴾ [پارہ ۲۲، سورۃ الاحزاب: ۴۰]

"محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں۔ ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔"

تشریح: ......اس آیت کریمہ میں رسول اکرم ﷺ کے خاتم الانبیاء والرسل ہونے کا اعلان کیا گیا۔ اس آیت میں رب تعالیٰ نے مخالفین رسول ﷺ کے اعراضات رد کر دیئے۔

Marfat.com

ان کا پہلا اعتراض یہ تھا کہ آپ نے اپنی بہو سے نکاح کیا ہے (یعنی حضرت زید رضی اللہ عنہ کی مطلقہ بیوی سے جو آپ ﷺ کا منہ بولا بیٹا تھا) اس آیت میں اُن مخالفین کے اعتراض کا جواب آیا کہ ''محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں۔'' یعنی جس شخص کی مطلقہ بیوی سے نکاح کیا گیا ہے وہ حقیقت میں بیٹا تھا ہی نہیں کہ اس کی مطلقہ بیوی سے نکاح حرام ہوتا۔ تم لوگ تو خود جانتے ہو کہ رسول پاک ﷺ کا سرے سے کوئی بیٹا ہے ہی نہیں۔

ان مخالفین کا دوسرا اعتراض یہ تھا کہ اگر منہ بولا بیٹا حقیقی بیٹا نہیں ہے پھر بھی اس کی چھوڑی ہوئی عورت سے نکاح کر لینا زیادہ سے زیادہ بس جائز ہی ہو سکتا تھا آخر اس کا کرنا کیا ضروری تھا۔ اس کے جواب میں ارشاد باری تعالیٰ ہوا ''مگر وہ اللہ کے رسول ہیں'' یعنی رسول ہونے کی حیثیت سے ان پر یہ فرض عائد ہوتا تھا کہ جس حلال چیز کو تمہاری رسموں نے خواہ مخواہ حرام کر رکھا ہے اس کے بارے میں تمام تعصبات کا خاتمہ کر دیں اور اس کے حلال ہونے کے بارے میں کسی شک و شبہ کی گنجائش باقی نہ رہے۔

اس کے علاوہ یہ بھی فرمایا گیا ''اور وہ خاتم النبیین ہیں'' یعنی ان کے بعد کوئی اور رسول درکنار کوئی نبی بھی نہیں آئے گا۔ لہٰذا اگر قانون اور معاشرے کی کوئی اصلاح ان کے زمانے میں نافذ ہونے سے رہ جائے تو بعد کا آنے والا نبی یہ کسر پوری کر دے۔ اس لیے یہ اور بھی ضروری ہو گیا تھا کہ جاہلیت کی رسم کا خاتمہ وہ خود کر کے جائیں۔

اس کے بعد مزید زور دے کر کہا گیا ''اللہ تعالیٰ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔'' یعنی اللہ پر یہ نہایت واضح تھا کہ اس وقت نبی پاک ﷺ کے ہاتھوں میں اس رسمِ جاہلیت کو ختم کرا دینا کیوں ضروری تھا اور ایسا نہ کرنے میں کیا قباحت تھی۔ وہ جانتا ہے کہ اب اس کی طرف سے کوئی نبی آنے والا نہیں ہے۔ لہٰذا اگر اپنے آخری نبی ﷺ کے ذریعے اس نے اس رسم کا خاتمہ اب نہ کرایا تو پھر کوئی دوسری ہستی دنیا میں ایسی نہ ہو گی جس کے توڑنے سے یہ تمام دنیا کے مسلمانوں میں ہمیشہ کے لیے ٹوٹ جائے۔ بعد کے مصلحین اگر اسے توڑیں گے بھی تو ان

Marfat.com

میں سے کسی کا فعل بھی اپنے پیچھے ایسا دائمی اور عالم گیر اقتدار نہ رکھے گا کہ ہر ملک اور ہر زمانے میں لوگ اس کا اتباع کرنے لگیں اور ان میں سے کسی کی شخصیت بھی اپنے اندر اس تقدس کی حامل نہ ہو کہ کسی فعل کا محض اس کی سنت ہونا ہی لوگوں کے دلوں سے کراہیت کے ہر تصور کا قلع قمع کر دے۔

﴿لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيْبًاo﴾ [پارہ ۲۲، سورۃ الاحزاب: ۵۲]

"ان کے بعد اور عورتیں تمہیں حلال نہیں اور نہ یہ کہ ان کے عوض اور بیبیاں بدلو اگرچہ تمہیں اُن کا حسن بھائے مگر کنیز تمہارے ہاتھ کا مال۔"

تشریح: ......اس آیت کریمہ میں رسول اکرم ﷺ کی ازواج مطہرات کے بارے میں ارشاد فرمایا گیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے امہات المومنین کو اجازت دے دی کہ چاہیں تو وہ فقر و فاقہ کے ساتھ اس کے رسول کی خدمت میں رہیں چاہیں تو الگ ہو جائیں۔ ان سب ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے دنیا کی آسائش کو ٹھکرا کر کاشانہ نبوت میں تنگی اور غربت کی زندگی کو خوشی سے قبول کیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کو ان کا یہ ایثار بہت پسند آیا اور رسول کریم ﷺ کو ارشاد فرمایا کہ اب کسی اور کو نکاح میں نہ لایا جائے۔ چنانچہ اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے کسی دوسری آزاد عورت سے نکاح نہیں فرمایا۔ البتہ کنیزوں کے متعلق رخصت بدستور باقی رکھی گئی۔ آخر میں ارشادِ ربانی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر نگران ہے۔ اس کی ذاتِ اقدس سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں ہے۔

﴿اِنْ تُبْدُوْا شَيْئًا اَوْ تُخْفُوْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًاo﴾

[پارہ ۲۲، سورۃ الاحزاب: ۵۴]

"اگر تم کوئی بات ظاہر کرو یا چھپاؤ تو بے شک اللہ سب کچھ جانتا ہے۔"

تشریح: ......ارشاد ربانی ہے کہ تمہاری خفیہ اور علانیہ باتیں سب کی سب خدا پر ظاہر

Marfat.com

ہیں۔ اس پر کوئی بات بھی پوشیدہ نہیں رہ سکتی۔ وہ آنکھوں کی خیانت اور سینے کے چھپے ہوئے راز جانتا ہے۔

﴿لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِيْٓ اٰبَآئِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآئِهِنَّ وَلَآ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ اَخَوٰتِهِنَّ وَلَا نِسَآئِهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ وَ اتَّقِيْنَ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا۝﴾

[پارہ ۲۱، سورۃ الاحزاب: ۵۵]

''کوئی حرج نہیں ان پر اگر ان کے ہاں آئیں ان کے باپ، ان کے بیٹے، ان کے بھائی، ان کے بھتیجے اور ان کے بھانجے۔ اسی طرح مسلمان عورتوں اور لونڈیوں کی آمد و رفت پر کوئی پابندی نہیں (اے عورتو!) اللہ سے ڈرتی رہو، بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کا مشاہدہ فرما رہا ہے۔''

تشریح: ......اس آیت میں پردہ کے حکم کا ذکر ہے۔ جب عورتوں کے لیے پردے کا حکم ہوا تو پھر گھر میں موجود عزیز و اقارب یا ہر وقت آنے جانے والے رشتے داروں کی بابت سوال اٹھا کہ ان سب سے پردہ کیا جائے یا نہیں۔ چنانچہ اس آیت میں ان اقارب کا ذکر کر دیا گیا جن سے پردے کی ضرورت نہیں۔ اس کی تفصیل سورۃ النور میں بھی (آیت نمبر ۳۱) درج ہے۔ مزید یہ کہ عورتوں کو تقویٰ کا حکم دیا گیا ہے۔ کہ اگر تمہارے دلوں میں تقویٰ ہوگا تو پردے کا جو اصل مقصد، قلب و نظر کی طہارت اور عصمت کی حفاظت ہے وہ یقیناً تمہیں حاصل ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر شاہد ہے۔ چھپا اور کھلا راز سب اس کو معلوم ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر شاہد ہے۔

﴿اَفَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ اِنْ نَّشَاْ نَخْسِفْ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ نُسْقِطْ عَلَيْهِمْ كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ۝﴾ [پارہ ۲۲، سورۃ السبا: ۹]

''تو کیا انہوں نے نہ دیکھا جو ان کے آگے اور پیچھے ہے۔ آسمان اور زمین ہم چاہیں تو انہیں زمین میں دھنسا دیں یا ان پر آسمان کا ٹکڑا گرا دیں۔ بے شک

Marfat.com

اس میں نشانی ہے ہر رجوع لانے والے بندے کے لیے۔"

تشریح: ......اس آیت میں خداوند تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ کی نشانیاں بتا رہا ہے اور اپنے عذاب سے ڈرا رہا ہے کہ اے لوگو! کیا تم نے کبھی آسمان اور زمین کو غور سے دیکھا ہے۔ یہ کھلونا نہیں اور نہ یہ اتفاقاً بن گیا ہے۔ یہ ایک حکیمانہ نظام کے تحت وجود میں آیا ہے۔ یہ زمین و آسمان ہم نے بچھایا ہے۔ اس کے آگے دیکھو، اس کے پیچھے نظر دوڑاؤ تو ہر طرف وسیع آسمان اور زمین نظر آئیں گے۔ کیا اتنی بڑی مخلوق کا خالق اور اتنی زبردست قدرتوں کا مالک مخلوق کو فنا کر کے دوبارہ پیدا کرنے پر قادر نہیں۔ یقیناً اس کی ذاتِ اقدس ایک اشارے سے بوسیدہ ہڈیوں اور انسانی راکھ سے دوبارہ انسانوں کو اٹھا سکتی ہے۔ تم ہر طرف سے خدا کی خدائی میں گھرے ہوئے ہو۔ جہاں بھی جاؤ گے یہی کائنات تم پر محیط ہوگی۔ خدا کے مقابلہ میں تمہیں کوئی جائے پناہ نہیں مل سکتی۔ وہ اگر چاہے تو تمہارے قدموں کے نیچے یا سر کے اوپر سے جو بلا چاہے نازل کر سکتا ہے۔ ایک زلزلہ زمین کے باسیوں کو تہس نہس کر کے رکھ دیتا ہے۔ آسمان بجلی یا ہلاکت خیز بارش یا کوئی اور ناگہانی مصیبت امن چھین کر ہلا سکتی ہے۔ لہٰذا تمہاری خدا سے بے خوفی کچھ معنی نہیں رکھتی۔ وہ اگر چاہے تو قارون کی طرح زمین میں دھنسا سکتا ہے۔ یا آسمانی بلا سے اصحاب الایکہ کی طرح ہلاک کر سکتا ہے۔

وہ حلیم و رحمٰن ہے اور علیم و حکیم ہے۔ اس کے سارے کام حکمت سے پر ہوتے ہیں۔ اس نے تمہیں مہلت دے رکھی ہے جس میں عقل مندوں کے لیے دور بینی اور غور و فکر ہے۔ جس میں خدا کی طرف جھکنے والی طبیعت ہو، جس کے سینے میں دل ہو۔ دل میں حکمت اور حکمت میں نور ہو۔ الغرض عَبۡدٌ مُّنِيۡبٌ (تہہ دل سے اللہ کی طرف رجوع کرنے والا) کے لیے خدا کی عظمت و کبریائی کی بڑی بڑی نشانیاں موجود ہیں۔ وہ خالق کی قدرت میں ذرا شک نہیں کرتا۔

﴿وَمَا كَانَ لَهٗ عَلَيۡهِمۡ مِّنۡ سُلۡطٰنٍ اِلَّا لِنَعۡلَمَ مَنۡ يُّؤۡمِنُ بِالۡاٰخِرَةِ مِمَّنۡ هُوَ مِنۡهَا فِىۡ شَكٍّ ؕ وَرَبُّكَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ حَفِيۡظٌ۝﴾

[پارہ ٢٢، سورۃ السبا: ٢١]

Marfat.com

''اور شیطان کا ان پر کچھ قابو نہ تھا۔ مگر اس لیے کہ ہم دکھا دیں کہ کون آخرت پر ایمان لاتا ہے اور کون اس سے شک میں ہے اور تمہارا رب ہر چیز پر نگہبان ہے۔''

تشریح: ...... ابلیس نے راندۂ درگاہ ہو کر خدا سے کہا تھا کہ میں اولادِ آدم کو ہر طرح برباد کرنے کی کوشش کروں گا۔ ماسوائے چند کے باقی سب لوگوں کو تیری سیدھی راہ سے بھٹکاؤں گا۔ اس نے یہ کر دکھایا اور آدم کو اپنے پنجے میں پھانس لیا۔ ابلیس بھی آدم و حوا کے ساتھ ہی جنت سے اتارا گیا اس کا قول تھا کہ میں ابن آدم کو سبز باغ دکھا کر ورغلا کر اور بہکا کر تباہ کر دوں گا۔ جس کے جواب میں جناب باری تعالیٰ جل جلالہٗ نے فرمایا کہ مجھے اپنی عزت کی قسم کہ جب انسان موت کے غرغرے سے پہلے جب وہ توبہ کرے گا میں فوراً قبول کروں گا مجھ سے بخشش مانگے گا اسے بخش دوں گا۔ (ابن ابی حاتم) اس کا غلبہ، حجت، زبردستی، مار پیٹ، انسان پر نہ تھی۔ صرف دھوکہ فریب اور مکر بازی تھی۔ جس میں یہ سب پھنس گئے۔ اس میں حکمت خداوندی یہ تھی کہ مومن و کافر ظاہر ہو جائیں۔ حجت خدا ختم ہو جائے۔ آخرت کے ماننے والے شیطان کی نہیں مانیں گے اس کے منکر رحمٰن کا اتباع نہیں کریں گے۔ خدا ہر چیز پر نگہبان ہے۔ مومنوں کی جماعت اس کی حفاظت کا سہارا لیتی ہے۔ اس لیے ابلیس ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا اور کافروں کی جماعت خود خدا کو چھوڑ دیتی ہے اس لیے ان پر سے خدا کی نگہبانی ہٹ جاتی ہے اور وہ شیطان کے فریب کا شکار بن جاتے ہیں۔

﴿قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ﴾ [پارہ ۲۲، سورۃ السبا: ۴۷]

''فرمایئے! لوگو! جو معاوضہ میں نے تم سے مانگا ہے وہ تم اپنے پاس رکھو میرا اجر تو اللہ پر ہے اور وہ ہر چیز پر گواہ ہے۔''

تشریح: ...... ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ اے میرے حبیب مکرم! آپ ان مشرکوں سے فرما دیجیے کہ میں جو تمہاری خیر خواہی رہا ہوں جو احکامِ دینی پہنچا رہا ہوں اور وعظ و نصیحت کر رہا ہوں اس پر میں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا۔ میں تم سے کسی بدلے کا طالب نہیں۔ بدلہ تو

Marfat.com

خدا تعالیٰ ہی دے گا جو تمام چیزوں کی حقیقت سے مطلع ہے۔ میرا اجر دینے والا میرا رب کریم ہے۔ جو غنی ہے اس نے مجھے اتنا دیا ہے کہ تم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ میرا رب ہر شخص کے ظاہری اور باطنی احوال کا مشاہدہ کر رہا ہے۔

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا اُولِیْٓ اَجْنِحَةٍ مَّثْنٰی وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ یَزِیْدُ فِی الْخَلْقِ مَا یَشَآءُ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌo﴾ [پارہ ۲۲، سورۃ فاطر: ۱]

''سب خوبیاں اللہ کو جو آسمانوں اور زمین کا بنانے والا، فرشتوں کو قاصد بنانے والا ہے جن کے دو دو، تین تین، چار چار پر ہیں، بڑھاتا ہے آفرینش پیدائش میں جو چاہے۔ بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔''

تشریح: ...... یہ آیت صفات الٰہیہ بیان کرتی ہے۔ تعریف اس اللہ کے لیے ہے جس نے بغیر کسی نمونہ کے آسمان اور زمین بنائے اس نے اپنے اور انبیاء علیہم السلام کے درمیان پیغام رسانی کے لیے فرشتے بنائے۔ یہ فرشتے اللہ تعالیٰ کا پیغام لے کر اڑتے پھرتے ہیں۔ یہ اللہ کے خادم ہیں ان فرشتوں کی قوت کار کے مطابق ان کے پروں کی تعداد مختلف ہیں۔ مثلاً دو دو، تین تین اور چار چار۔ بعض فرشتوں کے پر بہت زیادہ ہیں۔ حدیث شریف میں حضرت عبداللہ بن مسعود کی روایت کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل کو اصل شکل میں دیکھا کہ ان کے چھ سو بازو ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں جس طرح چاہے اضافہ کرے اور کائنات میں جو چاہے کرے وہ مکمل قدرت اور طاقت رکھتا ہے۔

﴿یُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّهَارِ وَ یُوْلِجُ النَّهَارَ فِی الَّیْلِ وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ كُلٌّ یَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ وَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا یَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِیْرٍo﴾ [پارہ ۲۲، سورۃ فاطر: ۱۳]

''رات لاتا ہے دن کے حصہ میں اور دن لاتا ہے رات کے حصہ میں اور اس نے کام میں لگائے سورج اور چاند۔ ہر ایک ایک مقرر میعاد تک چلتا ہے۔ یہ ہے

Marfat.com

اللہ تمہارا رب۔ اس کی بادشاہی ہے اور اس کے سوا جنہیں تم پوجتے وہ۔ دانہ خرما کے چھلکے تک کے مالک نہیں۔"

تشریح:.....سال بھر موسم ایک جیسا نہیں رہتا۔ گرمیوں میں دن لمبے اور راتیں چھوٹی ہوی ہیں اس کے برعکس سردیوں میں دن چھوٹے اور راتیں لمبی ہوتی ہیں۔ رات کے بعد ان نکلتا ہے اور دن کے بعد رات آتی ہے۔ کبھی ایسا نہیں ہوتا ہے کہ دو راتیں اکٹھی آ جائیں یا دو دن مسلسل آئیں۔ وہ خدا کے پابند حکم ہیں۔ اسی طرح چاند اور سورج بھی اپنے اپنے سفر میں رواں رہتے ہیں۔ ہر ایک اپنے اپنے مدار میں محو سفر ہے۔ اللہ کے حکم کے پابند ہیں۔ ان کی رفتار اور روانی میں سکہ بند روش ہے۔ سبزیاں گرمی اور سردی کے پھل اسی حرارت سے پکتے ہیں۔ موسم بدلتے رہتے ہیں گرمی، سردی، خزاں اور موسم بہار اس سے یکسانیت پیدا نہیں ہوتا اور انسانی طبیعت پر بوجھ نہیں پڑتا۔ اتنی قدرتوں، حکمتوں اور لطف و کرم والے رب کریم، معبودِ حقیقی اور اصل بادشاہ کی عبودیت چھوڑ کر بتوں کی پوجا کرنا کہاں کی دانشمندی ہے۔ بت، مصنوعی خدا تو اس قدر مفلس، قلاش اور بے بس ہیں کہ وہ تو کھجور کی گٹھلی میں جو باریک سا پردہ ہوتا ہے اس کے بھی مالک نہیں۔ کچھ تو سوچو، غور کرو تم کدھر جا رہے ہو۔

﴿إِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتَىٰ وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوا وَآثَارَهُمْ ۚ وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُبِينٍ٥﴾ [پارہ ۲۳، سورۃ یٰسٓ: ۱۲]

"بے شک ہم مردوں کو جلائیں گے اور ہم لکھ رہے ہیں جو انہوں نے آگے بھیجا اور جو نشانیاں چھوڑ گئے۔ اور ہر چیز ہم نے گن رکھی ہے ایک بتانے والی کتاب میں۔"

تشریح:.....اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

بے شک ہم مردوں کو زندہ کریں گے۔

جن اعمال کو وہ آگے بھیجتے ہیں وہ ہم لکھتے جاتے ہیں۔

اور وہ اعمال بھی جن کو پیچھے چھوڑ جاتے ہیں۔

Marfat.com

ہم نے ہر چیز کو ایک واضح کتاب میں ضبط کر رکھا ہے۔ (یعنی لوحِ محفوظ میں)۔
اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر تم یہ سوچ رکھتے ہو کہ اس زندگی کے بعد اور کوئی دوسری زندگی نہیں ہے تو تم سخت غلطی پر ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ مرنے کے بعد تمہیں حشر کے دن زندہ کیا جائے گا۔ اس روز تمہارے نیک یا بد اعمال کی جزا اور سزا ضرور دیں گے۔
یہ بھی یاد رکھو کہ ہمارے لیے لوگوں سے حساب لینا کوئی مشکل نہیں ہے۔ جو کام انہوں نے خود کیے ہم ان کو بھی لکھ رہے ہیں اور جو طریقے رائج کر کے وہ آنے والی نسلوں کے لیے چھوڑ جائیں گے ان کو بھی ہم ضبطِ تحریر میں لا رہے ہیں۔ اس لیے جو نیک کام انہوں نے خود کیے یا جو نیک طریقے انہوں نے رائج کیے جن پر آنے والی نسلیں گامزن رہیں گی ان کی جزائے خیر دینا کوئی مشکل نہیں اور اسی طرح برے کام جو انہوں نے خود کیے اور جن معاشرتی رابیوں کے جراثیم وہ اپنے معاشرہ کو بطور وراثت دے کر یہاں سے سدھارے ان کا ریکارڈ بھی ہمارے پاس ہے۔ اس لیے ان کو سزا دینا ہمارے لیے کوئی دقت کا باعث نہ ہوگی۔

﴿وَاِنْ كُلٌّ لَّمَّا جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ۝﴾ [پارہ ۲۳، سورۃ یٰسٓ: ۳۲]
''اور جتنے بھی ہیں سب کے سب ہمارے حضور لائے جائیں گے۔''

تشریح: ...... یہ آیت قرآنی یومِ حشر کا حال سناتی ہے کہ قیامت کے دن کوئی بھی اپنے حساب و کتاب سے بچ نہیں سکے گا۔ منکرین خدا جو یہ گمان کرتے تھے کہ بس دنیا میں مرتے جیتے رہیں گے لوٹ لوٹ کر اس دنیا میں آتے رہیں گے۔ ان کا یہ وہم تھا۔ اس دن تمام گزرے ہوئے، موجود اور آنے والے لوگ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر کیے جائیں گے۔ وہاں ہر بھلائی کی جزا اور برائی کی سزا پائیں گے۔ ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔ زمین، سمندر، پہاڑ، صحرا الغرض جہاں کہیں بھی کوئی انسانی بوجھ چھپا ہوا ہے تو اسے باہر نکال کر خدا کے حضور پیش کیا جائے گا۔ ہر ایک کو محشر کے دن خدا کے حضور پیش ہو کر اپنے اعمال کا حساب دینا پڑے گا۔ کوئی بچ نہیں سکتا۔

﴿لَا الشَّمْسُ يَنْبَغِيْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ

Marfat.com

وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ۝﴾ [پارہ ۲۳، سورۃ یٰسٓ : ۴۰]

''سورج کو حق نہیں پہنچتا کہ چاند کو پکڑے اور نہ رات دن پر سبقت لے جائے اور ہر ایک ایک گھیرے میں تیر رہا ہے۔''

تشریح: ......ارشاد باری ہے کہ اگر ہماری قدرت پر ایمان لانے کے لیے کسی اور دلیل کی ضرورت ہو چاند کو دیکھو اور اس کے گھٹنے بڑھنے کو ملاحظہ کرو۔ سورج اپنے مدار میں مصروفِ گردش ہے اور چاند اپنے مدار میں حرکت کرتا ہے بلکہ سارے سیارے اور ثوابت (ستارے) بھی اپنے اپنے مقررہ مداروں میں تیر رہے ہیں۔ کوئی کسی سے نہیں ٹکراتا اور کوئی کسی سے آگے بڑھنے کی کوشش نہیں کرتا۔ کوئی کسی سے پیچھے نہیں رہتا۔ کیا قدرت اور نعمت ہے اس قادرِ عظیم کی کہ ان گنت ستارے اور سیارے محوِ حرکت ہیں اور کبھی کوئی حادثہ نہیں ہوا۔ جو اوقات چاند کے طلوع ہونے کے مقرر کر دیئے ہیں ان میں سورج بھی نہیں آ سکتا۔ یہ ممکن نہیں کہ رات کو چاند چمک رہا ہو اور سورج آ جائے۔

فلک کا لفظ عربی زبان میں سیاروں کے مدار کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اس کا مفہوم آسمان سے الگ ہے یہ ارشاد ربانی کہ ''سب ایک فلک میں تیر رہے ہیں'' چار حقیقتوں کی نشان دہی ہوتی ہے۔ ایک یہ کہ سورج، چاند بلکہ تمام تارے اور سیارے اور اجرام فلکی متحرک ہیں۔ دوسرے یہ کہ ان میں سے ہر ایک کا فلک یعنی ہر ایک کی حرکت کا راستہ یا مدار الگ ہے۔ تیسرے یہ کہ افلاک تاروں کے لیے گردش نہیں کر رہے بلکہ تارے افلاک میں گردش کر رہے ہیں اور چوتھے یہ کہ تاروں کی حرکت اس طرح ہو رہی ہے جیسے کسی سیال چیزی میں کوئی شے تیر رہی ہو۔

﴿قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ وَّهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمُۨ۝﴾

[پارہ ۲۳، سورۃ یٰسٓ : ۷۹]

''تم فرماؤ انہیں وہ زندہ کرے گا جس نے پہلی بار انہیں بنایا اور اسے ہر پیدائش کا علم ہے۔''

Marfat.com

تشریح:......ارشاد ربانی ہے کہ اے میرے محبوب! ان لوگوں کو اپنے دوبارہ زندہ ہونے کے بارے میں بتا دیجیے کہ وہ اپنی اصل پیدائش پر غور کریں جس ذات نے ایک حقیر قطرے سے انسان کو پیدا کیا حالانکہ اس سے پہلے کچھ نہ تھا۔ تو پھر اس انسان کو دوبارہ زندہ کرنا کیا مشکل ہے۔ آپ انہیں بتائیں کہ وہ جو خلاقِ علیم ہے ان بوسیدہ ہڈیوں کو دوبارہ ہستی دے گا۔ اس کی تخلیق کا یہ حال ہے کہ اس نے آسمان، زمین سہ (ماہ)، ستارے فضائیں، ہوائیں محض اپنے امر کن سے پیدا کیں۔ ہر خفیہ اور ظاہر امور کو جاننے والا ہے۔ کیا ایسا قدرتِ کاملہ اور قسمتِ بالغہ رکھنے والا خدا بوسیدہ ہڈیوں کو دوبارہ زندگی نہیں دے سکتا۔

﴿فَسُبْحٰنَ الَّذِیْ بِیَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَیْءٍ وَّاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ۠﴾

[پارہ ۲۳، سورۃ یٰسٓ: ۸۳]

''تو پاکی ہے اسے جس کے ہاتھ ہر چیز کا قبضہ ہے اور اسی کی طرف پھیرے جاؤ گے۔''

تشریح:......اس آیت میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ اس کی ذات اقدس ہر نقص، ہر خامی، ہر عیب اور ہر شریک سے پاک ہے۔ وہ اعلیٰ وارفع ذات ہے۔ اس کا علم محیط، اس کی قدرت ہمہ گیر، اس کا حکم اٹل اور ہر ایک پر جاری ساری، ہر چیز اس کے زیر نگیں اور تابع فرمان ہے۔ جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے۔ جسے چاہتا ہے جتنا چاہتا ہے دیتا ہے۔ ہر چیز کا اختیار اس کے دست قدرت میں ہے اور آخر کار اس کی طرف ہر چیز کو لوٹ کر آنا ہے۔

﴿وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَیْطٰنٍ مَّارِدٍ۝﴾ [پارہ ۲۳، سورۃ الصّٰفّٰت: ۷]

''اور نگاہ رکھنے کو ہر شیطان سرکش سے۔''

تشریح:......اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان کو ستاروں سے سجایا ہے اور اس کی حفاظت کے لیے ستارے ہی کام کرتے ہیں۔ کسی شیطان کی مجال نہیں کہ عالم بالا میں انتظامات عالم کے متعلق جو فیصلے ہو رہے ہیں ان پر آگاہ ہونے کی جرأت کر سکے اور وہاں کے راز افشا کر سکے۔ اول تو کوئی جن یا شیطان کو ایسا کرنے کی ہمت نہیں ہوتی۔ اگر

Marfat.com

کوئی شریر طبع جن یا شیطان آسمانی راز چرانے کی کوشش کرتا ہے تو شہاب ثاقب اس پر ٹوٹ پڑتے ہیں اور تیز شعلے ان کا پیچھا کرتے ہیں جس سے وہ جل جاتے ہیں چنانچہ وہ اللہ کے راز کی باتیں اور تقدیر کے امور نہیں سن پاتے۔

﴿لَا يَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ۝﴾

[پارہ ۲۳، سورۃ الصّٰفّٰت: ۸]

”عالم بالا کی طرف کان نہیں لگا سکتے اور ان پر ہر طرف سے مار پھینک ہوتی ہے۔“

تشریح: ......ارشاد ربانی ہے کہ شیاطین کی تو رسائی ہی عالم بالا تک نہیں ہو سکتی۔ وہ اس پر قادر نہیں ہیں کہ ملا الاعلی (یعنی گروہ ملائکہ) کی باتیں سن سکیں اور لا کر کسی کو خبریں دے سکیں اور اگر اتفاقاً کوئی ذرا بھنک سی کسی شیطان کے کان میں پڑ جاتی ہے تو قبل اس کے کہ وہ اسے لے کر نیچے آئے ایک تیز شعلہ اس کا تعاقب کرتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں اس کا مطلب یہ ہے کہ ملائکہ کے ذریعے سے کائنات کا جو عظیم الشان نظام چل رہا ہے وہ شیاطین کی دراندازی سے پوری طرح محفوظ ہے اس میں دخل تو درکنار اس کی معلومات حاصل کرنا بھی ان کے بس میں نہیں ہے۔

﴿وَالطَّيْرَ مَحْشُوْرَةً كُلٌّ لَّهٗ اَوَّابٌ۝﴾ [پارہ ۲۳، سورۃ ص: ۱۹]

”اور پرندے جمع کیے ہوئے سب اس کے فرماں بردار تھے۔“

تشریح: ......اس آیت مذکورہ میں ارشاد ربانی ہے کہ ہم نے حضرت داؤد علیہ السلام کو خصوصی عنایات سے نوازا۔ (اٹھارہویں آیت کو بھی ساتھ رکھیں) آپ جب ذکر الٰہی میں مشغول ہو جاتے تو پہاڑ بھی آپ کے ساتھ مل کر ذکر کرتے۔ بعض کے نزدیک آپ کی آواز سے پہاڑ گونج اٹھتے۔ اسی گونج کو پہاڑوں کا ذکر کہا گیا ہے اور بعض کے نزدیک پہاڑ زبان حال سے ذکر کرتے۔ بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ جب آپ ذکر کرتے تو پتھر، سنگریزے، چٹانیں اور پہاڑی ڈھلوانیں سب زبانِ حال سے آپ کے ساتھ مل کر ذکر کرتیں۔ آپ کی آواز اتنی شیریں اور سوز و گداز سے بھری ہوئی تھی کہ جب آپ ذکر کرتے تو اڑتے ہوئے

Marfat.com

پرندے بھی رک جاتے اور آپ کے اردگرد حلقہ بنا کر بیٹھ جاتے اور آپ کی آواز کے ساتھ آواز ملا کر اپنے خداوند کریم کی تسبیح بیان کرتے۔ مطلب یہ ہے کہ پہاڑ اور پرندے آپ کے اطاعت گزار تھے۔

﴿وَالشَّيٰطِيْنَ كُلَّ بَنَّآءٍ وَّغَوَّاصٍ﴾ [پارہ ۲۳، سورة صٓ: ۳۷]

''اور دیو بس میں کر دیئے ہر ہمار اور غوطہ خور''

تشریح: ......حضرت سلیمان علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے نبوت اور بادشاہت عطا کی۔ ہوا اور جنات پر بھی تسلط عطا فرمایا۔ آیت مذکورہ کی تشریح یہ ہے کہ ہوا کی طرح طاقت ور جنات کو بھی حضرت سلیمان علیہ السلام کے تابع کر دیا گیا۔ ان میں سے جتنے پختہ عمارات بنانے والے تھے، یا غوطہ خور تھے وہ سب کے سب آپ کی ماتحتی میں آ گئے اور اپنے اپنے کام میں لگ گئے۔ غوطہ خور سمندر کی تہہ سے موتی، جواہرات اور دیگر نادر چیزیں نکالتے تھے اور ماہرین عمارات اپنا اپنا کام کرتے۔

﴿وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ﴾ [پارہ ۲۳، سورة الزمر: ۲۷]

''اور بے شک ہم نے لوگوں کے لیے اس قرآن میں ہر قسم کی کہاوت بیان فرمائی کہ کسی طرح انہیں دھیان ہو۔''

تشریح: ......قرآنِ مبارک اللہ تعالیٰ کی مبارک کتاب ہے۔ جس میں اہل ایمان اور عوام الناس کے لیے روشن دلیلیں ہیں۔ یہ کتاب بڑی فصیح عربی زبان میں ہے جس میں کوئی کجی نہیں ہے۔ واضح دلیلیں اور روشن حجتیں ہیں۔ قرآنِ کریم نے ہر قسم کی مثالیں دی ہیں۔ تا کہ لوگ اچھی طرح ذہن نشیں کر لیں اور زندگی سنوارنے لگیں یہ وہ قرآنی مثالیں ہیں جنہیں لوگ اچھی طرح جانتے اور پوچھتے ہیں۔ یہ مثالیں فقط اس لیے بتائی گئی ہیں تا کہ لوگ تقویٰ اختیار کر کے نیکیوں کی جانب آئیں اور برائیوں سے پرہیز کریں۔ عمل صالح کریں ور میوں اپنی عاقبت سنوار لیں۔ حکم خدا اور اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی زندگیوں کو صراط مستقیم

Marfat.com

پر رکھیں اور عذاب الٰہی سے بچیں۔ قرآن کھلی ہوئی روشن کتاب اور رحمت الٰہی ہے۔

﴿اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيلٌ﴾

[پارہ ۲۳، سورۃ الزمر: ٦٢]

''اللہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور وہ ہر چیز کا مختار ہے۔''

تشریح: ......اللہ تعالیٰ نے کائنات کو پیدا کیا۔ وہی ہر چیز کی خبر گیری اور نگہبانی کر رہا ہے۔ دنیا کی تمام چیزیں جس طرح اس کے پیدا کرنے سے وجود میں آئی ہیں اسی طرح اس کے باقی رکھنے سے باقی ہیں۔ اس کی پرورش کرنے سے پھل پھول رہی ہیں اور اس کی حفاظت و نگرانی میں کام کر رہی ہیں۔

﴿كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَّالْأَحْزَابُ مِنْ بَعْدِهِمْ وَهَمَّتْ كُلُّ أُمَّةٍ بِرَسُولِهِمْ لِيَأْخُذُوهُ وَجَادَلُوا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوا بِهِ الْحَقَّ فَأَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ﴾ [پارہ ۲٤، سورۃ المومن: ٥]

''ان سے پہلے نوح کی قوم اور ان کے بعد کے گروہوں نے جھٹلایا اور ہر امت نے یہ قصد کیا کہ اپنے رسول کو پکڑ لیں اور باطل کے ساتھ جھگڑے کہ اس سے حق کو ٹال دے تو میں نے انہیں پکڑ لیا پھر کیسا ہوا میرا عذاب۔''

تشریح: ......اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ ہر دور کے لوگوں کی طرف سے اس کے رسولوں کو ستانے یا مارنے کی بات ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے بعد تقریباً ہر دور میں لوگوں نے اللہ کے رسولوں کو جھٹلانے کے علاوہ قید کرنا اور مار ڈالنا چاہا بعض اس عمل کامیاب بھی ٹھہرے اور اپنی کج بحثیوں سے حق کو دبانا چاہا یعنی جس نے حق کی بات کی اسے کمزور کرنا چاہا۔ وہ غلط طریقے سے رسولوں کے ساتھ جھگڑتے تھے۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ اس طرح وہ حق کو مٹا دیں گے۔ لیکن ہمارے عذاب نے انہیں چاروں طرف سے گھیرے میں لے لیا۔ تم دیکھ لو کہ ان کے حق میں میرا عذاب کس طرح آیا اور کیسے انہیں حرف غلط کی طرح مٹا دیا۔ انہیں نشانِ عبرت بنا دیا۔

Marfat.com

﴿اَلَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَیُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَیَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَیْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِیْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِیْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِ۝﴾ [پارہ ۲۴، سورۃ المومن: ۷]

''وہ جو عرش اٹھاتے ہیں اور جو اس کے گرد ہیں اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بولتے ہیں اور اس پر ایمان لاتے اور مسلمانوں کی مغفرت مانگتے ہیں کہ اے ہمارے رب تیری رحمت اور تیرا علم ہر چیز احاطہ کیے ہوئے ہے۔ تو انہیں بخش دے جنہوں نے توبہ کی اور تیری راہ پر چلے اور انہیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔''

تشریح:...... اس آیت قرآنی میں اللہ تعالیٰ کا عرش اٹھانے والے اور اس کے اردگرد تسبیح کرنے والے فرشتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ کفار و مشرکین مسلمانوں کو دل آزاری کرتے تھے اور ہادیٔ برحق رسول اکرم ﷺ کی ذات اقدس پر جھوٹے الزامات لگاتے تھے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو یہ بتا کر تسلی دیتے ہیں کہ یہ راہ سے بھٹکے ہوئے لوگ اور نامعقول لوگ ایسا کرتے ہیں تو کیا ہوا وہ عظیم مرتبت فرشتے جو عرش عظیم کو اٹھائے ہوئے ہیں اور وہ مقرب ملائکہ جو ہر لحہ عرشِ الٰہی کے طواف میں سرگرم ہیں اور اپنے رب کی حمد و ثنا میں مشغول ہیں۔ وہ تو ہر لحظہ بارگاہِ الٰہی ہیں تمہارے لیے دست بدعا رہتے ہیں اور تمہارے لیے استغفار کرتے ہیں۔ تمہارے مراتب کی بلندی، تمہارے ماں باپ، ازواج و اولاد کے لیے، دوزخ کے عذاب سے بچانے اور جنت میں داخل کرنے کی التجائیں کرتے ہیں۔ پھر تمہیں غم زدہ ہونے کی کیا ضرورت ہے۔

﴿اَلْیَوْمَ تُجْزٰی كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ لَا ظُلْمَ الْیَوْمَ اِنَّ اللّٰهَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ۝﴾ [پارہ ۲۴، سورۃ المومن: ۱۷]

''آج ہر جان اپنے کیے کا بدلہ پائے گی آج کسی پر زیادتی نہیں بے شک اللہ

Marfat.com

جلد حساب لینے والا ہے۔"

تشریح: ...... یہ آیت قیامت کے دن کا نقشہ پیش کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ آج کے دن ہر نفس کو اس کی کمائی کا بدلہ دیا جائے گا۔ نیکوکاروں کو نیکی کی جزا اور بدکاروں کو بدی کی سزا دی جائے گی۔ کسی جان کے ساتھ ظلم نہیں ہوگا۔ ہر انسان کے اعمال کا ریکارڈ پہلے ہی تیار موجود ہوگا۔ واقعات کی کھلی کھلی ناقابل انکار شہادتیں تفصیلات کے ساتھ بلا تاخیر پیش ہو جائیں گی۔ قادرِ مطلق خود بھی ہر شے، ہر عمل سے باخبر ہے۔ اس لیے حساب کتاب میں قطعاً دیر نہیں لگے گی۔

﴿الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ۭ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ۝﴾ [پارہ ۲۴، سورۃ المومن: ۳۵]

"جو لوگ بغیر اس کے کہ ان کے پاس کوئی دلیل آئی ہو خدا کی آیتوں میں جھگڑتے ہیں خدا کے نزدیک اور مومنوں کے نزدیک یہ جھگڑا سخت ناپسند ہے۔ اسی طرح خدا ہر متکبر شخص کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔"

تشریح: ...... ارشاد ربانی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے انہی لوگوں کو گمراہی میں پھینکا جاتا ہے جن میں تین صفات ہوں۔ ایک یہ کہ وہ اپنی بداعمالیوں میں حد سے گزر جائیں اور انہیں فسق و فجور کی چاٹ لگ جائے اور وہ اخلاق کی اصلاح کے لیے دعوت کو قبول نہیں کرتے۔ دوسرے یہ کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے معاملہ میں شک کا اظہار کرتے ہیں ان کی نبوت میں شک کرتے ہیں اور جو حقائق انہوں نے توحید اور رسالت کے بارے میں بیان کیے ان کو بھی شک کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ تیسرے یہ کہ اللہ کی ہر بات کے بارے میں معقولیت کے ساتھ غور و فکر کرنے کی بجائے کج بحثی سے کام لیتے ہیں اور ان کی کج بحثیوں کی بنیاد میں معتدل رویہ نہیں ہوتا۔ محض ضد اور ہٹ دھرمی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس کسی کے دل پر کسی وجہ کے بغیر مہر نہیں لگا دیتی۔ جب تک اس کے دل میں تکبر اور جباریت کی ہوا

Marfat.com

نہ بھر جائے۔

﴿ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ٥﴾

[پاره ٢٤، سورة المومن: ٦٢]

''وہ ہے اللہ تمہارا رب ہر چیز کا بنانے والا۔ اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں، تو کہاں اوندھے جاتے ہو۔''

تشریح: ...... مذکورہ آیت سے پہلی آیت کو ساتھ ملا کر ترجمہ کر لیا تو بات واضح ہو جاتی ہے۔ یعنی وہی اللہ ہے جس نے تمہارے لیے رات بنائی آرام کے لیے اور دن بنایا کام کاج کے واسطے۔ یہ رات دن کے بنانے والا ہی تمہارا رب ہے۔ وہی ہر شے کا خالق ہے۔ لہٰذا معبود حقیقی بھی وہی ہے۔ یہ بات عقل کے برابر خلاف ہے کہ رازق، خالق اور پروردگار تو اللہ ہو اور معبود کوئی اور بن جائے۔ اے لوگو تمہیں کون الٹی پٹی پڑھا رہا ہے کہ جو نہ خالق ہیں اور نہ پالنے والے ہیں مگر وہ عبادت کے لائق ٹھہرائے جا رہے ہیں۔ یہ بہکاوا ہے۔ اس بہکاوے میں نہ آنا۔

﴿فَقَضٰهُنَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ فِيْ يَوْمَيْنِ وَاَوْحٰى فِيْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا وَزَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ وَحِفْظًا ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ٥﴾ [پاره ٢٤، سورة حم السجده: ١٢]

''تو انہیں پورے سات آسمان کر دیا گیا دو دن میں اور ہر آسمان میں اس کے کام کے احکام بھیجے اور ہم نے نیچے کے آسمان کو چراغوں سے آراستہ کیا اور (شیطانوں) سے محفوظ رکھا۔ یہ اس عزت والے علم والے کا ٹھہرایا ہوا ہے۔''

تشریح: ......اس آیت کریمہ میں حسب ذیل ارشاداتِ ربانی ہیں:

- دو دن میں سات آسمان بنائے۔
- ہر آسمان میں اس کے قانون کی وحی بھیج دی۔
- آسمان کو ستاروں سے سجا کر زینت دی اور نگہبانی کی۔

Marfat.com

✿ یہ تدبیر خدائے غالب و دانا کی ہے۔

ارشاد ربانی ہے کہ ہم نے دو دنوں میں سات آسمان بنا دیئے اور ہر آسمان کے حسب حال احکام اور ہدایات نازل کر دیئے۔ تاکہ آسمان کی مخلوق خدا کی منشا کے مطابق زندگی گزار سکے۔ رات کو ٹمٹماتے ہوئے ستاروں سے آسمان کو زینت بخشی گئی۔ جس سے رات کی وحشت اور تاریکی کی گھٹن دور ہو جاتی ہے۔ آسمانی چھت کی تاروں بھری رونق دنیا کو فرحت اور تازگی بخشتی ہے۔ پھر فرمایا کہ ہم نے آسمان کو جتنا خوبصورت اور دلکش بنایا ہے۔ اتنا ہی مضبوط اور مستحکم ہی بنایا ہے۔ جس میں کوئی کجی اور دراڑ نظر نہیں آتی اور کوئی شگاف دکھائی نہیں دیتا۔ علاوہ ازیں اسے ہر طرح کی بیرونی دخل اندازیوں سے محفوظ بنا دیا گیا ہے۔ آخر میں فرمایا کہ یہ سارا تخلیقی نقشہ، ہر چیز کا مناسب محل اور مقام کا تعین، ہر چھوٹی بڑی چیز کے فرائض و واجبات کا تعین، یعنی کہ یہ حیران کن انتظام اور اعلیٰ ترین منصوبہ بندی کی عملی تطبیق فقط خداوند قدوس کی زبردست قدرتِ کاملہ اور حکمتِ بالغہ کی بنا پر ہے۔

﴿وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا قَالُوْا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَّهُوَ خَلَقَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ﴾

[پارہ ۲۴، سورۃ حم السجدۃ: ۲۱]

"اور وہ اپنی کھالوں سے کہیں گے تم نے ہم پر کیوں گواہی دی وہ کہیں گی ہمیں اللہ نے بلوایا جس نے ہر چیز کو گویائی بخشی اور اس نے تمہیں پہلی بار بنایا اور اسی کی طرف تمہیں پھرنا ہے۔"

تشریح: ...... قیامت کے دن جب بندہ اپنے خلاف دی گئی گواہیوں سے انکار کرے گا تو خدا کے حکم سے اس کے بدن کے اعضاء اس کے خلاف گواہی دیں گے۔ یعنی آنکھ، کان اور ان کی جلدیں۔ تو بندہ اپنے بدن کے اعضاء کی ملامت کرے گا اور بڑا سٹپٹائے گا اور اپنی کھال کو کوسنے لگے گا۔ وہ جواب دے گی کہ اس میں ہمارا کیا قصور ہے۔ ہمیں ناحق ملامت کر رہے ہو۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ ہم بول رہی ہیں، تمام کھالیں انسانوں کے خلاف گواہی

Marfat.com

دیں گی جب وہ اپنے گناہوں سے انکار کریں گے۔ کوئی بھی حکم عدولی نہیں کر سکتا۔

﴿وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ اِنَّ الَّذِيْٓ اَحْيَاهَا لَمُحْيِ الْمَوْتٰى اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ [پاره ٢٤، سورة حم السجدة: ٣٩]

''اور اس کی نشانیوں سے ہے کہ تو زمین کو دیکھے بے قدر پڑی، پھر جب ہم نے اس پر پانی اتارا تر و تازہ ہوئی اور بڑھ چلی۔ بے شک جس نے اسے جلایا ضرور مردہ جلائے گا۔ بے شک وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔''

تشریح: ......اس آیت میں رب تعالیٰ انسان کی پہلی پیدائش اور دوبارہ زندہ کیے جانے کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے کہ اے میرے بندے تو میری قدرت کی نشانیوں میں سے یہ بھی دیکھتا ہے کہ بنجر زمین پر جب بارش ہوتی ہے تو سبزہ اگ آتا ہے۔ ہریالی اور تازگی ہر طرف نظر آتی ہے۔ گویا مردہ زمین میں جان پڑ گئی۔ بے شک اسے قادرِ مطلق ہی نے زندہ کر دیا جس طرح وہ زمین کو زندہ کرتا ہے اسی طرح وہ مردہ اجسام کو بھی زندہ کرنے کی مکمل قدرت رکھتا ہے۔ وہ جو چاہے کرے اس کا حکم ٹل نہیں سکتا۔ وہ زمین و آسمان میں ہر چیز پر غلبہ و قدرت تامہ رکھتا ہے۔

﴿سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ اَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ﴾

[پاره ٢٤، سورة حم السجدة: ٥٣]

''ابھی ہم انہیں دکھائیں گے اپنی آیتیں دنیا بھر میں اور خود اُن کی ذات میں یہاں تک کہ ان پر کھل جائے کہ بے شک وہ حق ہے۔ کیا تمہارے رب کا ہر چیز پر گواہ ہونا کافی نہیں۔''

تشریح: ......اس آیت مبارکہ کا مفہوم بڑا وسیع ہے۔ یہ آیت اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کے بارے میں آگاہ کرتی ہے جو کہ آفاقِ عالم اور انسان کی ذات کے اندر ہیں۔ رسول

Marfat.com

اکرم ﷺ برسوں سے اپنی عرب قوم کو توحید کی دعوت دے رہے تھے۔ اپنے دعویٰ کی سچائی کے لیے انتہائی ٹھوس عقلی اور عالم وجود سے متعلق دلائل پیش کیے۔ لیکن کفار نے اپنے اردگرد تعصب، ضد اور ہٹ دھرمی کی ایسی دیوار چن دی جسے وہ قائم رکھنے پر تلے ہوئے تھے۔ اسلام کے خلاف ان کے جذبات بڑے شدید تھے۔ وہ تو تکبر، امارت اور دنیوی اسباب کے بل بوتے پر یہ سمجھ رہے تھے کہ وہ جب چاہیں گے پھونک مار کر وہ چراغ ہدایت بجھا دیں گے جو اللہ کا رسول ﷺ روشن کیے ہوئے تھے۔ کفار کا یہ وہم تھا کہ یہ مٹھی بھر مسلمان جن کی اکثریت غلاموں، ناداروں اور نچلے طبقہ سے متعلق ہے، ان کی کہاں مجال کہ ہمارے بتوں کی خدائی کا تختہ الٹ سکیں۔ ہم جب چاہیں گے ان کو تہس نہس کر کے رکھ دیں گے۔ ایک ظاہری عقل وخرد رکھنے والا یہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اسلام کا مستقبل روشن ہے اور یہی دین غالب ہو کر رہے گا۔ ان حالات میں خداوندِ قدوس نے یہ آیت نازل فرمائی جس میں پیشگوئی بھی فرمائی کہ اللہ جو چاہتا ہے وہ ہو کر رہے گا۔ لوگوں کو ایسا گمان نہ تھا کہ پیش گوئی پوری ہو سکتی ہے۔ فرمان خدا ہے کہ ہم دنیا کے چاروں طرف اور خود ان کی ذات میں ایسی نشانیاں دکھائیں گے کہ جن کے بعد جس حق کا انکار کر رہے ہیں انہیں یقین ہو جائے گا کہ یہی حق اور سچ ہے اور آخر کار ان کی آنکھوں سے تعصب کی پٹی اتر جائے گی دلوں پر لگے ہوئے تالے ٹوٹ جائیں گے اور ان کے تاریک سینے نور ایمان سے جگمگانے لگیں گے وہ اپنے جھوٹے معبودوں و ریزہ ریزہ کرنے لگیں گے۔

﴿اَلَآ اِنَّهُمْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَاۗءِ رَبِّهِمْ اَلَآ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ﴾

[پارہ ۲۴، سورۃ حم السجدۃ: ۵٤]

”سنو انہیں ضرور اپنے رب سے ملنے میں شک ہے۔ سنو وہ ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔“

تشریح:...... اللہ تعالیٰ اس آیت میں فرماتے ہیں کہ جن لوگوں کے دلوں میں روزِ محشر کے بارے میں شبہ ہے وہی لوگ دنیا میں رہ کر من مانی کرتے ہیں اور فسق و فجور میں مبتلا

Marfat.com

ہو جاتے ہیں۔ وہ سرکشی، نافرمانی اور شیطانی کاموں سے رُک نہیں سکتے۔ ان صراطِ مستقیم سے بھٹکے ہوئے لوگوں کو ہزار بار سمجھایا جائے یا انہیں کتنی ہی پرزور دلیلیں دی جائیں وہ ان پر کان نہیں دھرتے۔ وہ تو ہر صورت دنیا کی زندگی میں فریفتہ ہیں۔ اُن کی ہر کوشش تات بس اسی بات پر ٹوٹتی ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ دنیا کے مال و اسباب کو لوٹ لیں۔ اونچے عہدے حاصل کر لیں اور عیش کوشی کو سب کچھ سمجھ بیٹھیں۔ اُن بھٹکے ہوئے لوگوں کو عزت نفس اور اخلاقِ عالیہ کی کوئی پروا نہیں ہوتی۔ یہ لوگ غضب کا شکار ہو کر روزِ قیامت کو بھول بیٹھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو دیکھ رہے ہیں جو اس کے علم وفرست کے احاطے سے باہر نہیں ہیں۔

آیات بینات کے دو مفاہیم ہیں:

پہلے یہ کہ مکہ کے مغرور اور متکبر سردار بدر کے میدان میں جس شکست سے دوچار ہوئے، کیا اس شکست کا خیال کبھی ان کے دلوں میں آیا تھا وہ تو مسلمانوں کا شکار کھیلنے آئے تھے کہ جسے چاہیں گھائل کریں اس کا تماشا دیکھیں۔ لیکن بقول شاعر" خدا اے چیرہ دستاں سخت ہیں فطرت کی تعزیریں" قدرت نے میدان بدر میں ایسا کرشمہ دکھایا کہ جس نے ان کی آنکھیں کھول دیں۔ کفارِ مکہ بھلا یہ کیا سوچ سکتے تھے کہ مکہ سے چھپ چھپا کر مدینہ جانے والے ایک دن پھر مکہ پر حملہ آور ہوں گے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے دس ہزار کا لشکر جرار لے کر مکہ کا رخ کیا۔ اس لشکر کے مختلف دستوں کے پرچم تھامنے والے وہی مکہ کے قریشی جنہوں نے مسلمانوں کو یہاں سے نکالا تھا آج کفر وشرک میں اتنی طاقت نہیں کہ اس لشکر اسلام کی پیش قدمی کو روک سکے یا اس پر اپنی ناگواری کا اظہار کر سکے۔ پھر اسی لشکر اسلام کے آگے قیصر وکسریٰ نہ ٹھہر سکے۔ وہاں کے لوگوں نے فاتحین اسلام کے اخلاق، ان کے اطوار اور ان کی سیرت کی پختگی اور پاکیزگی سے اس قدر متاثر ہوئے کہ انہوں نے اپنا آبائی مذہب چھوڑا اور دامن اسلام میں پناہ لی۔ عربی زبان کو اپنا لیا، اپنا تمدن چھوڑ کر عرب کے تمدن کو اپنا لیا۔

اس آیت کا دوسرا مفہوم یہ ہے کہ کتاب اللہ کفار کو مظاہر فطرت میں غور وفکر کی دعوت دے رہی ہے لیکن اس غور وفکر کی تکلیف برداشت نہیں کرتے۔ کائنات کے ذرہ ذرہ میں فکرو

Marfat.com

حقیقت کا جہاں چھپا ہوا ہے۔ مگر یہ لوگ اس حقیقت سے غافل اور بے پروا ہیں۔ اگر انسان اپنی آنکھ کی نزاکت اور لطافت کو دیکھے اور پھر مختلف اعضاء دیکھے کہ کس طرح بنائے گئے ہیں اور کیا کیا کام انجام دے رہے ہیں ان اعضاء کی بناوٹیں اور مناسبتیں غور و فکر کی دعوت دی دے رہی ہیں۔ قرآن رب تعالیٰ کو ماننے کی دعوت دے رہا ہے۔ اس کے بغیر کوئی خدا نہیں۔ وہی حقیقی معبود اور لاشریک ہے۔

﴿اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ فَاللّٰهُ هُوَ الْوَلِيُّ وَهُوَ يُحْيِ الْمَوْتٰى وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۝﴾ [پاره ٢٤، سورة حٰمٓ السجدة: ٩]

''کیا اللہ کے سوا اور والی ٹھہرا لیے ہیں تو اللہ ہی والی ہے اور وہ مردے جلائے گا اور وہی ہر چیز پر قادر ہے۔''

تشریح: ......ارشاد ربانی ہے کہ جو لوگ قیامت کے قائم ہونے کا یقین ہی نہیں رکھتے اور اپنے رب سے ملاقات کے لیے شک میں مبتلا ہیں۔ وہی لوگ بے فکر ہیں اور ان کے دل خوفِ خدا سے خالی ہیں۔ وہ سرکشی اور نافرمانی سے باز نہیں آئے۔ حکم خدا اور اطاعت رسول ﷺ سے غافل ہیں۔ ان منکرین قیامت کے سامنے توحید کی ہزاروں دلیلیں پیش کی جائیں وہ انہیں لائق توجہ ہی نہیں سمجھتے۔ وہ اس دنیوی زندگی ہی کو سب کچھ جانتے ہیں ان کی ساری کوششیں ایک ہی نقطہ پر مرکوز ہوتی ہیں کہ وہ زندگی کے رات دن اور ماہ و سال زیادہ سے زیادہ لطف و راحت کے ساتھ گزاریں۔ دولت جمع کریں اور اعلیٰ سے اعلیٰ عہدہ حاصل کریں۔ ان دنیوی مقاصد کے حصول کے لیے ایسے لوگوں کو اپنے شرف انسانی، عزت نفس اور اخلاق عالیہ کی قربانی بھی دینا پڑے تو وہ کوئی جھجک محسوس نہیں کرتے۔ وہ ہر وقت دوسروں کی قسمت سے کھیل کر اپنی کھوکھلی شہرت اور نام و نمود برقرار رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے علم اور قدرت سے ہر چیز کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ یہ لوگ بھی اس کی قدرت سے باہر نہیں جب وہ علیم و قدیر ان سے انتقام لے گا تو انہیں اپنی عاقبت معلوم ہو جائے گی۔

﴿لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ اِنَّهٗ

Marfat.com

بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴾ [پارہ ٢٤، سورة حٰم السجدة: ١٢]

"اسی کے لیے ہیں آسمانوں اور زمین کی کنجیاں جس کی چاہے روزی کشادہ کر دے اور تنگ کر دے۔ یقیناً وہ ہر چیز جاننے والا ہے۔"

تشریح:......اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ انسانوں کے درمیان اختلافات کا فیصلہ کرنا اللہ کا کام ہے۔ اسی کی ذات پر بھروسہ اور اسی کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کریم ﷺ کو ہدایت دے رہا ہے کہ تم اعلان کر دو کہ اللہ تعالیٰ ہی کائنات کا مالک اور حقیقی ولی ہے۔ جب بادشاہی اسی کی ہے تو پھر لامحالہ حاکم بھی وہی ہے اور انسانوں کے باہمی تنازعات واختلافات کا فیصلہ کرنا بھی اسی کا کام ہے۔ اس کو جو لوگ صرف آخرت کے لیے مخصوص کرتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔ اس امر کی کوئی دلیل نہیں کہ اللہ کی حاکمانہ حیثیت اس دنیا کے لیے نہیں بلکہ صرف موت کے بعد کی زندگی کے لیے ہے۔ اسی طرح جو لوگ اس دنیا میں صرف عقائد اور چند مذہبی مسائل تک اسے محدود کرتے ہیں وہ بھی غلطی پر ہیں۔ قرآن صاف صاف علی الاطلاق تمام نزاعات واختلافات میں اللہ تعالیٰ کو فیصلہ کرنے کا اصل حق دار قرار دیتا ہے۔ اللہ جس طرح آخرت کا مالک یوم الدین اسی طرح دنیا میں ہمارا احکم الحاکمین ہے۔ جس طرح وہ اعتقادی اختلافات میں یہ طے کرنے والا ہے کہ حق کیا ہے اور باطل کیا۔ ٹھیک اسی طرح قانونی حیثیت سے بھی وہی یہ طے کرنے والا ہے کہ انسان کے لیے پاک کیا ہے اور ناپاک کیا۔ جائز اور حلال کیا ہے اور حرام ومکروہ کیا، اخلاق میں بدعت وترشی کیا ہے اور نیکی وخوبی کیا۔ معاملات میں کس کا کیا حق ہے اور کیا نہیں ہے۔ معاشرے اور تمدن اور سیاست اور معیشت میں کون سے طریقے درست ہیں اور کون سے غلط۔

میں نے اللہ کی ذات پر بھروسہ کیا۔ اسی کی مدد، اسی کی راہنمائی اور اسی کی حمایت و حفاظت اور اسی کے فیصلے پر اعتماد ہے۔ میں اسی ذات اقدس کی طرف رجوع کرتا ہوں یعنی جو معاملہ بھی مجھے زندگی میں پیش آتا ہے میں اس میں اللہ ہی کی طرف رجوع کیا کرتا ہوں۔ اس کی حفاظت پر بھروسہ کرتا ہوں۔ ہر معاملے میں اسی سے راہنمائی طلب کرتا ہوں۔ اسی کی

Marfat.com

تعلیم و ہدایت میں مسئلے کا حل یا حکم تلاش کرتا ہوں۔ کسی سے کوئی نزاع ہوئی ہے تو اسی کی طرف دیکھتا ہوں۔ یقین کرتا ہوں کہ جو فیصلہ بھی وہ کرے گا وہی حق ہوگا۔

﴿وَالَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ کُلَّهَا وَجَعَلَ لَکُمْ مِّنَ الْفُلْكِ وَالْاَنْعَامِ مَا تَرْکَبُوْنَ﴾ [پارہ ۲۵، سورۃ الشوریٰ: ۱۲]

”جس نے سب جوڑے بنائے اور تمہارے لیے کشتیاں اور چارپائے بنائے جن پر تم سوار ہوتے ہو۔“

تشریح:...... یہ آیت اس بارے میں اظہار کرتی ہے کہ اللہ ہی کی ذات ایسی ہے جو ولی برحق ہے۔ اسی پر ہی توکل کرنا چاہیے اور اسی کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ انسان جلد بازی میں عارضی نفع کے لیے دنیا کے بڑے بڑے عہدہ داروں اور ارباب ثروت و جاہ کی محبت کا دم بھرتے ہوئے ظلم وستم اور لوٹ کھسوٹ میں شامل ہو جاتا ہے۔ وہ اس حقیقت سے باخبر ہے کہ جو کچھ وہ کر رہا ہے یہ سراسر ظلم ہے، خدا کی نافرمانی اور اس کے بندوں کی حق تلفی اور دل آزاری ہے۔ اس کا ضمیر بھی اس کو ملامت کرتا ہے۔ مگر اسے اس بات کا اندیشہ لگا رہتا ہے کہ اگر اس نے ان کا ساتھ نہ دیا تو اسے رزق سے محروم کر دیا جائے گا۔ اس کا معاش چھن جائے گا۔ انہی کم فہم اور بے ضمیر لوگوں کو بتایا جا رہا ہے کہ رزق، عہدے اور منصب اسی ذات اقدس کے اختیار میں ہیں۔ آسمانوں اور زمین کی کنجیاں اسی کے قبضہ قدرت میں ہیں۔ وہ جس کو چاہے بے حساب دے اور جسے چاہے تنگی دے۔ اس کی عطا کو کوئی نہیں روک سکتا اور جسے محروم کر دے اسے کوئی دے نہیں سکتا۔ اس لیے فرمان قرآن ہے کہ بندہ بننا ہے تو خدا کا بندہ بن۔ وہ احکم الحاکمین اور مالکِ کل ہے اسی خدا کے در پر حاضر ہو کر دامنِ طلب پھیلاؤ ورنہ درِ اغیار پر جا کر اپنی آبرو اور اپنا عزت وضمیر بھی داغ دار کرو گے اور خدا بھی ناراض ہو جائے گا۔

﴿اِنْ یَّشَاْ یُسْکِنِ الرِّیْحَ فَیَظْلَلْنَ رَوَاکِدَ عَلٰی ظَهْرِهٖ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّکُلِّ صَبَّارٍ شَکُوْرٍ﴾ [پارہ ۲۵، سورۃ الشوریٰ: ۳۳]

”اگر وہ چاہے تو ہوا بند کر دے پس وہ (جہاز) رکے رہیں سمندر کی پشت پر بے

Marfat.com

شک اس میں قدرت کی نشانیاں ہیں ہر کمال درجہ صبر کرنے والے اور شکر کرنے والے کے لیے۔"

تشریح: ......اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ فرمایا گیا کہ اے اہل مکہ تم تجارت پیشہ ہو اور بحر و بر میں سفر کرتے رہتے ہو۔ بھلا یہ تو بتاؤ کہ سمندری جہاز جو سامان اٹھائے پانی کی سطح پر تیرتے رہتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ ہواؤں کو ساکن کر دے تو تم کس طرح ان بھاری جہازوں کو گھسیٹ کر کناروں تک لے جاؤ گے۔ اس کے برعکس اگر وہ تند و تیز اور ہلاکت خیز طوفان بھیج دے اور تمہیں غرق کر دے تو تم کیا کر سکتے ہو۔ خلاصہ یہ کہ تم حقیقت کو پہچانو اور نافرمانیوں اور سرکشیوں سے باز آ جاؤ۔

﴿وَالَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْفُلْكِ وَالْاَنْعَامِ مَا تَرْكَبُوْنَ۝﴾ [پارہ ۲۵، سورۃ الزخرف: ۱۲]

"اور جس نے سب جوڑے بنائے اور تمہارے لیے کشتیاں اور چار پائے بنائے جن پر تم سوار ہوتے ہیں۔"

تشریح: ......اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اپنے چند احسانات کا ذکر کیا ہے جو کہ اس کی شانِ ربوبیت ہے۔ فرمایا کہ وہی ذاتِ اقدس ہے جس نے تمام جوڑے پیدا کیے ہیں۔ جوڑوں سے مراد صرف نوعِ انسانی کے زن و مرد حیوانات و نباتات ہی نہیں بلکہ دوسری بے شمار چیزیں ہیں جن کو رب تعالیٰ نے ایک دوسرے کا جوڑ بنایا ہے۔ جن کے اختلاط یا امتزاج سے دنیا میں نئی نئی چیزیں وجود میں آتی ہیں۔ مثلاً عناصر میں بعض کا بعض سے جوڑ لگتا ہے اور بعض کا بعض سے نہیں۔ جن کا جوڑ ایک دوسرے سے لگتا ہے انہی کے ملنے سے طرح طرح کی ترکیبیں واقع ہوتی ہیں۔ مثلاً بجلی میں مثبت اور منفی بجلیاں ایک دوسرے کا جوڑ ہیں اور ان کی باہمی کشش سے دنیا میں عجیب عجیب کرشمہ سازیاں ہو رہی ہیں۔ دوسرے ان گنت جوڑے بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا کیے ہیں۔ مثلاً ذائقہ کے اعتبار سے کوئی میٹھی چیز اور کوئی ترش رنگ کے اعتبار سے کوئی سفید اور کوئی سیاہ، کوئی نر اور کوئی مادہ، یہ تنوع اتنا وسیع اور مفید کہ

Marfat.com

انسان اس پر جتنا غور کرے کم ہے۔ اس طرح غور فکر کرنے سے اللہ کی قدرت اور حکمت پر ایمان بشری مضبوط اور مستحکم ہو جاتا ہے۔ کہ یہ سب کچھ لازماً کسی حکیم لاشریک کی بنا پر ہی ہو رہا ہے جس میں کسی دوسرے شریک کا عمل دل نہیں ہے۔

مزید فرمانِ خداوندی ہے کہ بحر و بر میں تمہاری سواری کا بندوبست کر دیا گیا۔ جہازوں میں بیٹھ کر تم دریاؤں اور سمندروں کو عبور کرتے ہو۔ گھوڑوں، اونٹوں، ریل گاڑیوں اور کاروں میں تم خشکی میں سفر کرتے ہو۔

﴿وَيْلٌ لِّكُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ﴾ [پاره ۲۵، سورة الجاثية: ۷]

''ہر جھوٹے گنہگار پر افسوس ہے۔''

تشریح: ......فرمانِ خدائے قدوس ہے کہ وہ کافر جو اللہ کی آیات کو سنتے ہیں لیکن ایمان لانے کی غرض سے نہیں بلکہ جھٹلانے کے لیے۔ ان کا یہ پروگرام ہے کہ وہ آیات قرآنی کو مانیں گے نہیں بلکہ اس خیال سے سنیں گے کہ کوئی نقص نکال سکیں اور اس کا مذاق اڑا سکیں۔ ایسے ہی لوگوں کو رسوا کن اور ذلیل ترین عذاب میں مبتلا کر دیا جائے گا جس سے نجات ممکن نہ ہوگی۔ ان کی دولت، اولاد اور وہ روسا جن کو نوش کرتے تھے کسی کام نہ آئیں گے۔

﴿وَخَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَلِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ﴾ [پاره ۲۵، سورة الجاثية: ۲۲]

''اور اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ بنایا اور اس لیے کہ ہر جان اپنے کیے کا بدلہ پائے اور ان پر ظلم نہ ہوگا۔''

تشریح: ......اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ یہ زمین و آسمان کھیل کے طور پر پیدا نہیں کیے گئے بلکہ ایک بامقصد حکیمانہ نظام کے تحت پیدا کیے گئے ہیں۔ قیامت کے دن تک ہر ایک کو عمل کرنے کا حق ہے۔ اچھا یا برا عمل۔ قیامت کے دن تمام مردے اٹھائے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک سے فرداً فرداً حساب کتاب لے گا۔ نیکوں اور بدوں کو ان کی نیکی اور بدی کے مطابق جزا اور سزا ملے گی۔ اگر آخرت نہیں، یوم قیامت کا انعقاد نہیں، اچھائی یا برائی

Marfat.com

کا نتیجہ نہ نکلے تو پھر یہ کائنات ایک کھلنڈرے کا کھلونا ثابت ہو گی نہ کہ ایک قادرِ مطلق کا بنایا ہوا حکیمانہ نظام۔ ایسا نہیں ہو سکتا کہ ظالموں کو ان کے ظلم کی سزا اور اچھوں کو نیکی کی جزا نہ ملے۔ خدا کے نظام میں ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ کسی کو استحقاق کے مطابق سزا یا جزا دی جائے گی۔

﴿وَتَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً كُلُّ اُمَّةٍ تُدْعٰى اِلٰى كِتٰبِهَا اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۝﴾ [پاره ۲۵، سورة الجاثية: ۲۸]

"اور تم ہر گروہ کو دیکھو گے زانوؤں کے بل گرے ہوئے، ہر گروہ کو اپنے نامہ اعمال کی طرف بلایا جائے گا۔ آج تمہیں تمہارے کیے کا بدلہ دیا جائے گا۔"

تشریح: ......اس آیتِ ربانی میں فرمایا گیا کہ قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ کی عدالت لگی ہو گی۔ جلالِ کبریائی کی وجہ سے اور حساب کتاب کی باز پرس کے خوف سے لوگ مرعوب اور دہشت زدہ ہوں گے۔ ان کے لیے سیدھا کھڑا ہونا مشکل ہو گا، لہٰذا وہ گھٹنوں کے بل کھڑے ہوں گے۔ ہر گروہ کو اس کے اعمال نامہ کی طرف بلایا جائے گا اور پھر اسی کے مطابق باز پرس ہو گی۔ انہیں کہا جائے گا کہ یہی صحیفہ اعمال ہے جو تمہارے درمیان سچی گواہی دے گا۔ تمہارے اعمالِ حسنہ میں سے کسی عمل کو نظر انداز نہیں کیا گیا اور تمہیں مجرم گردانے کی غرض سے غلط الزام نہیں لگائے گئے۔ لہٰذا یہ تمہارے نیک و بد اعمال کا مصدقہ ریکارڈ ہے۔ ہمارے حکم سے فرشتے تمہارے اعمال کو ضبطِ تحریر میں لاتے ہیں۔ اعمال کس طرح لکھے جاتے رہے۔ کس طرح ضابطے محفوظ رہے ہمارا ادراک ناقص ہے ہم سمجھ نہیں سکتے۔ مگر ہم ریکارڈ کی سچائی کے بارے میں ذرا بھی شک نہیں کر سکتے۔

﴿وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا وَلِيُوَفِّيَهُمْ اَعْمَالَهُمْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ۝﴾ [پاره ۲۶، سورة الاحقاف: ۱۹]

"اور ہر ایک کے لیے اپنے اپنے عمل کے درجے ہیں اور تا کہ اللہ ان کو ان کے اعمال پورا بدلہ دے اور ان پر ظلم نہ ہو گا۔"

تشریح: ......اللہ تعالیٰ اس آیت میں ارشاد فرما رہے ہیں کہ روزِ قیامت مومن اور

Marfat.com

کافر کے گروہوں کو ان کے عملوں کے مطابق جزا اور سزا دی جائے گی۔ مومن مراتب عالیہ سے سرفراز ہوں گے جب کہ کافر جہنم میں داخل ہوں گے۔ نیکوں اور بدوں کو اچھے اور برے اعمال کے مطابق جزا اور سزا ملے گی۔ کسی پر ذرہ برابر ظلم نہ ہوگا۔

﴿تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍ بِأَمْرِ رَبِّهَا فَأَصْبَحُوا لَا يُرَى إِلَّا مَسَاكِنُهُمْ كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِينَ﴾ [پارہ ۲۶، سورۃ الاحقاف: ۲۵]

''اور ہر چیز کو تباہ کر ڈالتی ہے اپنے رب کے حکم سے تو صبح رہ گئے کہ نظر نہ آتے تھے مگر ان کے سُونے مکان۔ ہم مجرموں کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں۔''

تشریح: ......اس آیت قرآنی میں حضرت ہود علیہ السلام کی قوم پر عذاب آنے کا واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ اپنی قوم سے حضرت ہود علیہ السلام نے فرمایا کہ اے قوم (کے لوگو) راہِ حق سے نہ ہٹو۔ معبودِ حقیقی کے ماننے والے بن جاؤ۔ ورنہ تمہیں ہولناک عذاب بھگتنا پڑے گا۔ جب قوم نے سنا تو کہا کہ تو ہمیں ہمارے معبودوں سے روک رہا ہے۔ وہ غصے سے لال پیلے ہو گئے۔ کہنے لگے کہ ہمیں اپنے خداؤں سے برگشتہ نہ کرو اور ہمیں اپنے آباء واجداد کے مذہب سے نہ بہکاؤ۔ جاؤ جس عذاب سے تم ہمیں ہر وقت ڈراتے رہتے ہو، اسے لے آؤ۔ تو اس کے جواب میں ان کے پیغمبر نے کہا کہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ اگر وہ تمہیں اس لائق جانتا ہے تو تم پر عذاب بھیج دے گا۔ میرا منصب تو یہ ہے کہ میں اپنے رب کی رسالت تم تک پہنچا دوں لیکن میں جانتا ہوں کہ تم بے عقل اور بے وقوف لوگ ہو۔ عذاب کا وقت مقرر ہو چکا ہے لہٰذا جب وقت مقرر آن پہنچا تو افق پر ان لوگوں کو کالی گھٹا نظر آئی۔ جو ان کی وادی کی طرف جھوم جھوم کر بڑھ رہی تھی۔ چونکہ خشک سالی تھی اور سخت گرمی تھی لہٰذا لوگ اس کالے ابر کو دیکھ کر بڑے خوش ہوئے کہ اچھا ہوا ابر چڑھا ہے۔ لو بادل آیا ابھی برسے گا۔ کوہ و دمن سیراب ہو جائیں گے۔ ندیاں نالے اور وادیاں پانی سے بھر جائیں گے۔ نادان نہیں سمجھتے تھے کہ یہ کالی گھٹا نہیں ہے بلکہ تند و تیز آندھی ہے جو ہر چیز کو ملیا میٹ کر کے رکھ دے گی۔ چنانچہ سات راتیں اور آٹھ دن مسلسل جھکڑ چلتا رہا۔ وہ لاکھوں ٹن ریت کے نیچے دب گئے۔ ان کے

Marfat.com

باغات کا نام ونشان باقی نہ رہا۔ سوائے ویران مکانوں کے اور کوئی ذی روح نہ بچا۔ یہ لوگ مال، دولت، قوت وحشمت میں علاقے میں سب سے آگے تھے اور اپنے سیاسی اثر ورسوخ کے لحاظ سے سارے عرب میں معروف تھے۔ ان کی ساری صلاحیتیں بانجھ ہو کر رہ گئیں اور انجام بڑا دردناک ہوا۔ وہ زمانے میں عبرت کا نشان بن گئے۔ ان کے بت اور دیوی دیوتے ان کے کسی کام نہ آئے اور وہ حرفِ غلط کی طرح مٹا دیئے گئے۔ واقعی اللہ کا عذاب بڑا سخت ہے۔ اسے کوئی نہیں ٹال سکتا۔

حذر اے چیرہ دستاں سخت ہیں فطرت کی تقریریں

﴿اَوَلَمۡ یَرَوۡا اَنَّ اللّٰہَ الَّذِیۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ وَلَمۡ یَعۡیَ بِخَلۡقِہِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰۤی اَنۡ یُّحۡیِۦَ الۡمَوۡتٰی بَلٰۤی اِنَّہٗ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ۝﴾

[پارہ ۲۶، سورۃ الاحقاف: ۳۳]

”کیا انہوں نے نہ جانا کہ وہ اللہ جس نے آسمان اور زمین بنائے اور ان کے بنانے میں نہ تھکا۔ قادر ہے کہ مردے جلائے ہاں ہاں وہ سب کچھ کرسکتا ہے۔“

تشریح: ...... اس آیت میں خداوند قدوس اپنی قدرتِ کاملہ اور حکمتِ غالبہ کی نشانیاں بتاتا ہے۔ خدا تعالیٰ کفارِ مکہ سے مخاطب ہے جو قیامت کے منکر تھے۔ انہیں بتایا جارہا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کائنات کو پیدا کرنے کے بعد تھک نہیں گیا۔ اس کو درہم برہم کرنے کے بعد بھی دوبارہ پیدا کرنا قطعاً مشکل نہیں ہے۔ مُردوں کو زندہ کرنا ہی لفظ ”کُن“ کا کہنا ہے۔ خدا فقط کُن کہے گا تو تمام مُردے زمین سے باہر نکل آئیں گے اور ایسا کرنا اس کی قدرت کاملہ سے ہے۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

﴿وَّاُخۡرٰی لَمۡ تَقۡدِرُوۡا عَلَیۡہَا قَدۡ اَحَاطَ اللّٰہُ بِہَا ؕ وَکَانَ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرًا۝﴾ [پارہ ۲۶، سورۃ الفتح: ۲۱]

”اور (غنیمتیں دیں) جن پر تم قدرت نہیں رکھتے تھے لیکن وہ اللہ کے احاطہ قدرت میں تھیں اور اللہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔“

Marfat.com

تشریح: ......اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے فتوحات کی بشارت سنائی ہے۔ ان فتوحات کی خوشخبری اور اموالِ غنیمت کی بشارت دی گئی ہے۔ جن کا مسلمان خیال بھی نہیں کر سکتے تھے۔ اس سے مراد شام، فلسطین، مصر، شمالی افریقہ، سپین، عراق، ایران، افغانستان اور برصغیر وغیرہ ہیں۔ اس آیت میں فتح مکہ کی بھی خبر دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ ایسا کرنا تمہارے بس میں نہ تھا لیکن یہ سب کچھ اس کی قدرتِ کاملہ سے باہر نہیں۔ علامہ قرطبی نے مزید وضاحت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان ملکوں اور مالوں کو محفوظ کر رکھا ہے تاکہ تم آ کر انہیں فتح کرو۔ ان کے قلعے اور شہر تمہارے استقبال کے لیے اپنے دروازے کھول دیں۔ قیصر و کسریٰ کے جو مال و دولت کے ڈھیر ہیں وہ تمہارے قدموں میں ڈھیر کر دیے جائیں گے۔

﴿إِذْ جَعَلَ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَأَنزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوَىٰ وَكَانُوا أَحَقَّ بِهَا وَأَهْلَهَا وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا﴾

[پارہ ٢٦، سورة الفتح: ٢٦]

"جب کہ کافروں نے اپنے دلوں میں اڑ رکھی۔ وہی زمانہ جہالت کی اڑ (ضد) تو اللہ نے اپنا اطمینان اپنے رسول اور ایمان والوں پر اتارا اور پرہیزگاری کا کلمہ ان پر لازم فرمایا اور وہ اس کے زیادہ سزاوار اور اس کے اہل تھے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔"

تشریح: ......اس آیت میں رب تعالیٰ نے بڑے بلیغ اور دل نشین انداز میں اس فرق کو بیان فرمایا ہے جو کفار اور اہل ایمان کے طریقہ کار میں تھا۔ کفار کی حمیت (ضد) کو حمیتِ جاہلیت کہا گیا ان کی ضد بغیر کسی دلیل کے تھی۔ رسول کریم ﷺ کو عمرہ سے باز رکھنا مسلمہ اصول کے خلاف تھا۔ کفار کی بے جا ضد اور تعصب کے بالمقابل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ حال تھا کہ اللہ کا حکم ملتے ہی پیکر تسلیم و رضا بن جاتے۔ وہ اللہ کی راہ میں سر کٹانے اور اپنے

Marfat.com

خون کا آخری قطرہ بہانے پر آمادہ ہی نہیں بلکہ بے تاب نظر آتے۔ مکہ کے بت پرستوں کی عارضی کامیابی اور وقتی خوشی ان کے دکھ کا باعث بن جاتی۔ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں کی اس کیفیت سے پوری طرح باخبر ہے۔ اس لیے وہ انہیں قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اس لیے وہ ان کے دلوں کو سکون اور طمانیت سے نوازتا ہے۔ لہٰذا ان کی بے چینیاں مسرتوں میں بدل جاتی ہیں۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر کفار کی شرائط سے حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ پریشان تھے کیونکہ ان کی غیرتِ ایمانی یہ سب کچھ برداشت نہ کرسکتی تھی مگر جب اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تو انہوں نے سر جھکا دیا۔ اللہ تعالیٰ کو مسلمانوں کی خود سپردگی پسند آئی۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے دلوں میں کلمۂ توحید یوں ثبت کردیا کہ یہ مٹ نہیں سکتا۔

رب تعالیٰ نے صحابہ کرام پر اپنی رحمتوں کو نچھاور کیا اور مزید فرمایا کہ جو عنایات کریمانہ اور انعامات خسروانہ ان پاک بازوں پر فرمائے گئے وہ بلاوجہ نہیں بلکہ ان کے مستحق ہیں۔ انہوں نے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے دست گرامی پر بیعت کی اور اسلامی غیرت جس کے باعث وہ شرائط صلح پر حیران ہوگئے تھے، ان تمام چیزوں نے اس کا حق دار بنا دیا کہ ہم دل کھول کر ان پر اپنی رحمتیں اور برکتیں نازل کریں اور ساتھ ہی فرمادیا کہ وہ "وَاَهْلَهَا" یعنی اہل ہیں۔ ان میں صلاحیت اور قابلیت ہے۔ رب تعالیٰ صحابہ کرام کے ظاہر و باطن سے کلی طور پر باخبر ہے۔ اللہ تعالیٰ وقوع پذیر ہونے والے واقعات اور رونما ہونے والے حادثات سے باخبر ہے۔ وہ ہر شخص کے ماضی، حال اور مستقبل سے بخوبی آشنا ہے۔ ہر چیز کو اچھی طرح جانتا ہے۔ کسی شخص کا باطن، کسی کا انجام اور ہونے والے افعال سے بہ کلی باخبر ہے اور علیم ہے۔ سب کچھ جاننے والے رب تعالیٰ ہی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وفا شعار صحابہ کرام کو انعامات، احسانات اور نوازشات سے سرفراز فرمایا۔

﴿قُلْ اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ بِدِيْنِكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ۝﴾ [پارہ ۲۶، سورة الحجرات: ۱٦]

"تم فرماؤ کیا تم اللہ کو اپنا دین بتاتے ہو اور اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں اور

Marfat.com

جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔"

تشریح: ......اس آیت ربانی میں اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ اس کے آگے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے۔ وہ زمین و آسمان کی ہر کیفیت، ہر حالت اور اس کے ظاہر و باطن سے بہ کلی باخبر ہے۔ اللہ تعالیٰ بندوں کے دلوں کی کیفیات سے آگاہ ہے وہ کسی کی نیت، قبول اسلام اور دین سے محبت سے متعلق کلی طور پر باخبر ہے۔ وہ ہر خفیہ اور ظاہر چیز کو جانتا ہے۔

﴿وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ﴾ [پارہ ۲۶، سورۃ ق: ۷]

"اور زمین کو ہم نے پھیلا دیا اور جما دیئے اس پر بڑے بڑے پہاڑ اور اگا دی اس یں ہر قسم کی رونق افزا چیزیں۔"

تشریح: ......باری تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم نے زمین کو بچھا دیا ہے۔ یہ کائنات کتنی وسیع اور کشادہ ہے۔ قدرت نے اسے دور دور تک پھیلا دیا ہے۔ اونچے اونچے پہاڑ اس میں نصب کر دیئے ہیں۔ جو کہ قدرتی معدنیات سے بھرے پڑے ہیں۔ زمین کی مٹی میں اگانے کی بے پناہ قوت رکھ دی ہے۔ طرح طرح کا سبزہ، پھل، درخت، کھیتیاں، میوے اور پھل پھول میسر ہوتے ہیں۔ کائنات کی رنگینیاں بتا رہی ہیں کہ اس کی قدرت کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ اللہ زبردست قدرت و حکمت کا مالک ہے۔ تم ہی بتاؤ کہ اگر وہ قادر و قیوم تمہیں مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرے تو کیا یہ خلاف عقل ہے؟ ہرگز نہیں۔

﴿تَبْصِرَةً وَّذِكْرٰى لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ﴾ [پارہ ۲۶، سورۃ ق: ۸]

"یہ (آثارِ قدرت) بصیرت افروز اور یاددہانی ہیں، ہر اس بندے کے لیے جو اپنے رب کی طرف مائل ہے۔"

تشریح: ......آسمان و زمین کی تخلیق، کائنات کا بھرپور مشاہدہ اور معرفت، بصیرت اور دانائی رکھنے والے کے لیے ہے جو اللہ کی طرف رجوع کرنے والا ہے۔ گویا کائنات کی ہر شے زبانِ حال سے اپنے خالق کی عظمت و کبریائی کی گواہی دے رہی ہے۔ یہ آواز وہی لوگ

Marfat.com

سن سکتے ہیں جو آثارِ قدرت میں غور و فکر کرنے کے عادی ہیں۔

﴿وَّاَصۡحٰبُ الۡاَیۡکَةِ وَقَوۡمُ تُبَّعٍ ؕ کُلٌّ کَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِیۡدِ﴾

[پارہ ۲۶، سورۃ ق: ۱۴]

''اور ایکہ کے باشندوں اور تبع کی قوم نے ان سب نے جھٹلایا تھا رسولوں کو، بس پورا ہو گیا ہمارا عذاب کا وعدہ۔''

تشریح: ......اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نافرمان قوموں کا تذکرہ کیا ہے۔ اس آیت سے پچھلی دو آیتوں کے ترجمہ کو مدِ نظر رکھا جائے تو یوں کہہ سکتے ہیں کہ ان سے پہلے نوح کی قوم، اصحاب الرّس، ثمود اور عاد، فرعون اور لوط کے بھائی اور ایکہ والے اور تبع کی قوم کے لوگ بھی جھٹلا چکے ہیں۔ ہر ایک نے رسولوں کو جھٹلایا۔ پس ہمارا عذاب کا وعدہ پورا ہو گیا۔ ان آیات میں عرب اور اس کے گرد و پیش کی قوموں کے تاریخی انجام کو اس بات کی دلیل کے طور پر پیش کیا گیا کہ آخرت کا جو عقیدہ تمام انبیاء علیہم السلام پیش کرتے رہے ہیں وہی حقیقت کے عین مطابق ہے۔ کیونکہ آخرت کا انکار جس قوم نے بھی کیا وہ شدید اخلاقی بگاڑ کا شکار ہوئی۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا جا رہا ہے کہ پہلے بھی انبیاء کو ان کی امتوں نے جھٹلایا تھا اس کے باوجود وہ امتی رسالت کی ذمہ داریوں کو نبھاتے رہے۔ میرے حبیب! آپ بھی ان کفار کی تکلیف سے پریشان نہ ہوں اور اپنا فرض ادا کرنے میں مصروف رہیں۔ علاوہ ازیں کفار کو ڈرایا جا رہا ہے کہ ان حقیقت کو جھٹلانے والی قوموں کا انجام تمہارے سامنے ہے۔ کیا ان ویران کھنڈروں کو دیکھ کر تمہیں عبرت حاصل نہیں ہوتی۔ وہ خوبصورت بستیاں، شہر کہاں چلے گئے۔ ذرا غور کرو جن لوگوں نے انبیاء کی تکذیب کی اور ان کی باتوں کو ماننے سے انکار کیا اور ہر قسم کے محاسبہ سے بے نیاز ہو کر بے خوف و خطر گناہ کی زندگی بسر کرنے لگے۔ پھر کیا تھا، عذابِ الٰہی نے انہیں نیست و نابود کر دیا۔

﴿وَجَآءَتۡ کُلُّ نَفۡسٍ مَّعَهَا سَآئِقٌ وَّشَهِیۡدٌ﴾ [پارہ ۲۶، سورۃ ق: ۲۱]

''اور حاضر ہو گا ہر شخص اس طرح کہ اس کے ہمراہ ایک (اسے) ہانکنے والا اور

Marfat.com

ایک گواہ ہوگا۔"

تشریح: ...... یہ آیت قیامت کا منظر پیش کرتی ہے۔ روز قیامت ہر شخص کے ساتھ دو فرشتے ہوں گے۔ ایک فرشتہ اسے ہانک کر خدا کے سامنے لائے گا اور دوسرا فرشتہ اس کا اعمال نامہ لیے ساتھ ہوگا تاکہ اس کے اعمال کے بارے میں گواہی دے۔ یہ وہی دو فرشتے ہوں گے جو دنیوی زندگی میں اس کے ہم نشین رہے اور اس کا اعمال نامہ مرتب کرنے پر متعین تھے۔

﴿اَلْقِيَا فِيْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيْدٍO﴾ [پارہ ۲۶، سورۃ ق: ۲۴]

"جہنم میں جھونک دو ہر کافر سرکش کو۔"

تشریح: ...... قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان متعلقہ فرشتوں کو حکم دے گا کہ ہر سرکش کافر کو جہنم کی آگ میں ڈال دو جو بدترین جگہ ہے۔ اللہ کا حکم حکمِ آخر ہے۔

﴿هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِكُلِّ اَوَّابٍ حَفِيْظٍO﴾ [پارہ ۲۶، سورۃ ق: ۳۲]

"یہی وہ چیز ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا (یعنی) ہر رجوع لانے والے حفاظت کرنے والے سے۔"

تشریح: ...... قیامت کے دن جب اہل ایمان جنت اور اس کی نعمتوں کا قریب سے مشاہدہ کریں گے تو ان سے کہا جائے گا کہ یہی وہ جنت ہے جس کا وعدہ اواب اور حفیظ سے کیا گیا تھا۔ (''اواب'' سے مراد ایسا شخص ہے جس نے نافرمانی اور خواہشات نفس کی پیروی کا راستہ چھوڑ کر اللہ کی رضا جوئی کا راستہ اختیار کریں جو ہر اس چیز کو چھوڑ دے جو اللہ کو ناپسند ہے اور ہر اس چیز کو اختیار کرے جو اللہ کو پسند ہے۔ جو راہ بندگی ذرا قدم ہٹتے ہی گھبرا اٹھے اور توبہ کر کے بندگی کی راہ پر پلٹ آئے۔ جو کثرت سے اللہ کو یاد کرے اور اپنے تمام معاملات میں اس کی طرف رجوع کرنے والا ہو)۔ (''حفیظ'' کے معنی حفاظت کرنے والا ہے۔ ایسا شخص جو اللہ کی حدود اور اس کے فرائض اور اس کی حرمتوں اور اس کی سپرد کی ہوئی امانتوں کی حفاظت کرے۔ جو ان حقوق کی نگہداشت کرے جو اللہ کی طرف سے اس پر عائد ہوتے ہیں۔ جو اس عہد و پیمان کی نگہداشت کرے جو ایمان لا کر اس نے اپنے رب سے کیا ہے۔ جو

Marfat.com

اپنے اوقات اور اپنی قوتوں اور محنتوں اور کوششوں کی پاسبانی کرے کہ ان میں سے کوئی چیز غلط کاموں میں ضائع نہ ہو اور جو توبہ کر کے اس کی حفاظت کرے اور پھر نہ ٹوٹنے دے۔ جو ہر وقت اپنا جائزہ لے کر دیکھتا رہے کہ کہیں میں اپنے قول یا فعل میں اپنے رب کی نافرمانی تو نہیں کر رہا ہوں۔)

﴿وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ٥﴾

[پارہ ۲۷، سورۃ الذاریات: ۴۹]

''اور ہم نے ہر چیز کے دو جوڑے بنائے تا کہ تم غور وفکر کرو۔''

تشریح:......اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ ساری کائنات تزویج کے اصول پر بنائی گئی ہے۔ دنیا کی اشیا کا زوج زوج ہونا اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ دنیا کا بھی جوڑا ہے جو آخرت ہے۔ انسان اور حیوانات میں زوج زوج کا ہونا عام اصول ہے۔ علاوہ ازیں تضادات اور متقابلات کی دنیا آباد ہے، جیسے رات دن، سردی گرمی، خزاں بہار، کفر وایمان، ہدایت وضلالت، سیاہی وسفیدی، جنت اور دوزخ، شقاوت اور سعادت یہ گنتی شمار سے باہر ہے، علمی تحقیق سے مزید اصولِ زوجیت نظر آنے لگے گا۔

﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ كُلُّ امْرِئٍۢ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ٥﴾

[پارہ ۴۷، سورۃ الطور: ۲۱]

''اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی پیروی کی ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ، پھر ملا دیں گے ان کے ساتھ ان کی اولاد کو اور ہم کمی نہیں کریں گے ان کے عملوں میں ذرہ بھر، ہر شخص اپنے اپنے عمل میں اسیر ہوگا۔''

تشریح:......اس آیت میں اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم، لطف ورحم اور احسان وانعام کا بیان فرماتا ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے کہ اگر اولاد کسی نہ کسی درجۂ ایمان میں بھی اپنے آباء کے نقشِ قدم کی پیروی کرتی رہی ہو تو خواہ اپنے عمل کے لحاظ سے وہ اس مرتبے کی مستحق نہ ہو

Marfat.com

جو آباء کو ان کے بہتر ایمان وعمل کی بنا پر حاصل ہو گا پھر بھی یہ اولاد اپنے آباء کے ساتھ ملا دی جائے گی۔ یعنی جنت میں ان کے ساتھ ہی رکھی جائے گی۔ مزید یہ اطمینان دلایا گیا کہ اولاد کے ملانے سے آباء کا درجہ گھٹا کر انہیں نیچے نہیں اتارا جائے گا بلکہ آباء سے ملانے کے لیے اولاد کا درجہ بڑھا کر انہیں اوپر پہنچا دیا جائے گا۔ متقی والدین اپنے صاحب ایمان بچوں کو اپنے پاس خوش وخرم دیکھ کر بڑے مسرور ہوں گے۔

اللہ نے اپنے بندے کو عمل کی جو قوتیں اور عقل وفہم کی نعمتیں عطا فرمائی ہیں وہ بطور قرض ہیں۔ جو مالک حقیقی نے اپنے بندے کو دیا ہے اس قرض کی ضمانت کے طور پر بندے کا نفس خدا کے پاس رہتا ہے۔ بندہ خدا داد قوتوں اور اختیارات کو صحیح طریقے سے استعمال کر کے اگر نیکیاں کمائے جن سے یہ فرض ادا ہو سکے تو وہ اپنے نفس کو چھڑا لے گا۔ ورنہ اسے ضبط کر لیا جائے گا اور اس کو رہائی نہیں ملے گی۔

﴿وَكَذَّبُوْا وَاتَّبَعُوْا اَهْوَاءَ هُمْ وَكُلُّ اَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ ۝﴾

[پارہ ٤٧، سورۃ القمر: ٣]

”اور انہوں نے جھٹلایا (رسولِ خدا کو) اور پیروی کرتے رہے اپنی خواہشات کی اور ہر کام کا وقت ایک مقرر ہے۔“

تشریح: ...... کفارِ مکہ نے حکم خدا اور اطاعت رسول اللہ ﷺ نہیں کی بلکہ اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی کی۔ انہوں نے قیامت کو نہ ماننے کا فیصلہ کر رکھا تھا۔ انہوں نے چاند کے دو ٹکڑے کرنے کے معجزے کا خود مطالبہ کیا تھا اور وعدہ کیا تھا کہ اگر یہ معجزہ انہیں دکھایا جائے تو وہ ضرور ایمان لائیں گے۔ لیکن جب یہ معجزہ ظہور پذیر ہوا تو ان کو ایمان کی توفیق نہ ہوئی بلکہ الٹا کہنے لگے کہ یہ تو صریح جادو ہے۔ انہوں نے اپنی ہٹ دھرمی نہ چھوڑی اور اپنی پرانی روش پر ڈٹے رہے۔ جب کفار ایمان لانے کے لیے تیار نہ تھے تو انہیں نعمت ایمان سے کیونکر سرفراز کیا جاتا۔ وہ عقل کے اندھے ہو گئے۔ غور وفکر کا دروازہ انہوں نے بند کر دیا۔ ایسے لوگوں کو ہدایت نصیب ہو، یہ سنت الٰہی کے خلاف ہے۔ لہٰذا انہوں نے اللہ کے

Marfat.com

رسول ﷺ کی تکذیب کی اور وحی کی روشن آیات کو چھوڑ کر اپنے نفس کی پیروی کی۔

آخر کار حق اور باطل کا فیصلہ ہو کر رہتا ہے تمام معاملات آخر کار ایک انجام کو پہنچ کر رہتے ہیں۔ اسی طرح اے کافرو! تمہاری اور رسول اکرم ﷺ کی اس کشمکش کا بھی لامحالہ ایک انجام ہے جس پر یہ پہنچ کر رہے گی۔ ایک وقت لازماً ایسا آتا ہے جب علی الاعلان یہ ثابت ہو جائے گا کہ وہ حق پر تھے اور تم سراسر باطل کی پیروی کر رہے تھے۔ اسی طرح حق پرست اپنی حق پرستی کا اور باطل پرست اپنی باطل پرستی کا نتیجہ بھی ایک دن ضرور دیکھ کر رہیں گے۔

﴿إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ۝﴾ [پارہ ۲۷، سورۃ القمر: ۴۹]

''بے شک ہم نے ہر چیز ایک اندازہ سے پیدا فرمائی۔''

تشریح: ......اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق ہے وہی رازق مالک اور علیم وقدیر ہے۔ لہٰذا سب کے اندازے مقرر کرنے والا وہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو مخلوق پیدا کرنے سے پہلے ہر چیز کا علم تھا۔ اس نے ہر چیز کی تقدیر بنائی ہے جس کے مطابق وہ مقررہ وقت پر بنتی ہے اور ایک خاص شکل اختیار کرتی ہے۔ ایک خاص مدت تک نشو ونما پاتی ہے اور ایک خاص مدت تک باقی رہتی ہے اور ایک خاص وقت پر ختم ہو جاتی ہے۔ ایک عالمگیر ضابطے کے مطابق اس دنیا کی بھی ایک تقدیر ہے جس کے مطابق ایک خاص وقت تک یہ چل رہی ہے اور ایک خاص وقت پر اسے ختم ہونا ہے۔

﴿وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوهُ فِي الزُّبُرِ۝﴾ [پارہ ۲۷، سورۃ القمر: ۵۲]

''اور انہوں نے جو کچھ کیا سب کتابوں میں ہے۔''

تشریح: ......ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ جو کچھ لوگوں نے کیا ان کے اعمال لکھے ہوئے ہیں اور یہ اعمال لکھنے والے خدا کے امین فرشتے ہیں۔ روز قیامت یہی اعمال انسانوں کو پیش کیے جائیں گے۔ اچھے اعمال کی اچھی جزا اور برے اعمال کی بری سزا ملے گی۔

﴿وَكُلُّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ مُسْتَطَرٌ۝﴾ [پارہ ۲۷، سورۃ القمر: ۵۳]

''ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے۔''

Marfat.com

تشریح: ......لوگوں کا ہر چھوٹا بڑا عمل لکھا ہوا ہے۔ ایک عمل بھی ایسا نہیں جو لکھے جانے سے رہ گیا ہو۔ اللہ کے امین اور مقرب فرشتے انتہائی ذمہ داری سے اعمال لکھتے ہیں۔ غلطی کا ہونا ممکن نہیں۔ یہ خدائی نظام ہے اور قیامت اللہ تعالیٰ ہر ایک سے ان کے عمل کی باز پرس کرے گا۔

﴿كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ﴾ [پارہ ۲۷، سورۃ الرحمن: ۲۶]

''زمین پر جتنے ہیں سب کو فنا ہے۔''

تشریح: ......اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو بتا رہا ہے کہ نہ تم لافانی ہو اور نہ ہی تمہارا ساز و سامان لازوال ہے جس سے تم فائدہ اٹھا رہے ہو۔ یاد رکھو کہ صرف خدائے بزرگ و برتر کی ذاتِ اقدس ہی لافانی اور لازوال ہے جس کی عظمت کی گواہی کائنات کا ذرہ ذرہ دے رہا ہے۔ وہی خدائے رحیم و کریم ہے کہ جس کے کرم و فضل سے تمہیں نعمیں نصیب ہوئی ہیں۔ کوئی انسان تکبر اور گھمنڈ میں نہ رہے کہ میرے جیسا دنیا میں کوئی اور نہیں۔ کسی کو تکبر و غرور کا حق حاصل نہیں۔ تھوڑی سی زندگی گزار کر تم ہمارے پاس چلے آؤ گے۔

﴿يَسْئَلُهُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَانٍ٥﴾

[پارہ ۲۷، سورۃ الرحمن: ۲۹]

''مانگ رہے ہیں اس سے (اپنی حاجتیں) سب آسمان والے اور زمین والے۔ ہر روز وہ ایک نئی شان سے تجلی فرماتا ہے۔''

تشریح: ......ارشاد خداوندی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی کارساز، وکیل، مالک اور رازق ہے۔ ہر وقت اور ہر حال میں کائنات میں اسی کی ربوبیت کا ڈنکا بج رہا ہے۔ اس کی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ کے کرشمے ہر سو نظر آ رہے ہیں۔ اس کی کارفرمائی کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ جاری ہے۔ ہر ایک اس کے دربار سے مانگ رہا ہے۔ بیمار صحت مانگ رہا ہے۔ بھوکا رزق کا طالب ہے۔ دولت کے طلب گار دولت مانگ رہے ہیں۔ کون ہے جو اس کے در کا گدا نہیں؟ کسی کو شفا مل رہی ہے اور کوئی مر رہا ہے۔ کسی کو امیری اور کسی کو غریبی مل رہی ہے۔

Marfat.com

اس کے مختلف رنگ ہیں کسی کو کم تو کسی کو بے حساب دیتا ہے۔ اس سے کوئی پوچھ نہیں سکتا بلکہ وہ ہر ایک سے باز پرس کر سکتا ہے۔ اس کی دنیا بھی ایک حال پر نہیں رہتی۔ ہر لمحہ حالاتِ دنیا تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ اس کا خالق ہر بار اسے ایک نئی صورت ترتیب دیتا ہے۔ جو پچھلی صورتوں سے مختلف ہوتی ہے ہر روز اس کی شان کا نیا ظہور ہے۔

﴿فِيهِمَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجَانِ۝﴾ [پارہ ۲۷، سورۃ الرحمن: ۵۲]

”(ان دونوں باغوں میں) ہر طرح کے میووں کی دو دو قسمیں ہوں گی۔“

تشریح: ......ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ دونوں باغوں میں ہر پھل کی دو قسمیں ہوں گی۔ پھلوں کی شان نرالی ہو گی۔ ایک باغ میں ایک شان کے پھل ہوں گے دوسرے باغ میں پھلوں کی شان کچھ اور ہو گی۔ ایک قسم کے پھلوں سے تو انسان واقف ہوں گے کیونکہ انہوں نے دنیا میں یہ پھل کھائے تھے۔ البتہ دوسری قسم کے پھل نادر ہوں گے جو صرف وہیں ملیں گے۔

﴿لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۝﴾ [پارہ ۲۷، سورۃ الحدید: ۲]

”اسی کے لیے ہے آسمانوں اور زمین کی سلطنت وہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔ وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے۔“

تشریح: ......اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی ربوبیت، قدرت اور حکمت کا ذکر ہے۔ آسمانوں اور زمین میں اسی کی بادشاہت ہے۔ وہ شانِ حقیقی ہے زندگی اور موت اسی کے قبضۂ قدرت میں ہے اس کے حکم کے بغیر نہ تو کوئی پیدا ہو سکتا ہے اور نہ مر سکتا ہے۔ وہ تمام قوتوں کے ساتھ غالب اور ہر شے پر قادر ہے وہ علیم و قدیر، رحیم و غفور، وہاب و حمید اور باقی رہنے والا ہے۔ کائنات کا خالق حقیقی ہے۔ فرماں روا بھی وہی ہے۔ وہی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ کا مالک ہے۔

﴿هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ۝﴾

[پارہ ۲۷، سورۃ الحدید: ۳]

Marfat.com

''وہی اول، وہی آخر، وہی ظاہر، وہی باطن اور وہی سب کچھ جانتا ہے۔''

تشریح: ......اس آیت میں صفاتِ خداوندی بیان کی گئی ہیں۔ وہی اول ہے وہی آخر وہی ظاہر اور وہی باطن ہے۔ یعنی جب کچھ نہ تھا وہ تھا جب کچھ نہ رہے گا تو وہ رہے گا۔ وہ سب سے بڑھ کر ظاہر ہے۔ اسی کی صفات اور اسی کے افعال اور اسی کے نور کا ظہور ہے۔ وہ ہر مخفی سے بڑھ کر مخفی ہے۔ کائنات کا خالق بھی وہی ہے اور فرماں روا بھی وہی۔ اس کے سوا کسی اور کو بقا نہیں۔ اگر کوئی اس کے حکم سے غیر فانی بنتا ہے جیسے جنتی اور فرشتے تو وہ بذات خود غیر فانی نہیں ہیں بلکہ جب تک خدا نے چاہا وہ موجود رہ سکتے ہیں۔

﴿يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا اَحْصَاهُ اللّٰهُ وَنَسُوْهُ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ﴾ [پارہ ۲۸، سورۃ المجادلۃ: ۶]

''جس روز اللہ تعالیٰ ان سب کو زندہ کرے گا پھر انہیں آگاہ کرے گا جو کچھ انہوں نے کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اعمال کو گن رکھا ہے اور وہ بھلا چکے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر شاہد ہے۔''

تشریح: ...... یہ آیت روزِ قیامت کا نقشہ پیش کرتی ہے کفار اور منکرین سمجھتے ہیں کہ حساب کتاب کیا ہوگا۔ یعنی وہ غفلت میں بھولے ہوئے ہیں حالانکہ قیامت کا دن یقینی طور پر آ کر رہے گا۔ یہ فرمودۂ خدا ہے۔ اس میں ذرا شک نہیں اللہ کے فرشتے ایک ایک عمل لکھ رہے ہیں۔ عمل کہاں واقع ہوا، کیسے ہوا، کیونکر ہوا۔ فاعل کا ردِ عمل کیا تھا یعنی مکمل ریکارڈ کراماً کاتبین نے مرتب کر رکھا ہے جس میں ذرا برابر کمی بیشی نہیں ہو سکتی یہ خدا کے امین فرشتے ہیں۔ قیامت کے دن تمام انسان قبروں سے اٹھ کر خدا کے حضور پیش ہوں گے تو ان کو اعمال نامہ دکھایا جائے گا۔ جسے وہ جھٹلا نہ سکیں گے، پھر فرمایا جہاں کہیں بھی ہو تمہاری کوئی بات اور حالت خدا سے چھپ نہیں سکتی۔ اس کے علم نے ساری کائنات کا احاطہ کر رکھا ہے۔

﴿اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَا

Marfat.com

اَدْنٰی مِنْ ذٰلِكَ وَلَا اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ﴾

[پارہ ۲۸، سورۃ المجادلۃ: ۷]

''اے سننے والے کیا تو نے دیکھا کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں۔ جہاں کہیں تین شخصوں کی سرگوشی ہو تو چوتھا وہ موجود ہے اور پانچ کی تو چھٹا وہ اور نہ اس سے کم اور نہ اس سے زیادہ مگر یہ کہ وہ ان کے ساتھ ہے جہاں کہیں ہوں پھر انہیں قیامت کے دن بتا دے گا جو کچھ انہوں نے کیا۔ بے شک اللہ سب کچھ جانتا ہے۔''

تشریح: ......اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے منافقین کے اس طرزِ عمل پر گرفت کی جو انہوں نے مسلم معاشرے میں اختیار کر رکھا تھا۔ وہ ظاہری طور پر مسلمانوں کی جماعت میں شامل تھے مگر اندر ہی اندر ایمان والوں سے الگ ایک گروہ بنا رکھا تھا۔ وہ ہر وقت مسلمانوں کے خلاف کوئی نہ کوئی چال چلتے رہتے۔ وہ اپنی خفیہ سرگوشیوں میں مسلمانوں کے اندر پھوٹ ڈالتے، فتنے برپا کرتے اور خوف و ہراس پھیلانے کے لیے طرح طرح کے منصوبے بناتے اور ایک سے ایک نئی افواہ گھڑتے۔ وہ یہ بھی خیال کرتے کہ ان کی سرگوشیوں کی کسی کو خبر نہیں اور ان کی سازشوں سے کوئی آگاہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ان کی اس غلط فہمی پر متنبہ فرما رہے ہیں کہ تم سراسر غلطی پر ہو۔ تم جہاں کہیں بھی ہو، تمہاری تعداد کتنی ہی ہو۔ میں تمہیں دیکھ رہا ہوں۔ تمہاری سرگوشیوں کو سن رہا ہوں۔ قیامت کے روز تمہاری ایک ایک شرارت پر تمہیں آگاہ کر دیا جائے گا اللہ تعالیٰ کے ان کی سرگوشیوں کے وقت ساتھ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ علیم و خبیر اور سمیع و بصیر اور قادرِ مطلق ہے۔ منافقین کی کوئی بھی بات اللہ سے نہیں چھپ سکتی۔ وہ دنیا کی ہر طاقت کی گرفت سے بچ سکتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے نہیں بچ سکتے۔

﴿وَمَا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَا اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰی مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ

Marfat.com

قَدِيْرٌO﴾ [پارہ ۲۸، سورۃ الحشر: ٦]

"اور جو (مال) خدا نے اپنے رسول کو ان لوگوں سے (بغیر لڑائی) دلوایا ہے۔ اُس میں تمہارا کچھ حق نہیں کیونکہ اس کے لیے نہ تم نے گھوڑے دوڑائے نہ اونٹ دیے۔ خدا اپنے رسولوں کو جن پر چاہتا ہے مسلط کر دیتا ہے اور خدا ہر چیز پر قادر ہے۔"

تشریح:..... یہ آیت مالِ فے کی وضاحت کرتی ہے۔ مالِ فے وہ مال ہے جو دشمن سے لڑے بغیر حاصل ہو۔ اس کے برعکس غنیمت کا مال دشمن سے جنگ کر کے اور اس پر غلبہ حاصل کر کے لیا جاتا ہے۔ بنونضیر کا علاقہ جو مسلمانوں کے قبضے میں آ گیا تھا مسلمانوں کو اس کے لیے لمبا سفر طے کرنے کی نوبت نہیں آئی۔ اس میں لڑائی کی نوبت بھی نہیں آئی۔ مسلمانوں کو اونٹ اور گھوڑے نہیں دوڑانے پڑے۔ فقط صلح کے ذریعہ یہ علاقہ فتح ہو گیا۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے بغیر جنگ کے اپنے رسول ﷺ کو اس علاقہ پر غالب فرما دیا۔ اس لیے اس فتح سے حاصل ہونے والے مال کو مالِ فے قرار دیا گیا جو غنیمت سے مختلف ہے۔ اس علاقے سے اموال منقولہ کے علاوہ جو مکانات، باغات اور زرخیز اراضی تھی اللہ تعالیٰ نے یہ سب چیزیں اپنے رسول پاک ﷺ کو لوٹا دیں جس طرح حضور ﷺ چاہیں اسے صرف کریں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا دستور ہے کہ وہ اپنے رسولوں کو کفار کے اموال و املاک پر تسلط ارزانی فرماتا ہے۔ اسی سنتِ الٰہیہ کے مطابق رسول کریم ﷺ کو بنی نضیر قبیلہ کے املاک کا کسی جنگ کے بغیر مالک بنا دیا۔ بے شک ہر چیز اللہ تعالیٰ ہی کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ جس کو چاہے دے دے اور جس سے چاہے واپس لے لے۔ وہ ہر چیز پر مکمل غلبہ اور قدرت رکھتا ہے۔

﴿يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌO﴾ [پارہ ۲۸، سورۃ التغابن: ۱]

"اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے۔ اسی کا ملک ہے اور اسی کی تعریف اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔"

Marfat.com

تشریح: ......اس آیت مذکورہ میں اللہ تعالیٰ کی صفات کمال کا اظہار کیا گیا ہے۔ یعنی آسمان وزمین میں اسی کی تسبیح کی جاتی ہے۔ اسی کی سلطنت ہے اور اسی کے لیے شکر۔ وہ ہر چیز پر قدرت وغلبہ رکھتا ہے۔

کائنات کی ہر چیز اس بات کا علی الاعلان کر رہی ہے کہ اس کا پروردگار و خالق ہر عیب، نقص، کمزوری، غلطی اور خطا اور برائی سے پاک ہے۔ اس کی ذات پاک ہے۔ اس کی صفات پاک ہیں اور اس کے افعال پاک ہیں۔ اس کے احکام خواہ وہ دنیا سے متعلق ہوں یا شرعی سراسر پاک ہیں۔ لہٰذا یہ آسمان وزمین کی سلطنت کا ذرہ ذرہ اپنے خالق کی پاکی بیان کر رہا ہے اور کرتا رہے گا۔

پوری کی پوری کائنات خدائے وحدہٗ لاشریک کی سلطنت ہے۔ عملی طور پر وہی ہر آن حکومت کر رہا ہے۔ وہ شاہِ حقیقی ہے۔ اقبال نے کیا خوب کہا ہے:

سروری زیبا فقط اس ذاتِ بے ہمتا کو ہے
حاکم ہے اک وہی باقی بتانِ آزری

اس سلطنت میں کسی دوسرے کا قطعاً کوئی عمل یا حصہ نہیں ہے۔ اگر کسی کو عارضی طور پر اس کائنات پر ملکیت یا حکمرانی کے اختیارات حاصل ہیں تو وہ اس کے ذاتی اختیارات نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے ہیں۔ جب وہ چاہے واپس لے سکتا ہے۔ اگر کسی کے پاس کوئی حسن وکمال ہے تو اسی کا فیضِ کرم ہے۔

وہی اکیلا تعریف کے لائق ہے اگر کسی دوسری ہستی میں قابل تعریف خوبی پائی جائے تو وہ خدا کی عطا کردہ ہے۔ اگر حمد کو شکر کے معنی میں لیا جائے تو شکر کا اصل مستحق وہی ہے کیونکہ ساری نعمتیں اسی کی ہیں۔ ساری مخلوقات کا حقیقی محسن اس کے سوا کوئی اور نہیں۔ لہٰذا اگر ہم کسی دوسری ہستی کے احسان کا شکریہ ادا کرتے ہیں تو محض اس وجہ سے کہ اللہ نے اپنی نعمت اس کے ہاتھوں ہم تک پہنچائی۔

کائنات میں قادرِ مطلق اسی کی ذات ہے۔ وہ ہر چیز مکمل غلبہ، قدرت اور قوت رکھتا

Marfat.com

ہے۔ کوئی اس کے آگے دم مارنے کی مجال نہیں رکھتا۔ زمین و آسمان میں اس کا حکم ٹل نہیں سکتا۔ وہ ہر ساعت، ہر دم، ہر پل اور ہر موقع پر پورے غلبہ، قوت، اقتدار، قدرت اور کلی اختیار کے ساتھ متحرک ہے۔

﴿مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ۝﴾ [پارہ ۲۸، سورۃ التغابن: ۱۱]

"کوئی مصیبت نہیں پہنچتی مگر اللہ کے حکم سے اور جو اللہ پر ایمان لائے۔ اللہ اس کے دل کو ہدایت فرمائے گا اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔"

تشریح:......اس آیت میں اللہ تعالیٰ بندۂ مومن کی صفت اور اپنی بخشش کا اظہار کرتا ہے۔ بتایا گیا ہے کہ مصائب نہ خود آتے ہیں نہ دنیا میں کسی کی یہ طاقت ہے کہ اپنے اختیار سے جس پر چاہے مصیبت نازل کر دے۔ یہ تو سراسر اللہ کے اذن پر منحصر ہے کہ کسی پر کوئی مصیبت نازل ہونے دے یا نہ ہونے دے۔ اللہ کا اذن بہرحال کسی نہ کسی مصلحت کی بنا پر ہوتا ہے۔ جسے انسان نہ جانتا ہے نہ سمجھ سکتا ہے۔ مصائب کے ہجوم میں جو چیز انسان کو مستحکم اور مضبوط رکھتی ہے وہ فقط ایمان باللہ ہے۔ جو شخص سمجھتا ہے کہ اللہ ہی کائنات کا خالق، مالک، رازق اور فرماں روا ہے۔ اسی کے اذن سے مصیبت آتی ہے اور اسی کے حکم سے ٹلتی ہے اس کے دل کو اللہ صبر و تسلیم اور رضا کی توفیق سے بھر دیتا ہے۔ اس کو عزم اور ہمت کے ساتھ ہر طرح کے حالات کا مقابلہ کرنے کی طاقت بخش دیتا ہے۔ دنیا کی کوئی طاقت اسے پست ہمت نہیں کر سکتی۔ وہ شیروں کے نرغے میں بھی مسکراتے ہیں۔ بے رحم طوفان بھی ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ اللہ ان کے دل بے چین اور مضطرب نہیں ہونے دیتا۔ اللہ ہر حال میں انہیں ثابت قدم رکھتا ہے۔

جب انسان کو اللہ تعالیٰ کی ذات پر، اس کی قدرت اور حکمت پر یقین راسخ ہو جائے تو وہ اپنے بندے کے دل کو صبر و رضا و تسلیم کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔ اسے ڈولنے نہیں دیتا اور ہدایت قلبی عطا کرتا ہے۔

Marfat.com

فرمایا کہ تمہارا واسطہ اس خدا سے نہیں کہ جسے تمہاری حالت کی خبر نہ ہو۔ وہ ہر حال اور ہر لمحے اپنے بندے کے حال سے باخبر ہے۔ وہ جانتا ہے کہ کس مومن پر دنیا میں کیا کچھ گزر رہی ہے اور وہ کن حالات میں ایمان کے تقاضے پورے کر رہا ہے۔ اس لیے اطمینان رکھو کہ جو مصیبت بھی اللہ کے اذن سے تم پر نازل ہوتی ہے اللہ کے علم میں ضرور اس کی کوئی عظیم مصلحت ہوتی ہے اور اس کے اندر کوئی بڑی خیر پوشیدہ ہوتی ہے۔ اللہ اپنے مومن بندوں کا خیر خواہ ہے اور ہر حال میں ان سے باخبر رہتا ہے۔

﴿وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا﴾

[پارہ ۲۸، سورۃ الطلاق : ۳]

"اور اُسے وہاں سے روزی دے گا جہاں اُس کا گمان نہ ہو اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو وہ اسے کافی ہے۔ بے شک اللہ اپنا کام پورا کرنے والا ہے۔ بے شک اللہ نے ہر چیز کا ایک اندازہ رکھا ہے۔"

تشریح:...... اس آیت میں فرمانِ خداوندی ہے کہ مطلقہ عورت پر مال خرچ کرنا آدمی پر گراں گزرتا ہے۔ اگر آدمی تنگ دست ہو تو یہ خرچ اور بھی ناگوار گزرے گا۔ لیکن اللہ سے ڈرنے والے آدمی کو یہ سب کچھ برداشت کرنا چاہیے۔ فرمایا کہ اگر تمہارا دل تنگ ہو تو اللہ کا ہاتھ رزق دینے کے لیے تنگ نہیں۔ لہٰذا اس کی ہدایت پر خرچ کرو گے تو وہ تمہیں ایسے راستوں سے رزق دے گا جدھر سے رزق ملنے کا تم گمان بھی نہیں کر سکتے۔

اللہ پر بھروسہ کرنے کا مطلب یہ نہیں کہ آدمی ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جائے اور اسباب سے کنارہ کشی کر لے۔ توکل کا مطلب تو یہ ہے کہ اسباب بجا لائے لیکن نتائج اللہ پر چھوڑ دے۔ بے عملی اور جدوجہد سے بیزاری کا اسلام کے نظریہ توکل سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے قضا اور احکام کو جس طرح اور جیسے چاہے اپنی مخلوق میں پورا کرنے والا ہے اور اچھی طرح جاری کرنے والا ہے۔ وہ پورا غلبہ اور قدرت رکھنے والا ہے۔ کوئی طاقت

Marfat.com

اللہ کے حکم کو نافذ ہونے سے نہیں روک سکتی۔ کائنات کے کارخانے میں اس نے ہر چیز کا خاص اندازہ مقرر کیا ہوا ہے۔

﴿اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ یَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَیْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا﴾ [پارہ ۲۸، سورۃ الطلاق : ۱۲]

"اللہ ہے جس نے سات آسمان بنائے اور انہی کی برابر زمینیں حکم ان کے درمیان اترتا ہے۔ تاکہ تم جان لو کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر کامل قدرت رکھتا ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا اپنے علم سے احاطہ کر رکھا ہے۔"

تشریح:......اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی تخلیقِ ارضی و سماوی اور اپنی قدرتِ کاملہ کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی وہ ذات ہے جس نے سات آسمان اور اسی طرح سات زمینیں بھی پیدا کیں۔ کائنات کا ذرہ ذرہ اس کی شان کبریائی کی جلوہ گاہ ہے جو اس کی عظمت اور بڑائی کی گواہی دے رہا ہے۔

آسمانوں اور زمینوں کی تخلیق کے بعد اللہ تعالیٰ ان سے لاتعلق نہیں ہو گیا بلکہ ہر لحظہ اس کے احکام و اوامر کا ان میں نزول ہوتا رہتا ہے اور ہر جگہ ان کی تعمیل ہو رہی ہے۔ مثلاً موت و حیات، غنیٰ و فقر، عزت و ذلت، تغیرات و انقلابات کے آپ مشاہدہ کرتے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے حسن تدبیر کی جلوہ نمائی ہے۔ جو وہ چاہتا ہے ہو جاتا ہے۔ وہی قادرِ مطلق ہے۔ اس کا علم کائنات کے ذرہ ذرہ کو احاطہ کیے ہوئے ہے۔ وہی ذات معبود برحق ہے جس کی قدرت بھی لامحدود اور جس کا علم بھی بے کراں۔

﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَی اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا عَسٰی رَبُّكُمْ اَنْ یُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَیِّاٰتِكُمْ وَیُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ یَوْمَ لَا یُخْزِی اللّٰهُ النَّبِیَّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ نُوْرُهُمْ یَسْعٰی بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَبِاَیْمَانِهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا اِنَّكَ

Marfat.com

عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ﴾ [پارہ ۲۸، سورۃ التحریم: ۸]

"اے ایمان والو! اللہ کی جناب میں سچے دل سے توبہ کرو۔ امید ہے تمہارا رب دور کردے گا تم سے تمہاری برائیاں اور تمہیں داخل کرے گا ایسے باغات میں جن میں نہریں بہہ رہی ہوں گی۔ اس روز رسوا نہیں کرے گا اللہ تعالیٰ (اپنے) نبی کو اور ان کے ساتھ ایمان والوں کو، اس روز ان کا نور دوڑتا ہو گا ان کے آگے آگے اور ان کے دائیں جانب۔ وہ عرض کریں گے اے ہمارے رب! مکمل فرما دے ہمارے لیے ہمارا نور اور بخش دے ہمیں بے شک تو ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔"

تشریح: ......اس آیت میں سچی توبہ اور روز قیامت کا ذکر ہے۔ اہل ایمان کو ہدایت کی جا رہی ہے کہ اگر اس سے پہلے جہالت، کم فہمی یا بشری کمزوری کی وجہ سے تم سے غلطیاں ہوتی رہی ہیں تو وقت ضائع کیے بغیر فوری طور پر اللہ تعالیٰ کے حضور صدقِ دل سے توبہ کرلو۔ تاکہ تمہارا رحیم و کریم خدا تمہارے گناہوں کے بدنما داغوں کو اپنے دامن کرم میں یوں چھپالے کہ کسی کو خبر بھی نہ ہو۔ تَوۡبَةً نَّصُوۡحًا کرو۔ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سچی توبہ میں تین چیزیں شامل ہوتی ہیں: (۱) گناہ کو ترک کرے (۲) جو گناہ کر بیٹھا ہے اس پر دل سے ندامت محسوس کرے۔ (۳) پختہ عزم کرے کہ وہ پھر یہ گناہ نہیں کرے گا۔ فرمایا کہ اگر تم سچے دل سے توبہ کرلو تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کچھ بعید نہیں کہ وہ تمہارے گناہوں کو معاف کر دے۔ کفار کو اپنی ثروت اور اپنی امارت پر بڑا گھمنڈ ہوتا ہے۔ دنیا میں وہ اہل حق کی غربت اور بے بسی دیکھ کر غلط فہمی کا شکار ہو جاتے ہیں کہ جس طرح آج ہم معزز اور سرفراز ہیں اور ہمارے مقابلے میں یہ لوگ کمزور اور بے بس ہیں پہلے تو قیامت آئے گی نہیں اگر آئی بھی تو وہاں بھی ہماری عزت افزائی ہوگی۔ آیت میں ارشاد فرمایا کہ روز قیامت اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کی شان کو بلند کرے گا اور جو مسلمان آپ کے ساتھ ایمان لائے ہیں ان کی شان بھی نرالی ہو گی۔ اللہ کے نبی اور اہل ایمان لوگوں کی عزت افزائی ہوگی۔ یہ سب کفار کی غلط فہمیاں ہیں۔ ارشاد ربانی ہے کہ اہل ایمان حشر کے میدان میں بالکل ممتاز ہوں گے۔ ان کے آگے

Marfat.com

آگے ان کا نور ایمان چمک رہا ہوگا۔ ان کے دئیں جانب بھی روشنی ہوگی۔ جب کہ دوسرے لوگ اندھیروں میں ٹھوکریں کھا رہے ہوں گے۔ مومن عرض کریں گے کہ اے رب ہمارے نور کو تابانی بخش۔ ایسا نہ ہو کہ راستہ میں نور بجھ جائے اور ہم جنت کا راستہ طے نہ کرسکیں۔ دعا کریں گے کہ اے ہمارے رب ہمارے قصور معاف فرما اور ہمارے نور کو جنت میں پہنچنے تک ہمارے لیے باقی رکھ۔

﴿تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرُنِ﴾

[پارہ ۲۹، سورۃ الملک: ۱]

''بڑی برکت والا ہے وہ جس کے ہاتھ میں (سب جہانوں کی) بادشاہی ہے اور وہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔''

تشریح: ...... تَبٰرَكَ برکت سے مبالغے کا صیغہ ہے برکت میں رفعت وعظمت افزائش وفراوانی، دوام وثبات اور کثرتِ خیرات وحسنات کے مفہومات شامل ہیں۔ جب مبالغے کا صیغہ تَبٰرَكَ بنایا جائے تو اس کے معنی یہ ہوتے ہیں اور وہ بے انتہا بزرگ وعظیم ہے۔ اپنی ذات وصفات وافعال میں اپنے سوا ہر ایک سے بالا تر ہے۔ بے حد وحساب بھلائیوں کا فیضان اس کی ذات سے ہو رہا ہے۔ اس کے کمالات لازوال ہیں۔

اَلْمُلْكُ مطلقاً استعمال ہوا ہے لہٰذا اسے محدود معنوں میں نہیں لیا جاسکتا۔ اس سے مراد تمام موجوہت عالم پر شاہانہ اقتدار ہے۔ اس کی حقیقی بادشاہی میں کسی کو دخل نہیں۔

وہ ہر چیز پر مکمل قدرت اور مکمل حکمت کے ساتھ غلبہ رکھنے والا ہے۔ کوئی طاقت اسے عاجز نہیں کرسکتی وہ جو چاہے کرنے والا اور لفظ ''کن'' کا مالک ہے۔

﴿اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صٰٓفّٰتٍ وَّيَقْبِضْنَ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا الرَّحْمٰنُ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ بَصِيْرٌنِ﴾ [پارہ ۲۹، سورۃ الملک: ۱۹]

''کیا انہوں نے پرندوں کو اپنے اوپر (اڑتے) کبھی نہیں دیکھا۔ پر پھیلائے ہوئے اور کبھی پر سمیٹ بھی لیتے ہیں۔ نہیں روکے ہوئے انہیں کوئی (فضا میں)

Marfat.com

بجز رحمٰن کے بے شک وہ ہر چیز کو خوب دیکھنے والا ہے۔"

تشریح: ......ارشاد ربانی ہے کہ ایک ایک پرندہ جو ہوا میں پر پھیلائے اڑ رہا ہے وہ خدائے رحمٰن کی حفاظت میں اڑ رہا ہے اس نے ہر پرندے کو وہ ساخت عطا فرمائی جس سے وہ اڑنے کے قابل ہوا۔ جس نے ہر پرندے کو اڑنا سکھایا اسی نے ہوا کو ان قوانین کا پابند کیا جن کی بدولت ہوا سے زیادہ بھاری جسم رکھنے والی چیزوں کا اس میں اڑنا ممکن ہوا۔ وہی ہر اڑنے والے کو فضا میں تھامے ہوئے ہے۔ ورنہ جس وقت بھی اللہ چاہے پرندے ہوا میں نہیں اڑ سکتے۔

صرف پرندوں ہی پر موقوف نہیں ہے بلکہ دنیا میں جو بھی چیز ہے اللہ کی نگہبانی کی بدولت موجود ہے۔ وہی ہر شے کے لیے وہ اسباب فراہم کر رہا ہے جو اس کے وجود کے لیے درکار ہیں۔ وہی اس بات کی نگرانی کر رہا ہے کہ اس کی پیدا کردہ ہر مخلوق کو اس کی ضروریات بہم پہنچیں۔

﴿لِيَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ وَاَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَاَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا﴾ [پارہ ۲۹، سورۃ الجن: ۲۸]

"تاکہ وہ دیکھ لے کہ انہوں نے اپنے رب کے پیغامات پہنچا دیئے ہیں۔ اللہ ان کے حالات کا احاطہ کیے ہوئے ہے اور ہر چیز کا اس نے شمار کر رکھا ہے۔"

تشریح:......اپنے رب کے پیغامات پہنچا دیئے ہیں۔ اس کے تین معنی ہو سکتے ہیں:

۱۔ رسول یہ جان لے کہ فرشتوں نے اس کی اللہ تعالیٰ کے پیغامات ٹھیک پہنچا دیئے ہیں۔

۲۔ اللہ تعالیٰ یہ جان لے کہ فرشتوں نے اپنے رب کے پیغامات اس کے رسول تک صحیح صحیح پہنچا دیئے ہیں۔

۳۔ اللہ تعالیٰ یہ جان لے کہ رسولوں نے اس کے بندوں تک اپنے رب کے پیغامات ٹھیک ٹھیک پہنچا دیئے ہیں۔

آیت کے الفاظ ان تینوں معنوں پر حاوی ہیں۔ یہ آیت دو مزید باتوں پر بھی دلالت کرتی ہے پہلی بات یہ کہ رسول کو وہ علم غیب عطا کیا جاتا ہے جو فریضہ رسالت کی انجام دہی کے لیے ضروری ہوتا ہے۔ دوسری بات یہ کہ جو فرشتے نگہبانی کے لیے مقرر کیے جاتے ہیں وہ

Marfat.com

صرف اسی بات کی نگہبانی نہیں کرتے کہ رسول تک وحی محفوظ طریقے سے پہنچ جائے، بلکہ اس بات کی نگہبانی بھی کرتے ہیں کہ رسول اپنے رب کے پیغامات اس کے بندوں تک جوں کے توں پہنچا دے۔ یعنی رسول پر بھی اور فرشتوں پر بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت اس طرح محیط ہے کہ اگر بال برابر بھی وہ اس کی مرضی کے خلاف حرکت کریں تو فوراً گرفت میں آ جائیں۔ اللہ کے پیغام کا حرف حرف گنا ہوا ہوتا ہے۔ رسولوں اور فرشتوں کی یہ مجال نہیں کہ اللہ کے بھیجے ہوئے کسی حرف میں کمی بیشی کر سکیں۔

﴿كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ۝﴾ [پارہ ۲۹، سورۃ المدثر : ۳۸]

''ہر جان اپنی کرنی (اعمال) میں گروی ہے۔''

تشریح: ...... رہن کے معنی ہیں گروی رکھنا۔ اگر ایک شخص کسی سے کچھ قرض لے اور قرض دینے والا اپنے حق کی ادائیگی کے لیے ضمانت کے طور پر اس کی کوئی چیز اپنے پاس رہن رکھ لے، تو وہ جب تک قرض ادا نہ کر دے اس وقت تک فکِ رہن (رہن سے چھٹکارا) نہیں ہوسکتا اور اگر مدت گزر جانے پر بھی وہ فکِ رہن نہ کرائے تو شے مرہونہ ضبط ہو جاتی ہے۔ انسان اور خدا کے درمیان معاملے کی نوعیت کو یہاں اسی صورتِ حال سے تشبیہ دی گئی ہے۔ خدا نے انسان کو جو سر و سامان، جو طاقتیں اور صلاحیتیں اور جو اختیارات دنیا میں عطا کیے ہیں وہ گویا ایک قرض ہے جو مالک نے اپنے بندے کو دیا ہے اور اس قرض کی ضمانت کے طور پر بندے کا نفس خدا کے پاس رہن ہے۔ بندہ اس سر و سامان اور ان قوتوں اور اختیارات کو صحیح طریقے سے استعمال کر کے اگر وہ نیکیاں کمائے جن سے یہ قرض ادا ہوسکتا ہے تو وہ شے مرہونہ یعنی اپنے نفس کو چھڑا لے گا ورنہ اسے ضبط کر لیا جائے گا۔ مومنین صالحین جو خواہ بجائے خود کتنے ہی بڑے مرتبے کے لوگ ہوں، ان کی اولاد کا فکِ رہن اس کے بغیر ادا نہیں ہوسکتا کہ وہ خود اپنے کسب سے اپنے نفس کو چھڑائے۔ باپ دادا کی کمائی اولاد کو نہیں چھڑا سکتی۔ البتہ اولاد اگر کسی درجے کے ایمان اور اتباعِ صالحین سے اپنے آپ کو چھڑا لے جائے تو پھر یہ اللہ کا فضل اور اس کا کرم ہے کہ جنت میں وہ اس کو نیچے کے مرتبوں سے اٹھا کر اونچے

Marfat.com

مراتب میں باپ دادا کے ساتھ لے جا کر ملا دے۔ باپ دادا کی نیکیوں کا یہ فائدہ تو اولاد کو مل سکتا ہے لیکن اگر وہ اپنے کسب سے اپنے آپ کو دوزخ کا مستحق بنا لے تو یہ کسی طرح ممکن نہیں ہے کہ باپ دادا کی خاطر اسے جنت میں پہنچا دیا جائے۔ اس کے ساتھ یہ بات بھی اس آیت سے نکلتی ہے کہ کم درجے کی نیک اولاد کا بڑے درجے کے نیک آباء سے لے جا کر ملا دیا جانا دراصل اس اولاد کے کسب کا نتیجہ نہیں بلکہ ان کے آباء کے کسب کا نتیجہ ہے۔ وہ اپنے عمل سے اس فضل کے مستحق ہوں گے کہ ان کے دل خوش کرنے کے لیے ان کی اولاد کو ان سے لا ملایا جائے۔ اسی وجہ سے اللہ ان کے درجے گھٹا کر انہیں اولاد کے پاس نہیں لے جائے گا، بلکہ اولاد کے درجے بڑھا کر ان کے پاس لے جائے گا تاکہ ان پر خدا کے اتمام میں یہ کسر باقی نہ رہ جائے گی کہ اپنی اولاد سے دوری ان کے لیے باعث اذیت ہو۔

﴿وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ كِتَابًا﴾ [پارہ ۳۰، سورۃ النبأ: ۲۹]

''اور ہم نے ہر چیز لکھ کر شمار رکھی ہے۔''

تشریح: ......ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ہم نے اپنے بندوں کے تمام اعمال اور افعال کو گن رکھا ہے۔ کوئی بھی شمار سے باہر نہیں ہے۔ خدا کے امین فرشتے انسانوں کے اقوال و افعال اور حرکات و سکنات کا مکمل ریکارڈ تیار کرنے پر مامور ہیں۔ ان سے اس سلسلہ میں کوئی کمی بیشی نہیں ہو سکتی۔ یہ سارا ریکارڈ روز قیامت لوگوں کے سامنے پیش کر دیا جائے گا۔

﴿الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ﴾

[پارہ ۳۰، سورۃ البروج: ۹]

''اور اسی کے لیے آسمانوں اور زمین کی سلطنت ہے اور اللہ ہر چیز پر گواہ ہے۔''

تشریح: ......وہ اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہے۔ جس کی حکمرانی کا سکہ آسمانوں اور زمین میں چل رہا ہے۔ کائنات ارضی و سماوی میں کوئی پتہ اور کوئی ذرہ اس کے حکم کے بغیر حرکت میں نہیں آ سکتا۔ بلندیوں اور پستیوں میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے جس کا اسے کلی علم نہ ہو۔

﴿وَمَا يُكَذِّبُ بِهٖۤ إِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ أَثِيْمٍ﴾ [پارہ ۳۰، سورۃ المطففین: ۱۲]

Marfat.com

''اور اسے نہ جھٹلائے گا مگر ہر سرکش۔''

تشریح:...... تباہی ہے روز جزا کو جھٹلانے والوں کے لیے اور اسے نہیں جھٹلاتا مگر ہر وہ شخص جو حد سے گزر جانے والا بدعمل ہو۔ جس طرح نیک اعمال کے نتیجہ میں نورانیت پیدا ہوتی ہے۔ آئینۂ دل شفاف ہو جاتا ہے۔ اسی طرح بدکاریوں اور نافرمانیوں کے باعث دل کا آئینہ گرد آلود ہو جاتا ہے۔ حتیٰ کہ اس کی چمک بالکل ناپید ہو جاتی ہے۔ یہاں بتایا جا رہا ہے کہ ان سرکشوں کا آئینہ دل تاریک ہو گیا ہے۔ ان کی فطرت سلیم مسخ ہو چکی ہے اسی لیے یہ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو جھوٹی کہانیاں اور بے سروپا افسانے خیال کرتے ہیں اور بڑی بے حیائی سے وقوعِ قیامت کا انکار کر رہے ہیں اور انکار کی وجہ سے گناہوں کی دلدل میں پھنسے جا رہے ہیں۔

﴿لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ۝﴾ [پارہ ۳۰، سورۃ عبس: ۳۷]

''ہر شخص کو ان میں سے اس دن ایسی فکر لاحق ہو گی جو اسے (سب سے) بے پروا کر دے گی۔''

تشریح:...... قیامت کے روز افراتفری اور نفسا نفسی کا عالم ہو گا۔ کسی کو دوسرے کی ہوش نہ ہو گی۔ ہر ایک اپنی مصیبت میں پھنسا ہو گا۔ قیامت کا دن ہر شخص کو اپنے اقربا اور احباب سے بے نیاز کر دے گا۔ انسان اپنے گھر والوں سے بھاگے گا۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ سب لوگ محشر کے میدان میں ننگے بدن، ننگے پاؤں، پدیل اور غیر مختون ہوں گے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: اس طرح شرم گاہوں پر نظر نہیں پڑے گی۔ آپ ﷺ نے اس کے جواب میں یہی آیت تلاوت فرمائی۔

﴿وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ۝﴾ [پارہ ۳۰، سورۃ الھمزۃ: ۱]

''ہلاکت ہے ہر اس شخص کے لیے جو (روبرو) طعنے دیتا ہے (پیٹھ پیچھے) عیب جوئی کرتا ہے۔''

تشریح:...... هُمَزَة اور لُمَزَة یہ دونوں لفظ ہم معنی ہیں۔ ہر چغلی کھانے والے،

Marfat.com

دوستوں میں جدائی اور تفرقہ ڈالنے والے، بے قصور اور بے عیب انسان میں نقص نکالنے والے کو ھُمَزَۃ اور لُمَزَۃ کہتے ہیں۔ کفار میں یہ کمزوریاں عام تھیں۔ جب کسی غریب سے آمنا سامنا ہوتا تو اس کے منہ پر اس کو برا بھلا کہتے کیونکہ انہیں اس کی طرف سے کسی مزاحمت یا جوابی کاروائی کا کوئی خطرہ نہ ہوتا اور جب کوئی طاقت ور سامنے ہوتا تو اس کے آگے اس کی تعریف کر دی اور خوشامدی لب ولہجہ اختیار کر دیا جب وہ چلا گیا تو اس کی غیبت شروع کر دی۔

﴿اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ۝﴾ [پارہ ۳۰، سورۃ الطارق: ٤]

''کوئی جان نہیں جس پر نگہبان نہ ہو۔''

تشریح:...... آسمان اور چمک دار ستارے کی قسم کھانے کے بعد قسم کے جواب کا ذکر ہو رہا ہے۔ فرمایا کہ کوئی شخص ایسا نہیں جس پر نگہبان مقرر نہ ہو۔ یعنی تم اس غلط فہمی کو دل سے نکال دو کہ تمہیں پیدا کر کے ہم نے یونہی بے لگام چھوڑ دیا ہے۔ ایسا ہرگز نہیں بلکہ ہم نے تمہاری نگہداشت کا پورا پورا انتظام کر دیا ہے۔ اس لیے کہ تم موت سے پہلے کہیں نقصان نہ اٹھاؤ۔ ناگہانی حادثات تمہیں نیست و نابود نہ کر دیں۔ حدیث پاک میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہر شخص کی حفاظت کے لیے ایک سو ساٹھ فرشتے مقرر ہیں جو ایسے حادثات و مصائب سے اس کی پاسبانی کرتے ہیں جو اس کی تقدیر میں نہیں بلکہ انسان کو اس کے اپنے حوالے کر دیا جائے تو شیاطین اور دوسری انسان دشمن قوتیں اس کی تکہ بوٹی کر کے رکھ دیں۔

غیر متوقع حادثات اور اچانک آفات کے جو جھکڑ چل رہے ہیں ان میں سے انسان کا بچ کر نکل جانا معجزہ سے کم نہیں۔ ہر انسان نے اس اپنی زندگی میں اس بات کا مشاہدہ و تجربہ کیا ہوگا کہ کوئی ان دیکھی طاقت اس کی حفاظت کر رہی ہے ورنہ ہوسکتا ہے کہ وہ سانپ جو اسے چھو کر آگے نکل گیا ہے ضرور اسے ڈس لیتا۔ بلندی سے گرنے اور مہلک بیماری کے باوجود اس کا بچ کر نکل جانا محال تھا یہ سب خدائی حفاظت کا سامان ہے۔

Marfat.com

قرآن اور توحید

قرآنی لفظ کُل پر مشتمل آیات کی تشریح

محمد رمضان گوہر

Marfat.com